بہ فضل خالق آسمان و زمین خلاق سخن آفرین
CHECKED
Checked
1987
غنچۂ آرزو

بتوفیق خدا کی سخن تازگی بخش مضامین
باہتمام محمد یعقوب طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آبرو کی جو صفاتِ فقر اسے پیدا
صورتِ وصل ہے یہی ذاتِ خدا سے پیدا

نفسِ امارہ سے کیوں زیر ہوا جاتا ہے
زور کر روح میں تحلیلِ غذا سے پیدا

اور ہی حال زبانی کا نظر آئیگا
آگہی کر تو ذرا فقر و فنا سے پیدا

گوش اسے نہ سنا قافلے میں یوسف نے
تھی زلیخا کی صدا بانگِ درا سے پیدا

چار دن کے لیے کیا کیا ہوا دنیا میں
خاک سے آب سے آتش سے ہوا سے پیدا

رتبۂ دیر و حرم گبر و مسلمان سمجھے
منزلت اپنی ہے کی ذہنِ رسا سے پیدا

اٹھ گیا دیدۂ دل سے جو دوئی کا پردا
ایک ہی نور ہوا ارض و سما سے پیدا

آئینہ تھی کہ رخِ یار کا جلوہ دیکھا
خوبصورت ہوئی آئینۂ دل کی صفا سے پیدا

کھل گئی ہم پہ جو ہر ذرہ کی حقیقت جس دم
ایک سا حال کیا شاہ و گدا سے پیدا

الفتِ کعبہ تصور میں جو صورت پکڑی
شکلِ محراب ہوئی دستِ دعا سے پیدا

اے جنون غضب کا عالم جو یہی کھلا ہے
جلوہ یار ہو مرے چاکِ قبا سے پیدا

اگر دنیا سے رفیق نہ یہ عالم ہوتا
پیوستہ ہم نہ ہوتی ارض و سما سے پیدا

٢

اے صبا دیکھیے جاکے چمن عالم کا
حالت وجد سے ہر موج ہوا سے پیدا

١٩

ردیف الف

نہایت جوش پہ دریا ہے اپنی طبع موزون کا
جہان میں شور ہے طوفان آبِ مضمون کا

نہ ہوتا اے جنون گر پاس مجھکو مجنون کا
پتا ملتا نہ دامن کسطرح دامان ہامون کا

اسیر ہیم میں جوالہ ہر دم گردون ہے
کبھی پھرتی ہے نوبت کا کبھی [illegible] رونکا

صفائی ہو گئی شب کو بت خورشید طلعت سے
خدا کے فضل سے کیا مسکرایا ہے گردونکا

نہ کیون کیفیت اشراق ہم مستونکو حاصل ہو
ہر اک خم اپنی میخانے میں سینہ ہے فلاطونکا

حرارہ جب بہا جنون لاتا ہے صحرا سے
بگولے ڈھونڈھتی پھرتی ہین پیچ مجنونکا

ہوا ہے مہر ہم مستون سے ان ذرون کی الفت سے
خدا حافظ ہے ساقی کشتیِ صہبا گلگون کا

مین شاعر ہون مرا ایمان ہے مضمون نکلتا ہے
بہت اچھی ہے یہ مصرع تمہاری قد موزونکا

شب تار لحد ہے روز روشن اپنی نظرون مین
بڑا ناہید بھی سودا ہوا زلف شبگون کا

حقیقت مین لہو اور کر پڑا دامان قاتل پہ
قضا نے لکھ دیا شنگرف سے محضر مری خونکا

وہ مست مین ہر وقت کیفیت مین رہتے ہین
کبھی خط سبز ہے کا کبھی گیسو لیلی [illegible] رنگکا

ملایا خاک مین گردون نے کس کس نام آور کو
نشان [illegible] نہین ہے قبر جمشید و فریدون کا

ہمارا سوز دل کیونکر نہ روشن ہو زمانے پر
کہ خورشید ایک تارا ہے اپنی بخت وارونکا

صفا حاصل ہوئی ہے الفت دندان جانان سے
بسنبل [illegible] نہین قطرہ ہے آب [illegible] کا

بلند و پست عالم ایک ہے چشم حقیقت مین
حصیر فقر ہم پایہ بنا تخت فریدون کا

ہنسینگی گریون مین سر روز بیتابی مری دیکھو
بدل جائیگا عالم چار دن مین ربع مسکونکا

دل سودا زدہ اپنا نہ چھوٹیگا نہ چھوٹیگا
ہر اک حلقہ ہے کالا جیلخانہ زلف مشکون کا

لب معجز نما ایجان انہون سی چاہتی ہین | مسیحا دیکھکر کشتہ تری آنکھونکا افسونکا

صبا حیران ہین ہم اک بت خود بین کی ہاتھون سے
مکدر آئینہ رہتا ہی اپنی طبع مفتون کا

ای صبا جذبہ پہ جسدم دل ناشاد آیا | اپنی آغوش مین اوڑکر وہ پریزاد آیا
محو ابرو کے لیی خنجر فولاد آیا | قتل کرنا بھی نہ تجھکو مری جلاد آیا
سرکشی پر جو وہ سرو ستم ایجاد آیا | پاس ارسی کے گھٹتا ہوا شمشاد آیا
چشم موسی ہمہ تن بنگیا مین حیرت سے | دیکھا اک بت کا وہ عالم کہ خدا یاد آیا
دم آغاز جنون طوق گلوگیر ہوا | غل مچانی بھی نہ پای تھی کہ حداد آیا
کٹ گئی ماری خجالت کی جوانان چمن | پارہ پر جسدم جو ترا وہ ستم ایجاد آیا
عاشقون سی نہ رہا کوئی زمانہ خالی | کبھی وامق کبھی مجنون کبھی فرہاد آیا
دلمین اک درد اوٹھا آنکھونمین آنسو بھر آئے | بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانئی کیا یاد آیا
روئی غربت مین ہجوم گل صحرائی پہ | چمن مجمع یاران وطن یاد آیا
تربت یار سے نشتر کے گیا سودائی | خون فاسد کیطرح جوش مین فصاد آیا
بنگیا خال جبین کوکب بخت یوسف | کس ترقی پہ ترا حسن خداداد آیا
عارض صاف کا کھینچا نہ گیا جب نقشہ | آئینہ لیکی تری سامنی بہزاد آیا

بیت ہستی کی صبا ہو گئی معنی روشن
خواجہ آتش سا زمانی مین جو استاد آیا

توسن طبع کو کرتا ہون مین گھوڑا کیا کیا | ایک اک گام پہ تھتا ہی یہ گھوڑا کیا کیا
اہل دولت سی کوئی ترچ مرا اتنا پوچھی | ساتھ کیا کیا لیا اسوقت مین چھوڑا کیا کیا
سوز عشق دل سی ہی اف اف شب تنہائی مین | ہائی رہ رہ کے چٹکتا ہی یہ پھوڑا کیا کیا

وہ مست ہین او نہین رکہتی نہین مین ساغر
مغرب سی یان نمایان جب آفتاب ہوگا

ای زود رنج تجہپر جو لوگ جان دینگے
رہ رہکی تربتون مین اونپر عذاب ہوگا

خون سیاوش اک دن دکہلائیگا جز الٰی
اس ظلم کا عوض ای افراسیاب ہوگا

تو نقد دل کو لیکر انکار ہی تہہر جا
روز ہی حساب میری تیری حساب ہوگا

اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجہتے
کیونکر کوئی جیئی گا جب یون عتاب ہوگا

داغ جگر کو لیکر جائینگے ہم جو ای دل
جنت مین حور یونکو رہتا عذاب ہوگا

کیا سیر ہوگی وہ مہ لایا اگر حرارہ
چہرہ جو تمتمایا تو آفتاب ہوگا

وہ رند ہون جہان مین زاہد اٹہی وے خم کا خم
اوس روز بہی یہہ بندہ مست شراب ہوگا

برسات ہی او بہار آتی ہی برق وش کو
چہایا ہوا چمن پر کیسا سحاب ہوگا

ای مہ وش تو کیونکر پردہ مین چہپ سکیگا
ابر تنک کی صورت منہ پر نقاب ہوگا

ای چرخ پیر اب تو یہ حال ہی ستم کا
کیا ہوگا جب دونون مین تیر اشباب ہوگا

ای شیخ جو تمہارا پاتیان قدم مین لغزیگا
زاہد کا گر عمامہ رہن شراب ہوگا

دہو دیگا اپنی لوی وہ بت جو شستہ سمجہا
شیرین کا بیستون پر نقشہ خراب ہوگا

زلفون کا عشق کیونکر اونسی بیان ہوسکیگا
حال دل پریشان گونگی کا خواب ہوگا

سرگشتگی مین ہمرا کیا ساتہ دی سکیگا
ای آسمان تہہر جا ناحق خراب ہوگا

فرقت مین ضبط نالہ ہمسے نہو سکیگا
قابو مین دل نہوگا جب اضطراب ہوگا

لگتے کی کیا خبر تہی یہہ کون جانتا تہا
لیلی کی ساتہ پڑہکر مجنون خراب ہوگا

ایمان تم صبا کا اوسوقت دیکہہ لینا
آنکہون مین ہی دم لبون پر جو ترپتا ہوگا

اودہکی رفتار دل کا عجب احوال ہوا
زندہ کیا چہکیا ہستی ہو پامال ہوا

دست وحشت کا علاقہ مجھے اشکال ہوا
داغ سودا صفت نیر اقبال ہوا

اس گھڑی سی ابھی کہیں جھٹکا رہا ہو
عشق گیسو ہوا جان کا جنجال ہوا

نظر لطف نہ کی تو نے مری رونے پہ
طفل اشک ای صنم بھی نہ خوش اقبال ہوا

ہین وہ صوفی جو کبھی نالہ ناقوس سنا
وجد کرنے لگے ہم دل کا عجب حال ہوا

پڑ گیا اپنے مری پیچ مین لانیکا بال
کیا پریشان تری گیسونکا حال ہوا

دولت فقر ہوا ہی ہمو اور تکلی ہے
فخر کیا ہی جو دوشالہ ہوا رذال ہوا

اپنی قسمت کا نوشتہ جو دکھایا ہمنے
حشر کی روز غلط نامۂ اعمال ہوا

آسمان نے مجھے محروم شہادت رکھا
تیغ قاتل کے لیے بخت سیہ ڈھال ہوا

لوگ کہنے لگے گردن پہ چڑھا ہے مینا
سبزہ خط سی وہ خوش رنگ اگا لال ہوا

تیغ حسن اے گل تر ہو گئی خون آلودہ
مجھ پہ غصے مین ترا منہ جو بہت لال ہوا

طائر دل کے لیے آپ نے صیادی کی
رشتۂ دام بنا زلف کا ہر بال ہوا

لامکان تک کہیں ٹھہرا نہ مرا اپنی خیال
مزرع سبز فلک بیچ مین پامال ہوا

۱۵

ای صبا آپ رعایت نکرین لفظونکی
زر گل پایا جو گلچین نے تو کیا مال ہوا

آپ کو یار نے عشاق سے آنا کھینچا
حشر تک وعدۂ دیدار نے عرصا کھینچا

جب کہا وصل ہوئی اتنی تعجب ہم زندہ نہین
دست ساقی طرف گردن مینا کھینچا

جذبۂ دل سے بھی عاشق کی تم آگاہ نہین
آہ کھینچی کی جو جی نے کبھی نالا کھینچا

نکلا اندا سے ہی بن سرگشتہ اجل کی تیغ
پاؤن کا دم صفت خار کف پا کھینچا

دست بردار ہونا تھا تمھین عاشق سے
تا تہ بیمار سے ای رشک مسیحا کھینچا

کھینچی تصویر مصور نے جو مجھ گریان کی
چشم پر آب کا نقشہ لب دریا کھینچا

نکلتی ہے بدن سی جسطرح روح
تری گھر سے مین یون غمناک نکلا

تمھاری قد سی کچھہ کم سرو ٹھہرا
صنوبر پر تو بہت کا واک نکلا

ہماری سادہ لوحی کام آئی
حساب روز محشر پاک نکلا

ترارہ بھرتی ہی پہونچا عدم مین
سمند عمر کیا چالاک نکلا

بھری لڑکون نی دامن تیرے دامن
جہان سنبہ اگریبان چاک نکلا

نشا یا دور ساقی محتسب سے
عدو جمشید کا ضحاک نکلا

٦

صبا ہم حشر کو مجرم جو نکلے
شفاعت کو سنہ لولاک نکلا

١٤

خود پرستی کا جو سودا ہو گیا
آپ مین اپنا تماشا ہو گیا

داغ غم دل سے ہویدا ہوگیا
مشرق خورشید ذرا ہو گیا

دیکھکر اوس بت کو سکتا ہو گیا
مین بہت محو تماشا ہو گیا

جب مجھی اپنی حقیقت کھل گئی
جز سی کل قطرہ سی دریا ہو گیا

کھو گیا ایسا طریق عشق مین
خود نہین معلوم مین کیا ہو گیا

دی دیا دل یار کو بکے مول
مفت اس یوسف کا سودا ہو گیا

ٹاٹ کا ٹکڑا لباس فقر مین
قاقم و سنجاب و دیبا ہو گیا

دین و دنیا کا بکھیڑا چھوڑ کر
دونون عالم مین مین یکتا ہو گیا

طوطی خط کے سبب گیسوی یار
شہپر پرواز عنقا ہو گیا

اے صنم تیری نگہ کی تیر سے
شرع مین زاہد کے رخنا ہو گیا

دیکھی یوسف کی مین شوق دید مین
مردم چشم زلیخا ہو گیا

رونق بزم بتان جب مین ہوا
داغ دل شمع کلیسا ہو گیا

دیدہ کے قابل مری حیرت ہوئی
یار بھی محو تماشا ہو گیا

چاندنی کی سیر اور غیروں کی ساتھ
ای قمر یہہ کیا طریقہ ہو گیا

منزلت دل کو جو کعبی کی ملے
سنگ اسود داغ سودا ہو گیا

جان شیرین ہے کس سختی سی دے
تیغ قاتل کا دونا ہو گیا

دیکھکر شب کو رخ پر نور یار
شمع کا شعلہ پتنگا ہو گیا

کھینچکر تصویر روی یار سے
اور ہی مانی کا نقشا ہو گیا

لے اوڑا تجھکو ترا حسن شباب
ابتو عالم ہی نرالا ہو گیا

روتے روتے چشم نابینا ہوئے
یہہ کنوان ٹوٹا تو اندھا ہو گیا

ضعف کے بڑھنے سے ہمکو ای جنون
خانہ زنجیر صحرا ہو گیا

جای عبرت ہی جہان بی ثبات
دیکھتی ہی دیکھتی کیا ہو گیا

کیون چڑھا منہہ پر نہین تیغ یاس کے
مفت مین خون تمنا ہو گیا

۱۰ ای صبا یہہ ہی لکھا تقدیر کا
ہا ہمسے اور اوسنے مچلکا ہو گیا ۸

شعر مین یار کو ہمنی جو چھلاوا باندھا
زلف کو موج رم آہوی صحرا باندھا

عشق گیسو مین یہہ مضمون جنون نے باندھا
دل کو مستعد سر آمادۂ سودا باندھا

جبنے تار نظر دیدۂ دقت بین سے
کلیہ یہہ ہی کہ شیرازۂ اجزا باندھا

مجھسے لاغر کو بنایا ہدف تیر نگاہ
یار نے بال سے باریک نشانا باندھا

حسن نے چاند کا ہالی مین دکھایا عالم
خوبرویون نے تری گرد جو حلقا باندھا

جا سکی یار کی باقی نہ صبا نے خوشبو
تجھہ غنچہ و گل باغ مین کھولا باندھا

جا تر عقل کو معذور رکھا زاہد نے
ہر پرواز مین تسبیح کا ڈورا باندھا

ای صبا قطعہ ہستی سی جو دم بھر آیا
بڑھ سکے دو چار قدم موت کا آگا باندھا

یہ ہی نشان عشق کدورت مآل کا
تربت ہماری ڈھیر ہے گرد ملال کا

شاکی ہوں گردش فلک بد خصال کا
آئی شب فراق گیا دن وصال کا

ہی بی ثبات دور مے پرتگال کا
جام بلور رہا تھا یہ شعلہ ہی رال کا

عاشق ہزاروں یوں تو ہوئی جشن صلو
چہرہ مگر بحال رہا خال خال کا

جمشید اپنی وقت کا ہوں میں بہ صبر ہمت
جام جہان نما ہی پیالہ سفال کا

کو لیو میں گردش نگہہ یار سی پیا
تل تیل ہو کی بہگیا چشم غزال کا

آتی ہی کسکو نیند مری آنکھوں میں
سنکر فسانہ یار کی حسن و جمال کا

جمعیت کی ہیں حال پہ کیا کیا عنایتیں
ساقی کا ہیں غلام ہوں بندہ کلال کا

شبنم جو گرتی ہی تو اوٹھاتا ہی آفتاب
پرسان نہیں وہ عاشق گریاں کو حال کا

میری فروتنی مجھی معراج ہوگئی
حاصل ہوا زوال میں رتبہ کمال کا

طوبیٰ کی مرتبے سے دو بالا ہو مرتبہ
سایہ پڑے جو سرو پہ اوس نونہال کا

ہوکر اسیر باغ عدم سی ہم آئی ہیں
رشتہ نہیں حیات کا ڈورا ہی جال کا

پیغام وصل پر وہ مری بوٹیاں اوڑائیں
دانتوں سی دیں جواب زبان سوال کا

شانی کیطرح سی دل صد چاک ای صبا
بندھوا ہی اونکے گیسوؤں کی بال بال کا

عشق کا غم نہ گیا حسن کا غمزہ نہ گیا
میرا رونا نہ گیا آپ کا ہنسنا نہ گیا

ہوئی تشخیص مری دل کی نہ عیسیٰ سی بھی
عرش تک چرخ چہارم سی مسیحا نہ گیا

دھیان تھا جسکو وہ یہ چین کی سفر سے
چارہ اوس دل کا بھی پر زرا کبھی لکھا نہ گیا

دیکھنے والون کی محفل مین کیون آئی تونی
رقص مین لی جو وہ رقاص ستمگر توڑا

سرد یار مین ہم ہو گئے سبکدوش ہوئے
کوچی کتوا کی بڑا پاون کا لنگر توڑا

نشہ مین وہ لب میگون جو مین یاد آئی
خشت خم سی لب جام مئی احمر توڑا

محتسب آنہ تعلی پہ گرا کر مے کو
جام توڑا کہ فلک سی کوئی اختر توڑا

چشم تر مین کبھی ہو گی نہ کمی اشکونکی
سوتیون کا نہین ڈالیگا سمندر توڑا

خوف بلکی کی جا ہی نہ چھیڑو دل سوزانکو مری
آگ پہیلی جو کسی نے کہین اخگر توڑا

١٤ — ای صبا وہ در مقصد ترا بر لائیگی
پر جبریل نی جنکی سے لگے گھر توڑا — ١٣

قلقل شیشہ سی بلبل کی صدا ہی پیدا
نشہ ہوتا ہی گلستان کی ہوا سی پیدا

گرد غم کا ہی سبب حرص ہوا ہی پیدا
آندھیان ہوتی ہین تحریک ہوا سی پیدا

سرخ پوشاک اوتارا ہی گلی سی قاتل
خون ہوتا ہی مزار شہدا سی پیدا

بار الفت کا سنبھالا نہین جاتا مجھسے
سر گرانی ہی مری لغزش پا سی پیدا

دہن یار کا مضمون نکالا مینے
واہ کیا بات ہوئی فکر رسا سی پیدا

عارض یار مین منہہ صاف نظر آتا ہے
صورت آینہ ہی جوش صفا سی پیدا

سنبل باغ جنان سی ہوئی پشیمان چمن
سلسلہ ہو جو تری زلف رسا سی پیدا

شرمگین آنکھون کی بوسی لئی گستاخی سے
گدگدی دل مین ہوئی اونکی حیا سی پیدا

پھر ہنسی ولولی ہون پھر وہی گلگشت چمن
پھر وہی جوش ہو تاثیر ہوا سی پیدا

رنگ خون شہدا کا نہ چھپا اے قاتل
کی لگاوٹ تری ہاتھون نے حنا سی پیدا

لو مبارک ہو تماشائی چمن بلبل کو
آمد فصل بہاری ہی ہوا سی پیدا

کوئی قاتل مین ہمین شوق شہادت لایا
پیشتر سمجھ ہوئی راہ قضا سی پیدا

۱۵ ۱۸

ای صبا ہجر مین گلگشت سی دم رکتا ہی
خفقان کیون نہو بلبل کی صدا سی پیدا

کبھی وحشت مین جو مین چاک گریبان نکلا
کوہ فرہاد سی مجنون سی بیابان نکلا

ملک الموت نی دی ہچکی ہمار کیا جی
دم ہمارا تری زانو پہ جو ای جان نکلا

شکل ملبوس ہوئی جامہ دری مین خارج
تا بدامن مری ہاتہون سی گریبان نکلا

چشم سفاک مین سرمی کا نہین دنبالہ
عاشقون پر ہی نشان صف مژگان نکلا

الفت کوچہ جانان نے کیا خانہ خراب
برہمن دیر سی کعبہ سی مسلمان نکلا

دیو غم روز جدائی کا نہ سر سی اوترا
سایہ کی طرح مری گہر سی پری خوان نکلا

میری اشعار سی مضمون رخ یار کہلا
بی احادیث نہین مطلب قرآن نکلا

روز و شب فرقت جانان مین بسر کی ہم نے
نہ مجہسے کچہ کام ترا ای گردش دوران نکلا

آستین ہر گہڑی چہتی ہی مری وحشت
دست وحشت بہی برابر ستم دستان نکلا

مقابل ہوئے ہی ای گل دل پر داغ اپنا
آئینہ جوہرون سی کیا چمنستان نکلا

تو ہمیں چہلو نکی جگہ ہے عاشقون کی تربت
جانب گور غریبان جو وہ خندان نکلا

جوش وحشت مین ہی ہم جامہ عریانی
برہنہ کتم عدم سے ہر اک انسان نکلا

حال سوز تپ فرقت کا ہوا جب روشن
شمع سان رشتہ جان رشتہ سوزان نکلا

دیدۂ غور مین اعلے ہوئی ادنی اونی
ایک اک مور بہی رتبی مین سلیمان نکلا

خلق کیون دولت دنیا پہ لڑی مرتی ہی
گنج کس دہر تہ گنج شہیدان نکلا

قول معصوم ہی انسان کی اجل حافظ ہی
دشمن جان بہی جسے تہے نگہبان نکلا

خندہ بی محل انسان کا ہی باعث نقص
بد نما ہی جو لبون سی مہی دندان نکلا

بحث نالہ ہی مرغان چمن سی کیا
ای صبا پر نہ بجز دل نالان نکلا

۱۶ ۱۳

عازم وحشت جنون ہو گئی مین گہر سی اوٹھا
پھر بہار آئی قدم پہرنے گہر سے اوٹھا

عمر بہر دل نہ مرا یار کے گہر سے اوٹھا
بیٹھا دیوار کی نیچے جو مین در سے اوٹھا

جوش گلہای بہاری کی اثر سے اوٹھا
بار صد بار ہر اک شاخ شجر سی اوٹھا

گیسوؤنکی جو رخ رشک قمر سے اوٹھا
پردۂ ظلمت شب روی سحر سی اوٹھا

سبب رحمت حق ہو گیا مین تر دامن
ابر چھایا جو دھوان نار سقر سے اوٹھا

ہمنشین ملک عدم کو گئے سیلے کیطرح
جا کی پونہچا وہین جو یار ایدہر سی اوٹھا

ہو گیا عالم بالا سے بھی بالا پانی
جبکہ طوفان مری دیدۂ تر سے اوٹھا

کوہ غم چرخ ستمگر نی مری سر پہ دہرا
بار جب کاو زمین کی نہ کمر سے اوٹھا

عشق گیسو نے بچھوڑا دل پر داغ اپنا
بیٹھ کر سانپ نہ گنجینۂ زر سی اوٹھا

جاتی ہی وصل کی شب کے مجھے سرسام ہوا
درد سر نالۂ مرغان سحر سے اوٹھا

پڑ گئی دھوم زمانے مین قیامت آئی
فتنہ ایسا مری نالون کی اثر سی اوٹھا

ہجر ساقی مین جو یاد آئی مجھی بادہ کشی
ابر کی طرح دھوان داغ جگر سی اوٹھا

۱۷ ۱۲

گریۂ الفت دندان مین صہبا ڈوب گیا
آج طوفان نیا آب گہر سے اوٹھا

بجلی کمان مین اونکی نظر سی نکل گیا
اک تیر تہا کہ صاف جگر سی نکل گیا

خود رفتگی ہی چشم حقیقت جو وا ہوئی
دروازہ کہل گیا تو مین گہر سی نکل گیا

محو جمال رہ گئی ہم کچھ خبر نہین +
آیا کدہر سی یار کدہر سی نکل گیا

کیسا ہوا ہوا میرے رونیکو دیکھکر
دامان ابر دیدۂ تر سے نکل گیا

رونے سے ہجر یار مین تسکین ہو گئی
دل کا بخار دیدۂ تر سی نکل گیا

آخر کیا اسیر شب وصل نی مجھے
دم پہلے بانگ مرغ سحر سے نکل گیا

آہون نے مجھکو آتش غم سی نجات دی
مانند دود نار سقر سے نکل گیا

دکھلایا ناتوانی نی گھر یار کا مجھے
مثل نگاہ روزن در سے نکل گیا

ساقی کی چشم مست نی ایسی ہوئین ادا
شعلہ سا ایک آتش تر سی نکل گیا

جوبن سی ڈہل چلی ہین کمان انکی چال
وہ پیچ اونکے موی کمر سے نکل گیا

اوس گل کی داغ عشق نی ایسا کیا گداز
گھل گھل کی مغز شمع کی سر سی نکل گیا

١٨

مشکل ہی ای صبا پہ کرو جبر اختیار
رہی خیر دل جو عشق کی شر سی نکل گیا

١٠

سرکش کوئی ہو کبھی بر پا نہین ہوتا
انجام برے کام کا اچھا نہین ہوتا

سحر مین یار ہو پیدا نہین ہوتا
وہ عقدۂ لاحل ہی کہ جو وا نہین ہوتا

ساقی تری سب دیکھ لی تعظیم تواضع
خم جام کی آگی سر بینا نہین ہوتا

ہی دید کی قابل مری اشکونکی روانی
سہا فزون کا یہ سیلاب دریا نہین ہوتا

معدوم ہوئی جاتے ہین ہم فکر کی مارے
مضمون کمر یار کا پیدا نہین ہوتا

گردش سی زمانہ کبھی خالی نہین رہتا
کس دن تہ و بالا یہ ہنڈولا نہین ہوتا

کس طرح سی ہم جان فدا کرتی ہین تم پر
سیہ دل نہین ہوتا یہ کلیجہ نہین ہوتا

ناصح ہے یہ کہتے ہین تری زلف کی وحشی
بی معرفت [illegible] ہی سودا نہین ہوتا

نادان ہین جو کہتی ہین امید کسی سے
جز ذات خدا کوئی کسی کا نہین ہوتا

١٩

ہوتی ہین صبا سینہ مین جگر بی مری لگی
سہلو مین جو وہ چاند کا ٹکڑا نہین ہوتا

٢٠

بزم قاتل مین نہ بیٹھونکا مین نہ جدا
شمع سان سر مری گردن سی ہو بار جدا

بیخ دلدار سی ہم گیسوی دلدار جدا
روز روشن ہو جدا اور شب تار جدا

دشت وحشت مین مری ساتھ سی آبلہ پا کبھی
پاؤن پڑ پڑ کی ہوئی آبلوں سے نا جدا

کیونکر اے حور پری سی مین تجھے لیتی بنا
چشمۂ نور جدا ہی کرۂ نار جدا

مار رہزن ہی کوئی کوئی کمند عیار
پیچ کرتا ہی تری زلف کا ہر تار جدا

دیکھیے آج وہ تشریف کہان فرماتے ہین
ہمسے وعدہ ہی جدا غیر سی اقرار جدا

دانت مدت سی مرا ناوک قاتل پر تھا
دہن زخم سی کیا ہو لب سوفار جدا

گرد کلفت جو پڑی گوشۂ غربت کو تجھے
میان ہی زنگ مین ہوتی نہین تلوار جدا

مجھکو وحشت نہ کہین چاند گہن مین آ جائے
زلف شبگون رخ روشن سی کہٹری یار جدا

ساتھ چھوڑون مین تمہارا یہ نہین ممکن ہی
غیر ما نگو کہ ہوتی ہین وفادار جدا

حال دل کیا مین کہون پاس ہی تیر نگہ
ایکدم یار سے ہوتی نہین اغیار جدا

دور سی ابروی قاتل کا اشارہ ہی مجھے
پاس سی چاہیے دیوانی کی تلوار جدا

جان کی ساتھ صبا عشق بتونکا رکھو
مثل شہ رگ کی گلی سی نہو زنہار جدا

غیر سے ہنستا ہے جانان میرا
دیو سی خوش ہی سلیمان میرا

کیون ہو جامہ دری کا مانع
ہاتھ میرا ہی گریبان میرا

پا ہی جانان مین لگاتا ہون حنا
ہاتھ ہی پنجۂ مرجان میرا

خط کی سودی مین ہوا ہون لاغر
خانۂ مور ہی زندان میرا

کیا بنایا ہی بتون نے مجھکو
نام رکھا ہے مسلمان میرا

فیض باران کرم سے تیرے
دہو گیا نامۂ عصیان میرا

ہر بگولی پہ ہی مجنون کا گمان
کیا جنون زا ہی بیابان میرا

ہڈیان کیون نہ گور مین جائین
میہمان ہو سگ جانان میرا

آئینہ بھی ہی ترا محو جمال — صاف ہی دیدۂ حیران میرا

صید ہی آہوی مضمون اسکا — کلک ہی شیر نیستان میرا

ابتو صاحب کی ہوئی خاطر جمع — سن چکے حال پریشان میرا

گل مقصود کا سودا ہے مجھے — صحن گلشن ہی بیابان میرا

سحر وصل کی مانگون جو دعا — پھور گردی شب ہجران میرا

۲۱ — ۱۲

بوسہ دیکر وہ صبا کہتے ہین +
یاد رکھیے گا یہ احسان میرا

اشک افتادہ نظر آتی ہین سارے دریا — سیل گریہ نے یہ نظرون سے اوتاری دریا

دیکھیں گر مری اشکون کی شراری دریا — خشک سات مین ہون خود جاکے ماری دریا

دونون چشمون سے مری اشک سا کرتی ہین — موج زن رہتا ہی دریا کی کناری دریا

رغبت اوس ترک کو مچھلی کی کباب ہونیسی نہین — آتش شوق سی شعلی نہ بجھاری دریا

کام اشکون کی روانی سی نہ نکلا آخر — جستجوئے در مقصود مین ہاری دریا

جسکو غیرت دی اوسی پھر نہ کری بے عزت — کلکہ سر نہ حبابون کی اوتاری دریا

ساتھ غیرونکے وہان تم تو نہانے کو گئی — روتی یہان ہم غم فرقت مین تمہاری دریا

حاصل گوہر مقصود ہے رونے سے مجھے — دیدۂ تر کے بدولت ہی اجاری دریا

آنکھ سی مجھکو بلاتا تھین وہ قلزم حسن — چشم گرداب سی کرتا ہی اشاری دریا

بار الفت کو جو لی سر پہ تو نکلے کیسک — تا قیامت کم گرہ جو دہا رسے دریا

جب مین روتا ہون نظر آتا ہی پانی پانی — دم گریہ مری آنکھونکے ہین تاری دریا

۲۲ — ۱۰

فرقت یار مین کیا سیر کرین دریا کی +
ای صبا دیدۂ گریان مین ہمارے دریا

شام سی حال عجب تا بسحر ہمنے کیا
کس خرابی سی شب غم کو بسر ہمنی کیا

ناتوانی مین جو درو کی عوض اپنا توڑا
سبھی ہم قلعۂ فولاد کو سر ہمنی کیا

بیستون پہ کبھی ٹھہری کبھی ہامون کو گئی
کون سی جا نہین وحشت مین گذر ہمنے کیا

پہونچایا وہ کشتی مین لب گلگلون اونکی
پنبۂ شیشۂ می کو گل تر ہمنے کیا

جھڑ کیطرح سی ٹھہر گئی گلہای چمن
صبح نالہ جو ای مرغ سحر ہمنی کیا

خورد سالی ہی مین بازیچہ ہستی سی چلے
اشک کیطرح سی طفلی مین سفر ہمنی کیا

پردۂ دل مین ہوا جادو رسم کا عالم
جب تصور ترا ای رشک قمر ہمنے کیا

طپش عشق سی گھر دلمین کیا ابرنی
آگ کیطرح جسے پتھر مین گذر ہمنے کیا

شیشۂ می کی لیے شیشۂ دل کو توڑا
جو ساغر کے لیے کاسۂ سر ہمنی کیا

۲۳

ای صبا تیکے اغیار کا جی چھوٹ گیا
تیغ سفاک سی جب دم نہ حذر ہمنے کیا

۱۳

خوبرویون سی دل صفا نہ ہوا
آئینہ صورت آشنا نہ ہوا

وہ پری محو خفتیہ کا نہ ہوا
نقش جب نقش بوریا نہ ہوا

قبل تخصیص چاہیے تعمیم
بعد یوسف ترا وما نہ ہوا

بوسۂ خال پا کے سیر ہوئی
ہمکو خرمن یہ ایک دانہ ہوا

کس طرح سے ہوئی جستجو ہمکو فروغ
اسپ چوبی چراغ پا نہ ہوا

دہن خصم بے زبان رہا
شکر قاتل کا کچھ ادا نہ ہوا

شب ہجر آئی روز وصل گیا
منقلب عیش کا زمانہ ہوا

غوص ہی سا سر حسن مین حبا
فکر کیا ہے دہن ہوا نہ ہوا

ان ہونٹون سے سوای نقصان کے
خاک بھی ہمکو فائدہ نہ ہوا

اوسکا تیر نگہ قیامت ہے — سامنے جو ہوا اوٹھ نہ ہوا
رہ گئی حسن عشق مین اک لاگ — آج تک قصہ فیصلا نہ ہوا

۴۲ — ۹

سرکیا ہین خیال مین جن کے
ویسیان ہمسرا اونہین فرا ہوا

ہجر مین تڑپا ہون مین صورت بسمل کیا کیا — دیکھنی کو تری لوٹا ہی مرا دل کیا کیا
داغ لالی کو چمن مین وہ ہی کیسے کیسے — شمع کو اوسنے جلایا سر محفل کیا کیا
وعدۂ وصل نے تسکین دی کیسی کیسی — درد فرقت مین رہی ہم متحمل کیا کیا
عشق کو عاشقون نی دلمین کیا کس طرح — جن کو شیشی مین اوتارا کیے عامل کیا کیا
ہجر سی جان بچی وصل ہی اوس بت ہی ہوا — میری اللہ نی حل کی مری مشکل کیا کیا
غمکدہ بزم طرب ہوگی تری اوٹھنی سے — کف افسوس ملین گی نہ چلا چل کیا کیا
نقش پا جو ہی مرا ہی وہ لہو کا چشمہ — خواب ہر رولاتی ہے مجھے دوری منزل کیا کیا
چاندنی رات مین چڑھتے ہین جو کوٹھی پہ — داغ کھاتا ہی فلک پر مہ کامل کیا کیا

۲۵ — ۱۱

ای صبا جامہ دری دیکھنی کو مجنون کی
چاک لیلی نی کیا پردۂ محمل کیا کیا
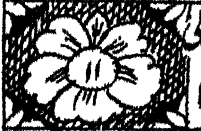
دکھاتی رندون کو نیرنگی شراب گھٹا — پی کے گزک کری طاؤس کو کباب گھٹا
کہہ آئینہ ہوا کہہ دیدۂ پر آب گھٹا — کبھی پڑتا کبھی دریای اضطراب گھٹا
عزیز آئی نہ رونی کو میرے تربت پر — سبا کی اشک ہوئی واجل ثواب گھٹا
نہین ہے حاجیون کو میکشی کی کیفیت — گئی حرم کو تو ہوگی بہت خراب گھٹا
سقف ہی باغ جہان گزر آتشین ہی برق — فراق مین ہی مری جان کو عذاب گھٹا
تمہاری زلف نہ گرداب ف تک پہونچی — ہوئی نہ چشمۂ حیوان سی فیض یاب گھٹا

زوال حسن فی سودای زلف کو کھویا
ہوای سرو ہی باد سموم کا جھونکا
فراق یار مین بیکار سب ہین ای ساقی
کسی کا منہ نہ زلف سیاہ یاد آیا

پڑھا غلط آپ کا تو نرخ مشکناب گھٹا
جو خاک آب تو آمد ہی ہی شراب گھٹا
پیالہ شیشہ گزک بیکدہ شراب گھٹا
کبھی جو آگئی بالاسے آفتاب گھٹا

تری کمر کی لچک پہ تڑپتی ہی بجلی
ہوای زلف مین کھاتی ہی پیچ و تاب گھٹا

نہ چھوڑیگا جو سو نا بدل کی کروٹ کا
کلام آگیا ساقی سے جب کا وٹ کا
ہوا مین شیفتہ گیسوی یار کی لٹ کا
شہید عشق کی مٹی بہت خراب ہوئی
بغیر یار مین گلگشت مین ہلاک ہوا
چمن مین دیکھہ کی تمکو بہت اکڑتا ہی
کسی نے معرکہ عشق مین نہ ساتھہ دیا
ہمارا زمین مین کہ یہی وہ زلف چھوڑتی مین
بغیر یار یہی پینا حرام ای ساقی
ہماری دوستی کو مار سیاہ بنتے ہیے
مٹا سکین گی نہ ہر گز مری نوشتی ہی
پڑیگا سامنا نرخ کا تری جو ای گرد
پڑی ہین عشق کی کشتہ اگ مین ہم ای مطربی
شراب عیش کدورت تال ہوتی ہے

تو سرہی بند یکا او پایہ ہی چھپر کھٹ کا
زمین پہ ہاتھہ سے جام شراب دے پٹکا
اوٹھایا پیچ پڑا پڑ گیا بڑا جھٹکا
نہ تیکی کا مرا سرد ہوا نہ مرگھٹ کا
رغل پڑی کوئی غنچہ جو باغ مین چٹکا
لگاؤ سر و سر ای جان ہاتھہ پایٹ کا
ہمارا سایہ رہا ہے تیر جہ بیٹھکا
کمر مین باندھتی ہین پہلے کھینچکر شٹکا
لنڈھا دی مار کی ٹھوکر شراب کا مٹکا
تمھاری زلف کا اوڑنی یہ ایک ہی لٹکا
مین خوب جانتا ہون چال آپ کی ہٹ کا
بنی گا خرمن گل ڈھیر کوڑی کر کٹ کا
کسی خیال ہی وہ ہیت ترانہ تروٹ کا
اخیر دور مین چلتا ہی جام تلچھٹ کا

بلایا خاک میں کیا اپنی نفس سرکش کو
اوٹھا کی ہاتھ فلک کو زمین پہ پٹکا

عروس گل پہ پستی کا گمان ہوتا ہی
فراق یار میں سنبل ہوں ہجران پیچ و تاب کا

شراب صاف مبارک زلال نوشون کو
فقیر مست ہوں میں مستی ہوں بھنگ کا

۲۷

بغیر یار کی رلوایا باغ میں شبنم نے سکو
چراغ گل مری آنکھوں میں ای صبا اٹکا

۱۶

جلوہ ہی ہر اک رنگ میں ای یار تمھارا
اک نور سے کیا مختلف آثار تمھارا

ہوتا نہیں بندہ جو خریدار تمھارا
رونق نہ پکڑتا کبھی بازار تمھارا

دل ہو مری تابو میں جو ای یار تمھارا
سایہ بھی نہ دیکھیں کبھی اغیار تمھارا

کس منہ سی کہتا ہوں نہیں انسی تم رخصت
لو جاؤ تم اللہ نگہدار تمھارا

تلوار کو جب دیکھتا ہی سر پہ چمکتی
جلاد یہ کہتا ہے گنہگار تمھارا

طعمہ جو دیا تمنے مری طائر دل کا
شہباز نظر ہوگیا طیار تمھارا

ای شمع سامان سواری پہ نہ بھولو
اوڑ جائیگا اک روز ہوادار تمھارا

ہوتی ہی نہیں شربت دیدار سی سیری
پیاسا ہے بہت تشنۂ دیدار تمھارا

ای پردہ نشین تم مری آنکھوں میں چھپی ہو
نظروں میں ہی ہر روزن دیوار تمھارا

تم قتل کروگے جو مجھے تیغ نگہ سے
منہ دیکھکے رہجائے گی تلوار تمھارا

ہو مد نظر تیر نگہ کا جو لگاتا
تو وہ بھی ہر ایک کا نذار تمھارا

بوسے لب شیرین کی عنایت نہیں کرتے
پرہیز میں مرجائیگا بیمار تمھارا

لہراتا ہی دل کو رخ رنگین کا خط سبز
سرسبز ہمیشہ سے ہے گلزار تمھارا

مغرور بہت حسن پہ تھے خط نکل آیا
اللہ نے توڑا بہت پندار تمھارا

وصل ایکطرف ایک بھی بوسہ نہیں ملتا
کیا یاد کریگا کوئی ای یار تمھارا

٢٩ فریاد بتوں کی جو صبا حشر کرتی
اللہ بھی ہوتا نہ طرفدار تمہارا ١٨

یار گل اندام سے پیالہ جو خالی ہو گیا | سو گھڑی کے بیچ شکل تصویر نہالی ہو گیا
جب سے عیش وصل مضمون خیالی ہو گیا | نالۂ و دردوں یہاں مصراع حالی ہو گیا
قتل فرقت میں میں رندلاوبالی ہو گیا | منہ سر و بیکی کا لب جام سفالی ہو گیا
جان و یک رنگ ہفتاد و دو ملت سے کھنچے | فتح پائی قلعۂ ہستی جو خالی ہو گیا
رقص جب کرنے لگی ہم مست دونو ہاتھ باندھ کر | شیشۂ دل سی شمع فانوس خیالی ہو گیا
دی مری اشعار نے زینت بھی ای کان حسن | گوشوارہ سہر در مضمون عالی ہو گیا
ہو گیا میں قتل اونکا نام لیکر پیار سے | مجھکو سیفی یار کا اسم جلالی ہو گیا
چرخ مینائی نے مستونسے تنک ظرفی جو کی | جیسا جام شراب پر تکالی ہو گیا
قتل مجھکو یار نے حسن تواضع سے کیا | قامت خم گشتہ شمشیر ہلالی ہو گیا
مشعل ماہ چاردہ روشن گریبی حاجت اب | داغ دل کا باعث صاحب کمالی ہو گیا
سیکڑوں غم سے جو اک ساغر کو دیتے ہیں پیے | عاشق ساقی میں رندلاوبالی ہو گیا
فصل گل میں ہاتھ سے جاتا رہا اپنا علاج | جوش سودا باعث بے اعتدالی ہو گیا
ہجر میں کیفیت گلزار مجھکو سم ہوئی | جام ہر لالے کا افیون کی پیالی ہو گیا
مل دیا میں نے جو اوسکے چاند سے منہ پر گلال | تیغ خون آشام ابرو کی ہلالی ہو گیا
کی جو اوس گل نے ہماری باغ ریواگی کچ | مصرع تر اپنا ہر اک خشک حالی ہو گیا
ہر طرف غم کر دیا وکھلا کی اوسنے صاد چشم | چہرۂ عشاق کو حکم جلالی ہو گیا
کھو دی اودہر چرخ نے کیفیت روز وصال | ایک دم میں ساغر لبریز خالی ہو گیا
معتقد ہوں اے صبا میں اوج محمد علی کا | شیر جسکی معجزے سے شیر قالی ہو گیا

ہوای یار میں کیا دل کو اضطراب رہا
چکور چاند کے خاطر بہت خراب رہا

تپ فراق میں یہہ حال اضطراب رہا
کہ ضعف سی صفت موجہ سراب رہا

ہمیشہ کوشش دنیا میں اضطراب رہا
بہت خراب دل خانمان خراب رہا

ہوئی تھی جس سی چکا چوند چشم موتی کو
ہماری آنکھہ کا تارا وہ آفتاب رہا

نہ برشکال میں جب تک شراب پلوائے
بلا کی طرح سی سر پر مری سحاب رہا

ہم اپنی حال سے رہتے ہیں اب ضعیفی میں
خوشا وہ عہد کہ طفلی رہی شباب رہا

نہ مستفیض ہوئی آب تیغ قاتل سے
ہمیشہ بار بہ دریای اضطراب رہا

خرد نے داغ مہلت کبھی نہ پائیگا
عبث جہان میں جلنے کو آفتاب رہا

رہا دماغ میں گیسوی یار کا سودا
برنگ خواب پریشان مرا شباب رہا

وہ یاد دلوش تھی پیری میں [illegible]
شراب خم میں رہی شیشی میں [illegible]

لائی غالب میں کیون دلکی منزلت کھوئے
یہہ وہ مکان ہی جو عرش کا جواب رہا

ہر اک مقام پہ فقہو دمار ہی دل کی
چمن میں پھول رہا بحر میں حباب رہا

خطا گیا سنا عشق مصحف رخ یار
نہ دو کتاب رہی اور نہ وہ حساب رہا

ہمیشہ قلزم ہستی میں صورت موج میں
کبھی تو موج رہا اور کبھی حباب رہا

یہہ وہ فلک ہی کہ جسکی سبب سے عالم میں
نہ ایک حال ہو دور روز ماہتاب رہا

خوشی وہ کون سی وہی جسکی بعد غم نہ رہا
ہمیشہ سے یہ فلک بر سر حساب رہا

ق

عجب طرح کی حوادث ہیں بحر ہستی میں
ہر اک کا حال یہان شکل نقش آب رہا

کمند لیلی وہیں موج ہو گئی موجود
جہان نور اسیر اور شاہی ہوئی حباب رہا

برنگ موج ہوای صبا ہوی تھی خلق
رہی جہان میں جبدم تک اضطراب رہا

کیوں اونکی چال دیکھی جو یہ حال ہوگیا
مین آپ اپنی ہاتھہ سی پامال ہوگیا

کچھ قیس سی بھی بڑھ کی مرا حال ہوگیا
کس قہر کا جنون مجھی امسال ہوگیا

مین بدنصیب غیر خوش اقبال ہوگیا
سہہ آپ کی مزاج کا کیا حال ہوگیا

مژدہ سنا ازل کو جو بلبل کی عشق کا
ماری خوشی کی چہرۂ گل لال ہوگیا

دریا سہا مری عرق انفعال کا
کاغذ کی ناؤ نامۂ اعمال ہوگیا

ہاتھ نہ سکی خط [illegible] تو بانی کہا
پاپوش سی اگر کوئی پامال ہوگیا

[illegible]
جب تار آنسوونکا بندھا جال ہوگیا

پیری مین اپنا نقش [illegible] ہوا
یوحی بنا جو سانپ کہن سال ہوگیا

ساقی تیری کرم سی تسلی مری ہوئی
جام شراب شیر اقبال ہوگیا

اللہ ری تیری ایہ تن کا صفائی تن
تار صاف آئینہ کا بال ہوگیا

مجھ سے فضول خرچ کی ہتھی جو چڑھ گیا
دو دن مین آسمان بھی کنگال ہوگیا

لی لیگی ہمکو یار نے آغوش مین مینا
کیا غم عدو جو چرخ بد افعال ہوگیا

۳۱

رفی جو یا وہ گیسوے جانان مین اے صبا
دامان ابر بہیگ کی رومال ہوگیا

۱۶

بنی ہی تیری زلف سایا ہمارا
تیار رنگ لایا ہے سودا ہمارا

پڑھی یار غیرون مین نام ہمارا
یہہ قسمت ہماری یہہ لکھا ہمارا

فقیرانہ معبود کی ہی عبادت
یہی بوریا ہی مصلا ہمارا

ہوا اسکی گلگا نک سی ہمکو ظاہر
اوڑایا ہی بلبل نے نالہ ہمارا

نیا سوانگ لائی ہین عشق صنم مین
ذرا کوئی دیکھے تماشا ہمارا

نکل جائیگی سب کجی آسمان کی
کبھی تو پھریگا زمانا ہمارا

وہ کشش تھی ساقی کی الفت کی مارا ق
تہ خم ہوا دفن لاشا ہمارا

دلایا گیا فاتحہ جام جی پر
ہوا سیکڑے مین پیالہ ہمارا

شب ہجر مین عرش تک ہل رہا ہی
بہت دور جاتا ہے نالہ ہمارا

ہوئی صورت آئنہ جب صفائی
ہوا خود وہ محو تماشا ہمارا

ترے ہاتھ سے واشد دل نہو گی
کھلے گا نہ تجھسے معما ہمارا

فقیر اک سہی قد کا ہمکو جو پایا
ہوا سرو آزاد چیلا ہمارا

کدورت نہین اپنی طبع روان مین
بہت صاف بہتا ہی دریا ہمارا

تدی منصفے دہر مین ان بتون نے
رہا روز محشر پہ قضیا ہمارا

سنی گا نہ وہ بت یتیمون کے نالے
رہے گا سدا بول بالا ہمارا

۳۲ — ۱۷

صبا چشم پر آب بادل نہین ہے
جائیگا یہ بادرونا ہمارا

واعظ کی مین غرور و ریا سے ڈر گیا
جام شراب لاتے ہی ساقی کدھر گیا

سو بار مجھپہ ہجر مین محشر گذر گیا
ابتک نہ آیا خوب مرا نامہ بر گیا

عیسی کا دم تری لب جان بخش پر گیا
بیموت خضر سبزۂ عارض پہ مر گیا

بلبل کہان بہار کہان باغبان کہان
وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا

تیری شب چہاردہم سے بناو گ
دو دن مین ماہتاب کا کچھ منہ اوتر گیا

ابرو سے ایک طفل حسین نے کیا ملا
کھایا وہ پیچ کہ جگر تک اوتر گیا

جھوٹون کا بادشاہ کہون ای صنم تجھے
یہہ حال ہی کہ بات کہی اور مکر گیا

تازہ دماغ جان گلہ فقہ سے ہوا
سامان کیا گیا کہ بنا اور بگر گیا

ایسی ہوا چلی مری آہون کی رات کو
سب آسمان پہ خرمن انجم بکھر گیا

ایسی کفن کی قطع پسند آگئی ہمین
دل سی ہماری جامۂ ہستی اوتر گیا

کی صبح چاک کرتے ہی زیور کی شوق مین
سونا تمام رات کا ای سیمبر گیا

صورت ہماری دیدۂ حیران کی دیکھکر
آئینہ صاف اونکی نظر سی اوتر گیا

محضر ہماری خون کا ہوگا بسینہ حشر کو
اچھا ہوا لہو تری دامن مین بھر گیا

اچھا ہوا جو ہوگئی وحدت پرست ہم
فتنہ گیا فساد گیا شور و شر گیا

کعبے کی سمت سجدہ کیا دل کو چھوڑ کر
تو کس طرف تھا دہیان ہمارا کدہر گیا

مثل حباب بحر جہان مین دم لیا
اک موج تھا کہ مین ادہر آیا اودہر گیا

۳۳ بحر سیر لالہ زار کو ہم ای صبا چلے
آئی بہار داغ جنون بھر اوبھر گیا ۱۶

دیر و حرم مین معتمد و معتبر ہوا
کیا کیا تری طرف سی مری دلمین گھر ہوا

بی یار ہوکی گل سی بھی درد سر ہوا
نالی سی عندلیب کی ٹکڑی جگر ہوا

بندہ کسی کی یاد مین جب چشم تر ہوا
گرداب بحر ڈوبنی کا دشتۂ نکو ڈر ہوا

پیدا ہوئی ہین ہم ہی عرفان کی واسطی
اس آفتاب کی لیی دور قمر ہوا

جنس وفا کی جو نہین بازار دہر مین
بیوقت اپنا اس گذر مین گذر ہوا

وہ بحر حسن جب مری رونی پہ ہنس پڑا
اشکون کا تار موجۂ آب گہر ہوا

بعد از فنا پتا جو ہین یار کا ملا
کیا سازوار ملک عدم کا سفر ہوا

آغاز عشق ہی مین ہمین موت آگئی
آگاہ بھی نہ حال سی وہ بیخبر ہوا

ہم رند دخت رز کو نہ چھوڑینگی قضیا
ہو فی دہی یار خیر جو قاضی سی شر ہوا

اندہا کیا ہمی شب مہتاب ہجر نی
آنکھونکا نور پنبۂ داغ قمر ہوا

آگاہ تھا کبھی نہ ہوا اوسکی حال سی
جبتک نہ اپنی حال سی مین بیخبر ہوا

نوع دگر کرونگا مین نقشہ جہان کا
ابکی عدم کی سمت سی آتا اگر ہوا

فراہد ہی تھی رہی جو سدا قیل و قال مین
مستون مین کوئی بہی نہ کسی کی خبر ہوا

نالی کیطرح آگی نہ عشاق گرد تہی
عالم ہی ابتو اور ترا ای قمر ہوا

سیر چمن سی خوب جلی ہم فراق مین
ہر گل برنگ شعلہ نار سقر ہوا

۳۴

دیکھا جو سودہ جنس شہادت مین ای صبا
قاتل کی ساتھ ساتھ مین سر بیچ کر ہوا

۱۹

وار ہر دم جو یونہین تیغ جفا کا ہوگا
یہہ تو کہیے کوئی مرجائیگا تو کیا ہوگا

کون ہوگا جو نہ مجروح تیغ تیرا ہوگا
سیر کو آپ جو نکلین گی تماشا ہوگا

خوف عقبی نہ اگر ای سگ دنیا ہوگا
یہہ تو دنیا ہی تو عقبی مین تیا کیا ہوگا

عشق کی ہاتھ ہی افسردگی غم مین فروغ
بجھہ گیا دل تو چراغ ید بیضا ہوگا

الفت زلف مین سودا جو ہمارا چمکا
اختر بخت چراغ شب یلدا ہوگا

کشتی می کیطرف دیکھہ رہا ہی ساقی
لہر آئی ہی تو خیمہ لب دریا ہوگا

بیقراری شب غم مین بچپن کی کیونکر
کوئی دم پہر کو جو سنبھلے تو سنبھالا ہوگا

وہ بہی دن ہوگا کہ پہلو مین تو ہووےگا نگار
ہاتھ مین بادہ گلگون کا پیالا ہوگا

بد مزاجی دل بیمار کی لاحول و لا
روگ لایا تو بہت دق وہ مسیحا ہوگا

گرد غم صیقل دل کی لیے ہوگی اکسیر
خاک مین ملکی یہہ آئینہ مصفا ہوگا

یاربی ڈہب سے رخ ادہر ناوک مژگان کا ہے
دیکہئی دیکہئی غربال کلیجا ہوگا

ہجر ساقی مین ترقی جو ہوئی رونیکی
ابر گردون پہ برنگ کف دریا ہوگا

موسم گل مین ہر اک رنگ نیا لائیگا
خفقان یار کو ہوگا مجھے سودا ہوگا

بی طلب تھی جو ہوئی کعبہ مقصد کی تلاش
دیدہ غول ہر اک آبلہ پا ہوگا

ای جنون بن گئین پاؤنکی رگین زنجیرین
مین وہ لاغر ہون کہ مجنون بھی توانا ہوگا

جم گیا رنگ جو ساقی کا بہار گل مین
در پہ میخانے کی زاہد کا مصلا ہوگا

دسترس ہوگا جو ای بت نہ تری زلفون تک
ہاتھ ہوگا مرا اور عرش کا پایا ہوگا

دیکھہ چھپائیگا تو کیون مجھی تڑپاتا ہی
آفت آئینگی زمانہ تہ و بالا ہوگا

۳۵

باغ عالم مین جو آہو نکا یہی عالم ہی
ای صبا اور ہی کچھہ رنگ ہوا کا ہوگا

۱۷

بزم جہان سی عیش ہمارا اوٹھا لیا
کیا قہر ہی ہمین نہ خدایا اوٹھا لیا

عقبیٰ کی سمت سی جو دل اپنا اوٹھا لیا
کیا لطف تو نے ای سگ دنیا اوٹھا لیا

وہ پست ہین کہ مار لیا آسمان کو
جب ہاتھ مین شراب کا شیشا اوٹھا لیا

میرے جنون کا حال جو لیلی نے کہدیا
مجنون نے دشت سی عمل اپنا اوٹھا لیا

آمد سنی جو باغ مین اوس بادہ خوار کی
گل نی پیالہ سرو نے مینا اوٹھا لیا

روز ازل کھلا جو کتب خانہ بہار
سوسن نے دس ورق کا رسالا اوٹھا لیا

اب تو وفا کہین بھی نہین ہی جہان مین
وہ حرف اس ورق سی خدا نے اوٹھا لیا

کوہ الم کو دیکھیے اور مجھکو دیکھیے
کیا بار تو نے ای دل شیدا اوٹھا لیا

برباد چھوڑا جو ہوا مجہ غریب کا
اپنا بھی آسمان نے خیما اوٹھا لیا

اب بھی کہو کہ خاک کشش عشق مین نہین
کیون بزم غیر سی ہمین کیسا اوٹھا لیا

حلقہ ملا کمند کا عیار ہو گیا
جب آدمی نی ہاتھ مین کنٹھا اوٹھا لیا

خاک اوس صنم کی کوچی کی اکسیر ہو گئی
کیا کیا برہمنون نی شتالا اوٹھا لیا

وہ رند ہین ازل کو جو سرشی پڑگئے
سینے چھٹ کی ساغر صہبا اوٹھا لیا

نمو بہاری فراق سی گلپوش ہو گئی
کپڑون سے مے رنگ خون جگر کا اوٹھا لیا

عجب ہی مری جگر و دل کا حوصلہ — دونون نی ملک عشق کا حصہ اوٹھا لیا

جب اشکبار تھی نہ وہی آسمان سے — کشتی کا بوجھ صورت دریا اوٹھا لیا

و دیکھ فلک کی دانت صبا نی بٹھا دیے — کیسا شب فراق کا صدما اوٹھا لیا

ہے اپنی داغ پر اونکی نقاب کا پہانا — نمونہ ہی گھمکہ آفتاب کا پہانا

ہمارا زخم جگر دیکھنے وہی قاتل کو — نکالی ہیچ سی رخنہ حجاب کا پہانا

خدا کیواسطے جام شراب لا ساقی — جگر کی داغ پہ رکھہ آفتاب کا پہانا

وہ گھاو ہین مری آنکھین کہ بار جن پہ — روئی کا پہوہا بنا ہی سحاب کا پہانا

جو حشر ہو تو جہنم کا داغ کہونے کو — ضرور ہی مری فرد حساب کا پہانا

یہ مصحفی ہی جو ٹکڑا کتان کا ہاتھہ لگے — بنا ہین داغ دل ماہتاب کا پہانا

جنون کی داغ محبت سی یہہ دل نہ تھا — ہوا مری لیی آیا عذاب کا پہانا

یہہ ہی مری دل روشن کا زخم ای ناصح — کرنکا خوف ہو او آفتاب کا پہانا

یقین ہی داغ جہالت کا اسلیے جانے — ہمارے ہی ہاتھہ لگا ہی کتاب کا پہانا

سمجھہ اشکبار کا داغ او علاج ای جراح — ابھی دکھائیگا تیر نا جاب کا پہانا

خیال حلقہ زلف پری ہی سودے مین — جنون کی داغ پہ ہی مشکناب کا پہانا

یہہ حال داغ جگر حشر کو بیان ہوگا — رہی گواہ مری اضطراب کا پہانا

وہ اشکبار ہون پہوڑا جو دل کا رستا ہے — پپوٹا بنتا ہی چشم پر آب کا پہانا

عجب مرض کی دوا ہی پری تراخسار — یہی ہی داغ جنون شباب کا پہانا

ہم اپنی داغ جگر کا اگر علاج کرین — مسیح لائی ابھی آفتاب کا پہانا

وہ رند ہون مین جگالی جو لی تو دل نی کہا — ہوا ایسی زخم پہ جام شراب کا پہانا

دیا ہے دوری ساقی نے داغ اے ناظم / لنا شراب کا مرہم کباب کا پھایا

صبا کی داغ جگر نے یہ گل کہلایا ہے
کہ بنگیا ہے کٹورا گلاب کا پھایا

آئی اے گلعذار کیا کہنا / خوب آئی بہار کیا کہنا
مہندی ملکے ہے چوٹ مرجان پہ / ہاتھ لانا نگار کیا کہنا
مجھسے عاشق کی اور یون نفرین / واہ شاباش یار کیا کہنا
برق بھی در کنار رہ جائے / ہان دل بیقرار کیا کہنا
لاکھ بار امتحان عشق کیا / نہ کہا ایک بار کیا کہنا
بحث گریہ مین ابر بول گیا / دیدہ اشکبار کیا کہنا
مین تو روتا ہون آپ ہنستے ہین / یہی ہوتا ہے یار کیا کہنا
سختی عشق جھیل لی اے دل / واہ رے بردبار کیا کہنا
مر گئے ہم مگر نہ رحم آیا / وہی تیور ہین یار کیا کہنا
خار خار غم دل پر درد / ہیچ کر اے ہزار کیا کہنا
کہہ تو للکار لین رقیبون کو / بات رکھ لے نگار کیا کہنا
جوش الفت مین اور ضبط اے دل / جبر پر اختیار کیا کہنا
یون تو جو گل ہے خوب ہے لیکن / تیرا اے گلعذار کیا کہنا

۳۸

اے صبا دعوی انا الحق سے
خوب سوجھے ہو یار کیا کہنا

۱۸

تیغ مین مین نہ ادہر آئیگا / ابھی کچھ سن نہین ٹوٹ جائیگا
آج وعدے پہ ضرور آئیگا / سبھی کو کام نہ فرمائیگا

حالی عاشق کی جو سن پائے گا
ہوش اوڑ جاینگے گھبرائے گا

یار اسدم نہ اگر آئے گا
ڈھونڈھیگا تو نہ پھر پائے گا

سیر ہر روز چمن کی کیسی
کچھہ نہ کچھہ رنگ نکل لائے گا

ساتھہ چھوڑینگے نہ سائے کیطرح
ہم بھی جاینگے جدھر جائے گا

بی تکلف ہی ملاقات کا لطف
کبھی تکلیف نہ فرمائے گا

کچھہ جب ہنسیے تو وہ فرماتے ہین
کہین روتے ہوے گھر جائے گا

چشم حسرت سے جو دیکھین گی ہم
آنکھہ جھپک جائیگی شرمائے گا

چھو نہ جاتے مرے آہونکی ہوا
پھول کی طرح سے کمھلائے گا

دیکھہ کر سبزۂ خط آئینے مین
زلف کی طرح سے لہرائے گا

آج اندھیر ہے گر وصل نہو
رات آئی ہی کہان جائے گا

آپ کو غیر بہت دیکھتے مین
ایک دن دیکھیے پچھتائے گا

بیقراری دل عاشق پر
دل تڑپ جائیگا بل جائے گا

لیلی زلف کو دیکھین جھککر
ہمکو مجنون تو نہ ٹھہرائے گا

حال دل راہ مین سن لیجیے گا
منہہ اوٹھائے نہ چلے جائے گا

نزع مین حیلے کی باتین کیسی
ملک الموت سے لڑوائے گا

۳۹

اے صبا کوئی ہو کعبہ ہو کہ دیر
دل جدھر جاوے ادھر جائے گا

بستر پہ بعد قضا آئے گا
بے محل پاؤن نہ پھیلائے گا

لاکھہ ہو وصل کا وعدہ لیکن
وقت پر صاف نکل جائے گا

جائین دم بھر کو تو فرماتے مین
چھاونی تو نہ کہین چھائے گا

سر ہوئی اسکے ملنے سے آپ +
زلف مشکین سے خطا پائیگا

مکرین آپ وفا ہمسے کیا +
بیوفا آپ ہی کہلائیگا

اوٹھہ گیا دل سے دوئی کا پردا
چھپ کی اب آپ کہان جائیگا

کہکشان صاف بنی گارستہ
آپ توسن کو جو چمکائیگا

رنگ لائیگی نزاکت بڑھکر
پھول کے بار سے تپائیگا

کیا کرین وصف دہن ڈرتے ہین
منہہ مین جو آئیگا فرمائیگا

زلف کو ہاتھ لگائینگے جو ہم
بیڑیان پاؤن مین پہنائیگا

دیکہین رغبت سہی تو کہتا ہو وہ شوخ
کوئی حلوا ہے کہ کہا جائیگا

کیا کیا عشق نے کیون حضرت دل
ہم نہ کہتے تہے کہ پچتائیگا

آپ چلتے تو ہین اٹھلا یون ہے
کوئی آفت نہ کہین لائیگا

۲۰ — ۱۸

ای صبا عشق پر یہ ویران مین
آدمیت سے گذر جائیگا

بڑہایا آبروی دل ہی رہ رتبہ تصور کا
خم گردون بنا ہر سلسلا تجر تفکر کا

خرام ناز کا جلوہ ہوا باعث تحیر کا
بنا ہے نقش پائی یار آئینہ مہ خور کا

یہہ ممکن ہی نہین ہی صورت مقصود پیدا ہو
لگایا جب مکان دلمین آئینہ تصور کا

تلاش کعبۂ مقصد مین کیا کیا ٹہوکرین کہائین
گری دو دو قدم پر ہم ارادہ باندہ کر گہر کا

دعا بہی ہاتہ عاشق کی نہین جنبان جی ہی
ہوا اللہ اکبر حال یہہ پہنچا تکبر کا

کہلا پردہ نہ کچہہ ای دل حباب زندگانی کا
گریبان بن گیا گرداب دریای تفکر کا

ترہی بیدرد ہو جنہی چہالے پہوڑنے پہ عاشق کے
تمہارا کیا بگاڑا تہا جو طفل اشک کے گہر کا

کیا وہ زار ہمکو اشتیاق دید جانان نے
تن لاغر بنا موی مژہ چشم تصور کا

نسبک وحشی سی رہنا چاہی ہی باغ عالم مین
برنگ بوی گل اکدن سفر درپیش ہی گھر کا

سیہ بختون کی ابر غم مین یون اشک ٹپکتی ہین
شب تار ریا مین جیسی کہ عالم ہو تقاطر کا

اگر منظور ہی دیدہ فلک سی کشتیان لڑتا
جو انو زوال دنیا سی رہی موقع تنفر کا

سر محفل شہا کر جا بہ ہنسنے والونکو رلوایا
نیا گا تا نکالا آپ نے بی تال ہی بی سر کا

بگولی کی طرح ہر دم جگر سی آہ اوٹھتی ہی
کہین کیا خاک ہم احوال اس دل کی تکدر کا

ہماری بھی طالع ہمین یہان تک ڈولا گئی
پی گا نوزمین گرداب ہوگا ہر نشان گھر کا

ہوا ہی وصل آب تشنگی سوز ہجر و گرد غم
یہہ ہی اک ایک جزو ہم عاشقونکی چار عنصر کا

دیا ہی ہم نے اپنی نقد دل پر اختیار اونکو
تعجب کا تصرف کا تبدل کا تغیر کا

نہ رستم ہی نہ برزو ہی نہ خسرو ہی نہ بہمن ہی
کیا تیغ اجل نے خاتمہ کس کس بہادر کا

یقین ہی زندہ درگور ای صبا ہو جاینگی ہم تو
یہی عالم اگر چندی رہا دل کی تکدر کا *

دل صاف ہوا آئینہ رو نظر آیا
سب کچھہ نظر آیا جو ہمین تو نظر آیا

اوٹھی بلا یار کا گیسو نظر آیا
آنکھون مین جگایا ہوا جادو نظر آیا

گلشن مین نہ جب ساقی دلجو نظر آیا
سرو لب جو آہ لب جو نظر آیا

حورون کی طرف لاکھہ ہو زاہد کی توجہ
کھلجاینگی آنکھین جو کبھی تو نظر آیا

چکرا گئی افلاک بہت ہم نظر آئی
جب دم اثر نعرہ یاہو نظر آیا

اب وہ ان نظارہ ہی اور نظارہ کسی
ای وحشت دل لی وہ پریرو نظر آیا

سودای محبت مین طبیعت کو تو لا
تیر نگہ یار ترازو نظر آیا

اک خال سیہ بھی تری آنکھونکی قرین ہے
اچھی رہی ترکون مین بھی ہندو نظر آیا

کس حسن سی رندونکا جہاز نکہ چشمون
ہر کاسہ می خال لب جو نظر آیا

مر جائینگے گھبرا کی تری زلف کی وحشی — سووے میں اگر فرق سیہ مو نظر آیا

کس شوخ کی آنکھون کی تصور نے رلایا — تار اشکون کا موج رم آہو نظر آیا

وہ روز خلائق سے ہی ہم اعمال جو تولے — اوڑتا ہوا شاہین ترازو نظر آیا

بیتابی دل نے بغل گور دکھا دی — آرام نہ ہرگز کسی پہلو نظر آیا

دیکھا نہ رہا ہوش ذرا بھی تن و جان کا — ہم بھول گئی آپ کو جب تو نظر آیا

حوران جنان کو بھی کبھی دیکھ ہی لینگے مگر — پریون سی تو اسی یار پری تو نظر آیا

سیکش بھی ساقی کی نظاری نے بنایا — بجلی سی گرا ابر سا گیسو نظر آیا

جو بات ہی سر مذہب و ملت سی جدا ہے
دیکھا تو صبا سب سے الگ تو نظر آیا

پستی سی اوج خاک مین ملکر بدل گیا — زورے سے لو نصیب کا اختر بدل گیا

سو خوف دلبری ہوئی دلبر بدل گیا — وہ مہر اب کہان سر انور بدل گیا

آتی ہی فصل گل کی جنون ہو گیا ہمین — بدلی جو رت مزاج برابر بدل گیا

رونیکی جا ہی قصر فریدون کو دیکھکر — کنج لحد نصیب ہوا گھر بدل گیا

ساقی نی شب کو لی وہ تعلی کی دور مین — خم آسمان ہی ماہ سی ساغر بدل گیا

خود بینی کا رواج کبھی پیشتر نہ تھا — آئین آئینی سے سکندر بدل گیا

ساقی کی بھول چوک سی ہم رند لٹ گئے — جام جہان نما سی جو ساغر بدل گیا

گذری شب وصال قیامت بپا ہوئی — جیب سحر سی دامن محشر بدل گیا

اک بت سی جھوٹ کر جو ملے دوسرے سی دل — یہہ جان لی کہ اپنی کا گھر بدل گیا

اوس بادشاہ حسن کو نامہ جو دے گیا — شہباز بنکر آیا کبوتر بدل گیا

ٹل بیٹھے آپ روپ برہمن کی بت پڑی — صدقے کے پتلے سی بت آذر بدل گیا

رتبہ مری جنون کا کھلا روز حشر کو — زنجیر پای عرش سے لنگر بدل گیا

اب زلف کس حساب مین خط کا ہی دور ہے — سرکار حسن یار کا دفتر بدل گیا

یکسان رہا نہ ٹھاٹھ کسیکا جہان مین — کون آگی پیمبری نہ پیمبر بدل گیا

۴۳ — ۱۷

اب ای صبا وہ لطف نہین جانبین مین
یہہ دل بدل گیا کہ وہ دلبر بدل گیا

پیادہ پا مین روان سوی لالہ زار ہوا — بہار آگئی ہی سر پہ جنون سوار ہوا

پی نجات جو مر کر مین اشکبار ہوا — سفینہ نوح کا ہر تختہ مزار ہوا

چمن مین جب مری ہمراہ وہ نگار ہوا — گلون کو داغ ہوا بلبلونکو خار ہوا

ترقیان ہوئین مرنی پہ خاکسارونکی — چراغ مہر ہر اک ذرہ غبار ہوا

مٹا دیا مری کوہ وقار نے تجھکو — پڑا وہ بوجھ کہ ہفت آسمان پہ بار ہوا

نہ روز حشر سی جب اپنی داد کو پہونچا — خدا کے سامنی وہ بت بہت شرمسار ہوا

بنا کی گیسوونکو تم تو دام دار سینی — ہمارا طائر دل مفت مین شکار ہوا

بہا کی اشک محبت مین فتنہ زائی کی — یہہ طفل باعث آشوب روزگار ہوا

سموم غم نے نیا لالہ زار کھلایا — عجب بہار ہوئی دل جو داغدار ہوا

وہ خاکسار تہا مین لاکہ آندھیان آئین — زمین سی خاک نہ اونچا مرا غبار ہوا

ہوئی شہید جو الفت مین لالہ رونکی — سدا بہار مین میلہ سر مزار ہوا

نگاہ بہوکی بجلی وحشت کی نی کھینچا — لگا وہ تیر کلیجے سے کے وار پار ہوا

وہ ناقبول تہا مر کر ہوا جو شوق نجات — تو گل فشان نہ چراغ سر مزار ہوا

پڑا خلاف گلو اوا اثر ہوا کی سعی مین — مین بادہ خوار ہوا شیخ روزہ دار ہوا

مزا چکھا تی ہتو تمکو جبر کرنی کا — خدا گواہ ہی دل پر نہ اختیار ہوا

یہہ کس حسین کی الفت نی مجھکو خاک کیا | کہ غازۂ رخ یوسف مرا غبار ہوا

۱۴ غم فراق یہہ کس غیرت چمن کا تہا
کہ دود آہ صبا ابر نو بہار ہوا ۱۵

ہم نزع مین رہے نہ وہ آیا غضب کیا | مرتے ہوئے کو منہہ نہ دکھایا غضب کیا
دلکی طرف مین دیکھکے کہتا ہون غم سے مین | اس چاند کو یہ داغ لگایا غضب کیا
تڑپا کیا مین نشہ مین بجلی کی طرح سے | ابر آکی میکدے پہ نہ چھایا غضب کیا
طرہ نگاہ یار ہوئے برق طور پر | سرمہ جب انکھڑیون مین کھلایا غضب کیا
کر وہ بیان عرش نہ گیا مین اسے تو | نالون کو ٹھٹھون نین اوڑایا غضب کیا
دل نی جو کچھ کہا وہ کیا مین نے عمر بھر | کچھ وہ بیان مین کسیکو نہ لایا غضب کیا
نازل عجب بلا کرۂ خاک پر ہوئے | کیون تہتی گیسوونکو بڑہایا غضب کیا
جام شراب کی نہوئی محتسب کو قدر | رندونکا کیا چراغ بجھایا غضب کیا
عمر دو روزہ مین نہ کوئی کام بن پڑا | رہ رہکے آسمان نے مٹایا غضب کیا
گل کی طرح کیا نہ گریبان چاک چاک | آئی بہار رنگ نہ لایا غضب کیا
کوتاہ تہی مری ذہن رسائی کی | حال مزاج یار نہ پایا غضب کیا
ترتے پھرینگے ہفت فلک صورت حباب | طوفان آنسوون نے اوٹھایا غضب کیا
ہنسنا نہ تہا تمھین مری رونی پہ ای گلو | سوتے ہوئے کو اور رولایا غضب کیا
آنکھین لڑائین یار سی کیون مین نے بزم مین | نظرون مین دشمنون کی سمایا غضب کیا

۲۵ دنیا کی کاروبار مین ای صبا رہے
عقبیٰ کا کام کچھ نہ بنایا غضب کیا ۲۶

لیگیا چھینکے دل وہ بت پرفن کیسا | رہ گئی دیکھکے منہ شیخ و برہمن کیسا

پھیر کر دل کو وہ مین لیتی ہین چھین کیسا | کوک دیتی ہین تو سمجھا ہے سپیدار گون کیسا

نقد دل ہای چرا کر بیٹ پر چھین کیسا | چپکا بیٹھا ہی جھکائی ہوی گردن کیسا

سیہ جوانی تو عجب سہرے قیامت کا ہے | یاد ایام کہ گذرے لڑکپن کیسا +

فوج اندوہ و الم ٹوٹ پڑی ہو گی | آ کے دیتی ہین سب قتل پڑا رن کیسا

تھا صحرائی جنون کفر قدا مذ ہو گئے | رہ گیا چھٹ کی گریبان سے دامن کیسا

گرد کیطرح تری ساتھ ہین اہی اشیا | بیٹھا ہے نقش سم توسن کیسا

نالہ دل مری سنکر وہ ستم کہتا ہے | پھنک رہا ہی کہین ناقوس برہمن کیسا

جب وہ گھٹا ابر وہ ساقی کا کرم یاد آیا | ہائی روتے مجھے گذرا ہے یہ ساون کیسا

دل ہی کچھ جانتا ہے عشق شرہ علیا ہے | آپ کیا جانین کلیجے مین ہی روزن کیسا

جبھی کہ چلنے لگے سیم جو ہوئے غم کے | رہ گیا بجھ کے چراغ دل روشن کیسا

ای ہوس جو ملی خاک در جانان کی | ایک چٹکی مین ہوس قلب ہی کندن کیسا

دوستانہ مخلص کہتے ہین خبر دار رہو | ای جوانو فلک پیر ہی دشمن کیسا

گیسوے یار سے کس کس کو گزند پہنچی | اوڑکی کاٹا کیا یہہ افعی رہزن کیسا

دیکھکر حال رقیبونکا ہی دل جلتا ہے | پھنک رہا ہی تپ فرقت سی مراتن کیسا

خاک پر لوٹتی ہین طائر بسمل ہین ہم | آشیانہ کسی کہتے ہین نشیمن کیسا

راگ لاتا ہی فقرونکے زمانہ پس مرگ | بیجل عرس وگرنہ سر مدفن کیسا

ساقیا آج چلی دور لب جو چلکر | دیکھ وہ ابر اوٹھا ہی سوی گلشن کیسا

شب غم کی چمن دہر مین اندھیر کیا | ہر ستارہ ہی برنگ گل سوسن کیسا

آہ ہی برق پی خرمن ہستی رقیب | پھر نہ کہیے گا کہ تو بہی ہی جلی تن کیسا

گلہ کرتا ہون تو شرما کی وہ فرماتی ہین | یہہ بھی کچھ بات ہی چپ رہو شیون کیسا.

خامشی کی تجھی کچہ قدر نہین او غافل
دیکھہ تو بوجھتی ہین مت کو برہمن کیسا

جلوہ کوچہ جانان نے ترقی پکڑی
خاک مین ملگیا سب وادی ایمن کیسا

طلب جام پہ ساقی نی دیا سخت جواب
شیشۂ دل پہ پڑا بس پتھر اگست کیسا

سمجھہ چلا تھا شب فرقت مین چراغ ہستی
کام آیا تری تصویر کا روغن کیسا

مرگئی پر نہین تکلیف احبا منظور
شرم سی لاش گڑی جاتی ہی مدفن کیسا

صدمہ باد خزان کی متحمل نہ ہوسے
چل بسی آپ صبا چھوڑکی گلشن کیسا

خلاف بلبل گلشن ہی یہہ زمانہ ہوا
کہ غنچہ ملک الموت آشیانہ ہوا

بہار آئی ہی ساقی کا یہ زمانہ ہوا
تمام میکدون مین جشن خسروانہ ہوا

بہار عشق پہ طرہ ہوئی ہوائی بہار
سمند ہوش پہ کس روہین تازیانہ ہوا

یہہ آپ آب ہوئی انفعال عصیان سے
کہ تن پہ ہر بن مو مشک کا دہانہ ہوا

عجیب وقت پہ کام آیا آہ کا گھوڑا
جب او گھڑا ابلق ایام تازیانہ ہوا

پھڑک کی رہگیا آخر ہمارا طائر روح
خیال زلف کا اُنکی آشیانہ ہوا

یہہ بخل وہ ہی کہ جسکی سبب سے ای منعم
زمین کی تحت مین قارونکا خزانہ ہوا

یہہ مرغ روح پھنسا کیا عذاب دنیا مین
اسیر دام الم پھر آب ودانہ ہوا
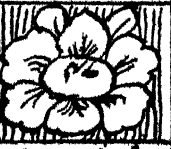
داغ جنون و باغ پریشان مین رہگیا
دامن مین خار چاک گریبان مین رہگیا

جب دو قدم جنون مین مرا ساتھہ ہوگیا
پھیلا کی پاؤن قیس بیابان مین رہگیا

ابرو ہی یار سے جو بہت منفعل ہوا
منہ ڈال کر ہلال گریبان مین رہگیا

تقلید بن پڑی نہ تمھارے خرام کی
طاوس لڑکھڑا کی گلستان مین رہگیا

آئی بہار اور نہ چھوٹا مین ای جنون / کیسا تڑپ کی خانہ زندان مین رہ گیا
تو وہ قضا نے ناوک جلاد کا کیا / مین ڈھیر ہو کی گنج شہیدان مین رہ گیا

۴۴

کیا حادثہ پڑا مری یوسف پر ای صبا
دل گر کے اوسکے چاہ زنخدان مین رہ گیا

٦

حسن نے کچھ کنہ عشق جو دیکھا ہوتا / دست یوسف مین گریبان زلیخا ہوتا
نقش تجدید رند کا مانی نے جو کھینچا ہوتا / جام اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین مینا ہوتا
آبرو دلکی کدورت نے نہ جانی ورنہ / یہہ وہ قطرہ ہی جو بڑہ جاتا تو دریا ہوتا
وہ غمین ہون کہ مجھے دیکھکے سب کہتے ہین / غم نہ ہوتی تو کوئی رنج نہ پیدا ہوتا
خاک اڑاتا جو مری دشت جنون مین مجنون / ہر بگولے سے عیان ناقہ لیلا ہوتا

۴۹

ای صبا اوسسے ملاقات جو کرتے تھی ہمین
حرف مطلب کا زبان سی نہ نکالا ہوتا

٦

آنکھون سے جب نہان رخ دلدار ہو گیا / تار نگاہ آنسوون کا تار ہو گیا
پیش نظر جو وہ گل رخسار ہو گیا / مرغ نگاہ بلبل گلزار ہو گیا
ای سرو خوش خرام چلے کس روش سے تم / طاوس باغ عاشق رفتار ہو گیا
مستی مین زلف یار کے جب لہر آگئی / بوتل کا منہ ہمین دم مین مار ہو گیا
روتی جو مثل ابر غم کو مکین مین ہم / دریا کا پاٹ دامن کہسار ہو گیا

۵۰

اظہار عشق ضعف مین ہمسے نہ ہو سکا
لانا لبون پر آہ کا دشوار ہو گیا

۲

کہین معشوق کہین عاشق کامل دیکھا / تجھکو ہر بزم مین ای رونق محفل دیکھا
تیر آیا صفت طائر بسمل دیکھا / چیر کر پار نکلے پہلو جو مرا دل دیکھا

نا ٹھہرا اوس بت کی نہ گرد مین جمال دیکھا
حوصلہ تنگ ترا ای کشش دل دیکھا

کھل گیا قیس کے دعوای انا لیلا سی
ہمنی پردہ ترا ای صاحب محمل دیکھا

وله

مین دیکھہ دیکھکو جو رخ یار رہگیا
کچھ سوچ سوچ کر وہ ستمگار رہگیا

تیر نگاہ یار نے دم کر دیا فنا
آنکھین پھرا کی آہوی تاتار رہگیا

آئی شب فراق مین ابرو جو تیری یاد
قاتل مین ڈھونڈھ ڈھونڈ کے تلوار رہگیا

وله

ساغر ہماری عمر کا لبریز ہوگیا
جب دو قدم پہ خانہ خمار رہگیا

خون دل سی رنگ اشکونکا مبدل ہوگیا
جب رکہا آنکھون پہ دامن لال لال ہوگیا

آیا اپنی پاس وہ ماہ دو ہفتہ شہر سے
ای جنون لی دن سے پھر جنگل مین منگل ہوگیا

وہ جلا کر مجھکو مردم کی نگاہون مین کبھی
دود شمع آہ سی آنکھون مین کاجل ہوگیا

نرگس مخمور جانان تک رسائی ہوگئی
حلقہ گیسوی گلگون کی بوتل ہوگیا

وله

پرتو فگن جو عارض پرنور ہوگیا
کافور نور صبح عقدہ طور ہوگیا

۵۱

اوس بادشاہ حسن کا سایہ جو پڑگیا
ہر سرو لنگ باغ مین تیمور ہوگیا

۱۹

موجد گلشن ہی تاثیر بیان عندلیب
ہی نمونہ تحمل گل نوک زبان عندلیب

لوٹ گیا گلشن سے نام آشیان عندلیب
تیر ہی باد خزان تیر نشان عندلیب

فصل گلگی جاتی ہی نکلی ہی جان عندلیب
کیون نہ ہر برگ خزان ہو نوحہ خوان عندلیب

باغ مین جاتی رہی تاب و توان عندلیب
ہای لوٹا ہی خزان نی کاروان عندلیب

الفت گل ہی سہارا بیتوان عندلیب
ایک صورت پر ہی رنگ بوستان عندلیب

ہوئی گل ہی توسن عمر روان عندلیب
ہیں سواران چمن ہیں ہمرہان عندلیب

جو گلچین عشق گل خوف خدا لائی گی
لا کہ آفت مین پہنسی ہی اک جان عندلیب

سیر گلشن دیدۂ دل سی ہی منظور نظر
چشم نرگس ہی گل داغ نہان عندلیب

وحشت دل مین ہی میان حاصل بہار عشق و جنون
شکل گل خندان ہین ہم نالان مثال عندلیب

باغ مین صیاد او گلچین سے قصہ ہو گیا
ختم گیا کچھ آج رنگ داستان عندلیب

کہکشان عشقہ ہی ہر گل نیر اقبال ہی
ہی زمین صحن گلشن آسمان عندلیب

چند روزہ حسن کی ہی مہربانی عشق پر
گل نہین چمن مین چار دن ہی میہمان عندلیب

کام آتی ہین یہ دونکی نیک بعد مرگ بھی
طعمۂ زاغ و زغن ہین استخوان عندلیب

باغ کی خانہ خرابی دیکھکر سودا ہوا
تنکے چنتا ہون مین پھر آشیان عندلیب

بند ایسا ہو گیا سنکر ہماری ہچکیے
بنگیا چاک قفس زخم دہان عندلیب

آنکلتا ہی پی گلگشت جب وہ لالہ رو
باغ مین ہوتا ہی ہر گل پر گمان عندلیب

دیکھکر ای غیرت گلشن تری عاشق کا خون
رنگ لائی گل برای امتحان عندلیب

منکشف اہل چمن پر ہو گل معنی عشق
ہون اگر مفہوم الفاظ زبان عندلیب

۵۲ پہول جاتی ہی زبان ماری خموشی کی ای صبا
جوش گل ہی کیون منو غنچہ دہان عندلیب ۱۴

کاسۂ مہ کیطرح جام سی ہی زینت شب
صحبت دختر رز ہی پی کیفیت شب

کہکشان مانگ ہی ہر بال مین ہی ظلمت شب
یار کی زلف پریشان مین ہی حسرت شب

ہجر مین چار پہر لا کے پہر سمجھے ہین
دو گھڑی وصل مین ٹھہری نہین طاقت شب

ہر بن مو سی صدا آتی ہی توبہ توبہ
مین سیہ کار جو کرتا ہون قضا طاعت شب

پہنے اوس مہ رخشان نی جو کالی کپڑے
غیرت مہر مبین صبح ہوا خلعت شب

نام روشن مجھے کرتا ہی تو کر دی غافل
شمع سان بزم جہان مین ہی فقط مہلت شب

کف افسوس جلاتا ہین تو نالی شہنا
فرقت یار مین ہی سینہ پہ نوبت شب

صاف دل ہو تو سیہ کار نہ کہلائی گا
روز روشن پہ کریگا نہ کوئی تہمت شب

عوو پیری مین جوانی بہی کہین کرتی ہے
کیا دعا کیجیے و ہم صبح پی رحمت شب

ہی مزا نفس کشی کا جنہین ای بی خبر
ہر مین آنکھون مین وہ بہتے ہین پی غفلت شب

بہول جاونگا پس مرگ مین اس عالم کو
صبح کو یاد رہیگی نہ مجہی صحبت شب

جان دونگا جو کبہی بال سنوارے تمنے
گل کرونگا مین چراغ اپنا دم رخصت شب

دوستو تمکو چراغ سحری کا ہو گمان
فرقت یار مین دیکہو جو مری حالت شب

صدرت حق ہی صبا روے مخطط انکا
۵۳ ورق صبح پہ لکہا ہے خط قسمت شب ۱۵

یون ہی فرقت مین یان جگر بیتاب
مرغ بسمل ہو جس قدر بیتاب

یار سی کیا جواب خط لایا
دوڑا آتا ہے نامہ بر بیتاب

لب شیرین پر اونکے خط نکلے
چیونٹیان ہین پی شکر بیتاب

دیر و کعبے مین ڈہونڈہتا ہون اوسے
دوڑتا ہون ادہر اودہر بیتاب

عشق جانان مین مضطرب ہین حسین
صورت برق ہی قمر بیتاب

در غلطان جہان مین ہین مشہور
عشق دندان من مین گہر بیتاب

ہین قیامت ہیتان گرما گرم
سنگ ہین صورت شرر بیتاب

یار کے پاس جلد جا قاصد
ق
ہو رہا ہون مین نوحہ گر بیتاب

جو مرا حال ہے وہ کہدینا
دیکہہ لے ہون مین کسقدر بیتاب

ہجر مین دل کو بیقراری ہے
جان بی چین ہے جگر بیتاب

صبح سی شام تک نہین آرام
شام سے ہون مین تا سحر بیتاب

برق و سیماب کو کہون بیتاب
وہ بہی مجہسے نہین ہین بیتاب

کیا تڑپتی ہی ماہی بے آب
اوس سی مین ہون زیادہ تر بیتاب

وصل مین جتنی پائی ہے راحت
ہجر مین ہون اوسی قدر بیتاب

۵۴

چاہیے غم مین صبر بھی تھوڑا
ای صبا ہو نہ اس قدر بیتاب

ہجر ساقی مین جو دیکھی جوشش صہبا سحاب
بیٹھہ جاتی صورت درد تہ مینا سحاب

بحث گریہ مین ہماری دیدۂ پر آب سے
بہاک جاتا ہی ہمیشہ چھوڑ کر پالا سحاب

ہم وہ مجنون ہین ہماری سر پہ سایہ کے لیے
بنگیا دود چراغ لالۂ صحرا سحاب

رحم فرمایا تمھاری حال پر اللہ نے
لو مبارک ہو تمھین ای میکشو آیا سحاب

کشتی گردون مری گریے سے طوفانی ہوئی
بنگیا امواج مین مثل کف دریا سحاب

جھولنی مین اوس پری کی بال کہرتی دیکھکر
بنگیا سنبل سر آمادہ سودا سحاب

مثل موج آب دل لوٹا لطمی کی بغیر
لہر کیا کیا آگئی جب دیکھا لبِ دریا سحاب

آبرو کیا کیا ہماری اشکباری ہی سے ملے
دیدۂ تر کی بدولت ہو گیا اعلا سحاب

کیا تصور ہی ہمین برق نگاہ یار کا
ہی ہماری دیدۂ پر آب کا پردا سحاب

پہر نکلتی ہی فضا برسات کی ساقی بغیر
ہی مگر حق مین وہان یار کا چہالا سحاب

میکشی اگلے برس کی یاد آتی ہی مجھے
داغ دیتا ہی فراق یار مین کیا کیا سحاب

ہی تصور سے کسیکے چشم تر مین روشنی
پرتو خورشید سی ہی نور کا پکا سحاب

آبرو ملتی ہی اپنی آنسوؤنکی تار سے
ایک گوشہ ہی ہماری دامن تر کا سحاب

چاہتا ہون ای فلک مین رند آتش پی ہون
رکہل نہ غم سبو مینا گزک صہبا سحاب

رنگ مین تو گیسوے دلدار کی ہمسر ہے
پر کہان ہی ہو تمھین کا لاتیکا چہالا سحاب

ای صبا غم جو میری آنکھ بہنیکا اوڑا
گیا معدوم مثل سایۂ عنقا سحاب

ویرانہ ساں ہی ہجر کی شب انجمن خراب / مثل چراغ غول ہی شمع لگن خراب

خوبونکا حسب زندنے کیا ہی چمن خراب / پھرتے ہین نیاریونکی طرح سیم تن خراب

کھوتی ہی خط نے آبروی حسن روی یار / آئینہ ہی کنوئین کیطرح ہی چاہ ذقن خراب

دیکھا نہ لعل لب سا تری لعل دوسرا / جوہر شناس ہند پھری تا یمن خراب

صحرا مین بھی جنون مرا لگتا نہین تہا / مثل غزال پھرتی ہین اہل ختن خراب

رسوا ہون ہر ایک سی آنکھین لڑا کی آپ / کرتا ہی آدمی کو بہت بانک پن خراب

۵۶ ۱۶

رہتی ہی یاد ابروی دلبر تمام رات / کٹتی ہی زندگی تہ خنجر تمام رات

مہمان رہا وہ مہ جو مری گھر تمام رات / کیا کیا جلا ہی چرخ ستمگر تمام رات

اوس آفتاب کی جو مجھی لو لگی رہی / دہتا رہا مین شمع صفت سر تمام رات

سود الغیر ساقی مدہوش رہا ہین / پیتا رہا اور شیشہ و ساغر تمام رات

کوئی بہار سنبل باغ وصال کی / سونگھا کیا مین گیسوی دلبر تمام رات

صبح شب وصال قیامت ہی جان کو / ہم سمجھے ہین بس تمام ہوئی گر تمام رات

تمنے تو قہقہون مین بسر کی سحر تلک / رویا کیا یہ عاشق مضطر تمام رات

لوٹا کیا مین خاک پہ بی یار تا سحر / خالی پڑا رہا مرا بستر تمام رات

سونے دیا نہ قامت جانان کی یاد نے / محشر بپا رہا مری سر پر تمام رات

کیفیتین ہین عجب وصل یار مین / لڑتی رہی ہین شیشہ و ساغر تمام رات

سامان وصل مین تری ای بادشاہ حسن / تا روز حشر بہی زیادہ او گھٹا زر تمام رات

ای گردش فلک ترا خانہ خراب ہو / رہتی ہین ہم عذاب مین دن بہر تمام رات

ای رشک آفتاب تری انتظار مین / جہپکی نہ آنکھ صورت اختر تمام رات

اوٹھنی دیا نہ شام سی تا صبح وصل مین
چھوڑا نہ ہنسنے دہن دلبر تمام رات

ای بت تری بغیر جو رہتا ہون باغ مین
شبنم کی بدلی پڑتی ہین پتھر تمام رات
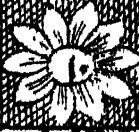
۵۷
اللہ ری تیرگی شب فرقت کی ای صبا
چمکا کوئی فلک پہ نہ اختر تمام رات
۱۰
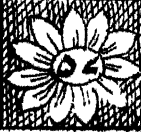
یاد گیسو مین ہوئی اشک رواں آج کی رات
بنگئی صاف پی چشم دہواں آج کی رات

خوب باندہا ہی تصور نے سمان آج کی رات
شکل فانوس خیالی ہی مکان آج کی رات

واہ کس ناز سی وہ رشک قمر سوتا ہی
چشم انجم سی فلک ہی نگران آج کی رات

بوسہ ہای دہن جو شمائل ہین نصیب
ماہی چشمہ کوثر ہی زبان آج کی رات

کیسا پامال ہوا بخت سیہ کے ہاتھون
بنگئی میری لئی پیل دمان آج کی رات

ہجر ہی گھر پہ جہنم کا گمان ہوتا ہی
کس قیامت کا ہی دلکو خفقان آج کی رات

ہم دہی ہاہین جو کیا کرتی تہی دن کو نمیر
اڑ کہ جاتی سی نقاہت سی زبان آج کی رات

چپکی چپکی تہین شب وصل مین کل باتین
عرش تک جاتی ہی فریاد و فغان آج کی رات

آپ فرمائین جو ای یار نزول اجلال
لیلۃ القدر ہو بندہ کی میان آج کی رات

۵۸
پاس ہمسایہ ہی چپ ہاہون مین شب فرقت مین
چاہون دل کھول کی رونیکو کہان آج کی رات
۱۱

غافلو تقدیر کا رونا عبث
سب گلہ بیجا ہے سب شکوا عبث

ایکدن گرگ اجل کا ہے شکار
یہ تگ و دو ای سگ دنیا عبث
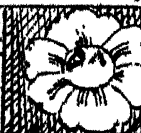
کارخانہ عالم اسباب کا
کچھ سمجھین حیف بندہ بیجا عبث

توڑئے اپنے بت پندار کو
کیون بنا رکھا ہے یہ نقشا عبث

قبر مین جانا ہی او خانہ خراب
کیون بچا پھرتا ہے تو ہر جا عبث

کیون چھپے ہو چھپ نہین سکتی ہو تم — بے حجابانہ ملو پردا عبث

سیدھی کوئی طور سے رفتار کا — دل کو کرتے ہو تہ و بالا عبث

پھر دوبارہ طور پر تجلی گرے — تمنے آنکھون مین دیا سرما عبث

گوش گل قابل سماعت کے نہین — نعرہ زن ہی بلبل شیدا عبث

کیا سمجھی جاتی ہو سے عقبے کی سے لیے — زاہد و تم تو ہوئے پیدا عبث

اپنی ماہیت سی آگاہ ہی نہین — کیون رواں ہین ہر طرف دریا عبث

بے نشان دنیا مین جب خود ہو گئے — نام ہی پھر صورت عنقا عبث

گل کی گل کے ہاتھ ہی ای غافلو — آج تمکو ہی غم فردا عبث

۶۹

زلف جانان تک رسائی ہو چکی
ای صبا ہی آپ کو سودا عبث

۷۰

بد ہی حریص درہم و دینار کا مزاج — کوڑی کی کام کا نہین زردار کا مزاج

کیا پوچھیے گا عاشق بیمار کا مزاج — ملتا نہین غلام سے سرکار کا مزاج

خالی نہ جائیگی کبھی آہ دل حزین — سمجھا ہی کیا کہ ہی ستمگار کا مزاج

بیٹھا ہوا ہے وعدۂ فردای حشر پر — اللہ رہی تیری طالب دیدار کا مزاج

جنت کو جاؤن آپ کی کوچی کو چھوڑ کر — توبہ کرو نہین یہہ گنہگار کا مزاج

ای آسمان سمجھ کے ذرا سر اوٹھائیو — جاتا رہی نہ ہاتھ سے مجھ خوار کا مزاج

ملتی نہین بلا کسطرح ہی اٹھی ہوئی — سودائی کسقدر ہے شب تار کا مزاج

پھرا ہی ہیہ یونہیہ مری سر کی طرح — دیکھی کوئی ذرا اسکے دلدار کا مزاج

اللہ ہی جو حال یہ بندی کی ہو کرم — پہچانتا ہون خوب مین سرکار کا مزاج

بوسے جو روز ملتی ہین روحی ملیح کے — کیا اعتدال پر ہی گنہگار کا مزاج

لوگون کی چاہ نے اوسے ہین مغرور کر دیا
نوکر بگاڑ دیتے ہین سردار کا مزاج

انصاف ہو تو بندہ ہی زر ہو یار کا
ہی خود پسند یوسف بازار کا مزاج

در گذری بت کدے سے حرم کو کیا سلام
پا کر کلفت کافر و دیندار کا مزاج

کوچے مین یار کی نہ کسی نے لیا سلام
پوچھا کئے کھڑی در و دیوار کا مزاج

ہمسایہ خوب ہوتا ہی آگاہ حال سے
پوچھی کوئی جگر سے دل زار کا مزاج

اوس لالہ رو کو دیکھکے سودا ہی عشق کا
بے تنگ ہی عنادل گلزار کا مزاج

۶۰

ثابت ہی انقلاب زمانہ سی ای صبا
قائم نہین ہی چرخ جفا کار کا مزاج

۱۸

دل ہی غذا ہے رنج جگر ہی غذای رنج
پیدا کیا ہی ہمکو خدا نے برای رنج

حاصل کسی ہی کچھ نہین ہوتا سوای رنج
دنیا مین لائی ہی ہمین قسمت برای رنج

آدم سے باغ خلد چھٹا جیسے کوئی یار
وہ ابتدای رنج ہی یہ انتہای رنج

ممکن نہین ہی آئی جو بوی گل نشاط
ایسی دماغ جان مین بھری ہی ہوای رنج

بجھر کی دی گالیان وہی ستمگر ذلیل کر
کافر ہوا ای صنم جو ذرا دل مین لای رنج

ہم مشغل آہ سے چمن روزگار مین
باندھا کئی ہوای نشو و نمای رنج

ای صانع ازل مری مٹی خراب کی
کیا چاہیے تھی خانہ دل مین بنای رنج

سب دوست اپنی حال مین ہین اپنا مبتلا
کس سے کہون مین کون سنی ماجرای رنج

ہم بار عشق کی متحمل نہ ہو سکے
بس دل لگی کی بیٹھ گئے وہ اوٹھا کے رنج

ہین سکہ ہای داغ ہزارون بھرے ہوئے
قصر دل تغیر ہی خزانہ سرای رنج

بھولی نہین نصیب کی لکھی کی خوبیان
تحریر لوح دل یہ ہی سب ماجرای رنج

ممکن نہین مزاج رہی ایک حال پہ
گہہ آشنای عیش مین گہہ آشنای رنج

اچھے ہین یہ قطعے منین عاشق کی حال پر
دیکھو تو ہنسی ہنسی مین کہین ہو نہ جای رنج

ہوتی ہین کس لباس مین اشعار رنگ کی
پھر عروس فکر ہی زیبا ردای رنج

کیا غم جو کوئی یار مین ہوتا ہون پائمال
فرط خوشی سی خاک مین مل جای رنج

کہتے ہین میری دوست مرا حال دیکھکر
دشمن کو بھی خدا نکری مبتلای رنج

سودای عشق مین یہ سعادت حصول ہے
بخت سیہ بھی سایۂ بال ہمای رنج

۱۵

اندھیر صدمۂ شب فرقت ہی ای صبا
اندھی چراغ جان کی لگی ہی ہوای رنج

شکوۂ تاثیر شب ہی شکوۂ تاثیر صبح
گاہ دامنگیر شب ہون گہہ گریبانگیر صبح

ہمسری گر یار کی رخسار روشن سی کری
ہر شعاع شمس ہو زرہ پئی تعزیر صبح

زلف کو روی مخطط پر جگہہ دی یار نے
دی گئی شب کو ملا پروانۂ جاگیر صبح

اونکی سودی آتشین کی عشق کا جوش ہے
کاسۂ خورشید بنتا ہی حباب شیر صبح

رات کی آنی کا وعدہ جب کیا اوس ماہ نے
شام سی پیر فلک کرنی لگا تدبیر صبح

آب مے مین عکس روی ساقی مہوش ہے
جام آتا ہی نظر آئینۂ تصویر صبح

وعدہ آہ بی اثر سی ہی شب غم کو عروج
نالہ شبگیر مین یا رب باعث تاخیر صبح

جبہہ سائی کی تری در کی جو ای گردون
نیر اعظم بنا داغ جبین پیر صبح

مر گئی ہم جب ہوئی آخر شب وصل صنم
ہوگئی تدبیر سنکر نعرۂ تکبیر صبح

اپنی گھر سی یون نکلتا ہی مہ رشک آفتاب
جسطرح مشرق سی ہوتی ہی عیان تنویر صبح

کیف لطف یار سی اپنا دل روشن چھٹے
دام شب سی رہا یارب کہین نخچیر صبح

رات وصل یار کی گذری تو اپنی موت ہے
مہ وہی نکلے نیام شب سی جب شمشیر صبح

چھوڑ دی جب لف اونکی عارض پر نور پر
تیرگی شب مین پنہان ہوگئی تنویر صبح

حیلہ سازی نے کیا روشن فریب حسن کو
صبح کاذب سی عیان ہمیں ہوتی تزویر صبح

صورت شب یوسف غم ای صبا ناپید ہو
روی نورانی کہیں اپنا دکھا ای پیر صبح

نہ کس طرح سے ہوا ہو ہوای یار میں روح
برنگ بوی رگ گل ہی جسم زار میں روح

ادھا سکے نہ اذیت فراق یار میں روح
گریز کر گئی آخر کو اضطرار میں روح

جسے بہار ترتی ہی لالہ زار میں روح
بنی ہی موجۂ باد خزان بہار میں روح

پس از فنا بھی ہی اندہی ہوای یار میں روح
بجا ہی موج ہوا ہی مری غبار میں روح

خدا کی واسطے قصہ دوئی کا یکسو کر
ادہر ادہر کہیں بھٹکے نہ انتشار میں روح

ہزار بار اسی اک بت پہ ہم فدا کرتے
خدا گواہ ہی ہوتے جو اختیار میں روح

برا ہو موت کا جسنے یہہ تفرقہ ڈالا
مزار میں مری میت ہی کوئی یار میں روح

محال کیا نہ دریای عشق تک پہونچے
حباب جو ارہی اس بحر بیکنار میں روح

نصیب کو مان نہ اتنا جسکا شراب پیا
نکل نہ جای کہیں ساقیا خمار میں روح

کسی کے دیدیکا رہ سکے وہ بیان آتا ہی
انکا انکھ کی نکلتے ہی انتظار میں روح

عجیب حباب کی دنیا میں زندگانی ہی
نفس کی آمد و شد سے ہی شمار میں روح

جناب گور سے رکھو ڈرا نہ ای واعظ
رہینگے بعد فنا کوچۂ نگار میں روح

بیدا خراب رکھا اپنی ساتھ اسکو بھی
تمام عمر رہی دل کی اختیار میں روح

چمن کو دیکھ کے تعجب دل کو ہوتی ہی
خوشی سی پہولی سماتی نہیں بہار میں روح

شب فراق میں کیا اضطراب ہوتا ہی
کبھی ہی لب پہ کبھی چشم اشکبار میں روح

سمجھے نہ آتش شوق سے شرارت ای ظالم
لگی ہی تیری شمشیر آبدار میں روح

شب فراق [illegible] کہ [illegible] آئی
جو اضطراب میں دل ہی تو انتشار میں روح

مضمون ہین پاک تحریر رخ گلرنگ یار کے
کاغذ کا تختہ ہی صفت لالہ زار سرخ

سہہ رنگ ہوگا حشر کو مشتاق یار کا
جیسی کہ عید کو ہو رخ روزہ دار سرخ

زرد و سفید و سبز ہوئی عاشقونکی رنگ
غصے سے تو ہوا جو کبھی اے نگار سرخ

دیتے ہین جان ہم لب لعلین یار پر
یاقوت کا تمام ہنیگا مزار سرخ

روئی ہین خون تمام کی ہاتہونسی ہم نگار
دامان زین تمام ہی اے شہسوار سرخ

کیتا ہی یار تو چمن روزگار مین
پایا نہ تیرا رنگ ہوئی گل ہزار سرخ

زلف سیاہ یار سی نیلا ہوا یہ رنگ
پھر خون ہوکی ہوگیا مشک تتار سرخ

ثریا کو یقین ہے خورشید حشر کا
کیفیت شراب ناب سی ہی روئے یار سرخ

تیر ہی شہید ناز کی ہتی جو ہوشیار
شنجرف سی سوا ہو چمن کا غبار سرخ

جوش بہار سے یہ گلستان کا رنگ ہی
رنگین زمین ہی ہو جیسی دم کارزار سرخ

آیا جو وہ نگار عیادت کے واسطے
منہ ہو گیا خوشی سی دم احتضار سرخ

کندن پہ یار صاف ہی مینا چڑہا ہوا
کیا رنگ پر ہی سبزہ خط سی عذار سرخ

اس خار کو خدا نی رگ گل بنا دیا
خون جگر سی ہی مژہ اشکبار سرخ

فرصت کہان جو وصل مین مہندی لگائیے
بوسونسی کیجیے تری ہاتہ اے نگار سرخ

جب سی کہا کہ باغ مین تری خونین کفن گری
ہر گل ہی صاف صورت خون ہزار سرخ

ابرو سی مارا اونسی اسیران زلف کو
کی شانیون کی خون سی کیا ذوالفقار سرخ

دکھلا رہی ہین بوقلمون حسن کی بہار
وہ سبز خط وہ چشم سیہ وہ عذار سرخ

جوش بہار خون کف پا سی جب ہوا
پھولون سی بڑہ کی پائی بیابان کی خار سرخ

سہہ آہ بیکسانکی جہان جو تکا ہی نشان
روئی فلک شفق سی نہین نہیار سرخ

ہاتہ آیا اپنی خوب سینہ گلدستہ اے جنون
خونبار ہین سی جیب کا ہی تار تار سرخ

۶۵ — ۱۳

باغ جہان مین رنگ صبا کا جما ہی
دشمن کا منہہ سیاہ رخ دوستدار سرخ

یو نہین رہی جو بہار سی سدا افغان فریاد
کروگی جا کی عدالت مین جان جان فریاد

بہار آئی تو پہر ہو وہی فغان فریاد
مین غل کرون مری پاؤنکی بیڑیان فریاد

ہی وجد ناقۂ لیلی کو حال مجنون پہ
حدی کی بیدہ مین کرتا ہی ساربان فریاد

ذرا سی آہ مین ہلتا ہی گنبد گردون
بہلا کری کوئی دل کہو لکر کہان فریاد

سنا جو نالۂ ناقوس تو کہا ہنسکے
بتون کی عشق مین کرتی ہین برہمان فریاد

نہ کہیے نالۂ عاشق مین کچہ نہین تاثیر
سنی ہی اتنی کسیکی ابہی کہان فریاد

زبان کاٹیو صیاد ہم اسیرون کی
قفس سی جا کے اگر تا بہ آشیان فریاد

ہو عین عیش اوس گل رشک بہار سی باتین
مثال برگ خزان کرتی ہی زبان فریاد

پناہ مانگتی ہین حاملان عرش علا
جب اپنی دل مین مین کرتا ہون ناتوان فریاد

ازل کی روز سی ہی ساتہہ شادی و غم کا
ہی قہقہے سے زمانے مین توامان فریاد

لبون تک آہ نہین فرط ضعف سی آتی
بتو خدا سی ڈرو مین کہان کہان فریاد

پڑی ہین آتش غم مین اسیکی باعث سے
کرین گی حشر کو دلکی سب استخوان فریاد

۶۶ — ۲۰

صبا ہم ایک ہی گلگشت مین نہین سنتی
کرین ہزار گلستان مین باغبان فریاد

زاہد کو ہوگا سنبل باغ جنان پسند
میکش مین بیٹہون کا ہمیشہ ہوا پسند

پہلو مین یار ہاتہہ مین جام شراب ہو
اتنا بہی آسمان کو ہمسے نہی سامان پسند

نیکون پہ باغ دہر مین لطف الہی
اپنی گلون کو کیون نکری باغبان پسند

آہو نکی ساتہہ جان بہی آخر نکل گئی
یوسف کو آئی ہمرہی کاروان پسند

کس کس طرح سی چہپتی ہین نقاد دل حسین
غارتگرون نی باندہی ہی کیا لوٹ پر کمر

اسکی خبر کسیکی فرشتون کو بہی نہین
ثابت کریگی یار کی کیونکر بشر کمر

سیہ پاشہ اوس سپکیت کی عاشق چہپا نہ
پالٹ جلا نچہ جا کی گرہ کہ ہونہ ٹا شکر

کیا سفت کی لپیٹ مین عشاق آگئے
باندہی جو تونی ای بت بیداد گر کمر

رہتا ہی پیچ و تاب مین ہوئی بیان یار
کاکل کیطرح کرتی ہی اپنا بسر کمر

پہلو تہی نکر تو مری خط کے بار سے
کچہہ ٹوٹ جائیگی نہ تری نامہ بر کمر

اوٹہ کر نہ جا سکے گی مری دام فکر سی
عنقا کیطرح سے کہتے ہو گویا ہے پر کمر

خود رفتگی غرور نزاکت سی اس قدر
کیون گم ہوئی ہی اپنی فدا الٰہی خبر کمر

پہلو زیادہ اس سے نہوگا کوئی لطیف
ہی چشم ناقد یار کی تار نظر کمر

بار خزانہ ہی مترادون پر اب تلک
باندہو نہ غافلو پی تحصیل زر کمر

ہلکا نہ اس دہنک کو ڈوپٹی کو چاہیے
اک تار بادلی کی ہی ای سیمبر کمر

دلفونکو چہوڑ کر نہ کمر و تم خرام ناز
پچکینگے نازکی سی ہر اک گام پر کمر

باعث ہماری دید کا ہی راز حسن یار
گر مردمک ترے تل ہی تو خط نظر کمر

جب ہاسیان اگیا ہی سجاوٹ کا یار کو
باندہی ہی کہول کمو لکی ہو دو چپ کمر

پہلو مین بیٹہنے کو جو اوسی کہا کبہی
لڑنے پہ مستعد وہ ہوئی باندہ کر کمر

مارا ہی عشق زلف و رخ یار مین مجہے
توڑ الم نی باندہ کے شام و سحر کمر

دریا ہی حسن صاف سراپا ہی یار کا
ہی اوسمین مثل موجہ آب گہر کمر

امر آئہ آیہ ہو تو سہی ای صبا
مرنی پہ پیشتر سی بندہی ہی پیٹر کمر

دہو کا ہوا فلک کا تمہاری پلنگ پہ
کرتی کی کچہہ گری ستاری پلنگ پہ

مردہ پڑی ہین ہجر کی ماری پلنگ پر
تابوت کا گمان ہی ہماری پلنگ پر

گھر ہی شب فراق مین صحرای ہولناک
پھبتی پلنگ کی ہی ہماری پلنگ پر

کسیجا ہی اولٹ کی نہ کروٹ لی آپ نے
لوٹا کیا مین رات کو ساری پلنگ پر

کیا نیند آئی ہو سیے پر مجھ فقیر سے
سویا کئی ہو ای مری پیاری پلنگ پر

تکیے ہٹاے پہلو سے مشعل شتاب دے
لائی ہی تپ فراق حراری پلنگ پر

پایہ بلند سنبلہ سے ہو پلنگ کا
وہ بیٹھ کر جو بال سنواری پلنگ پر

توشک ہی اطلس فلک سبز رنگ کے
گل تکیے مہر و مہ ہین تمہاری پلنگ پر

لا کر کسینی پھول جو رکھی ہین ہجر مین
کانٹے بچھا دیے ہین ہمارے پلنگ پر

کروٹ بدل کی آپ جو سوئی ہین وصل مین
ہم لگ بگے ہین گور کنارے پلنگ پر

پھولونکی سیج گرد تھی صبح شب وصال
باسی جو اوسنے ہار اوتاری پلنگ پر

ای شوخ پھیل پھیل کی تو سو تمام رات
ہم بھی پڑی رہین سگے کناری پلنگ پر

۶۹

اب وہ داستان شوق کا موقع ہی ای صبا
سونیکی واسطے وہ سدھاری پلنگ پر

۱۸

گر عدم آپ کو تو تارک دنیا ہو کر
بیٹھ رہ سایہ نشین پر عنقا ہو کر

دشت وحشت مین پھرا ہون مین بگولا ہو کر
خاک چھانی ہی بہت بادیہ پیما ہو کر

دانت پیسی ہین بہت عشق مین سودا ہو کر
دشمن اپنی ہین یہ بانکا ہوا گویا ہو کر

میکدہ سی جو مین نکلا تو گیا مسجد کو
رشتۂ سبحہ ہوا پنبۂ مینا ہو کر

فیض صحبت سے بزرگون کے ہی خرد و نکو فروغ
قطرہ بنتا ہی گہر واصل دریا ہو کر

دیکھتی جاو ذرا حال دل عاشق کا
اپنی بیمار سی بھاگو نہ مسیحا ہو کر

آگ کیطرح کوئی دم مین خزان آئیگی
رنگ گل باغ سی جا اوڑ جای گا پارا ہو کر

بستم دار ہو گئی دیکھا جو طلسمات جہان | آئینہ بن گئے ہم محو تماشا ہو کر
خاکساری نے اوٹھانے نہ دیا سر ہمکو | خاک مین مل گئے ہم نقش کف پا ہو کر
ہجر ساقی مین یہ رویا مین دم بادہ کشی | بہ گیا شیشہ مینا کف دریا ہو کر
راہ نکلی جو بتون سے تو ملے راہ خدا | گیا کعبے کو پھر اجب مین کلیسا ہو کر
باغبان بلبل کشتہ کو کفن کیا دیتا | پیرہن گل کا نہ اوترا کبھی میلا ہو کر
پڑ گئے ہاتھ مرے اونکے گلے مین دونون | لیا آغوش مین مہتاب کو ہالا ہو کر
الفت گیسوی جانان نے بڑا پیچ دیا | دام مین آ گئے ہم آپ کے دانا ہو کر
حسن نے عشق کو عالم مین دکھائی کیا کیا | کبھی عذرا کبھی شیرین کبھی لیلا ہو کر
ضعف مین بھی ہے مجھے جامہ دریکا سودا | اپنی دامن سی او سمجھتا ہون کانٹا ہو کر
غم فرقت مین وہ طوفان اوٹھا اشکونکا | رہ گیا چرخ حباب لب دریا ہو کر

نہ ہوا بو دیدہ و دانستہ صبا آپ کو تو
گر نہ چاہ ذقن یار مین اندھا ہو کر

بہار آئی ہے دیوانہ ہون نیرنگ گلستان پر | چراغ عقل کو رکھدے سے بجھا کر طاق نسیان پر
جنون کا ولولہ موقوف ہے سیر بیابان پر | الٰہی پھٹ پڑے سقف فلک دیوار زندان پر
تری موج تبسم پر خضر کا دم نکلتا ہے | پھر آجاتا ہے پانی آبروے آب حیوان پر
پھر آئی فصل گل پھر شوق عریانی ہوا ہمکو | چڑھائی آستین دست جنون نے پھر گریبان پر
نہیں قبرین تری روے مخطط کی جو کشتونکا | خضر نے زہر کھایا سبزۂ گور غریبان پر
لگی رہتی ہین دنیا کی طرف آنکھین جو بیسونکی | ہزارون نرگس منہ کھولی ہوئی ہین آنکھ مکانان پر
بتان سیمبر کا وصل دنیا مین غنیمت ہے | یہ شیئہ دولت نہین جو چھوڑیے زاہد ایمان پر
تری اوٹھتے ہی جا شب کو بزم میرنا بیٹھے | چراغ غول ہنستا تھا ہر اک شمع شبستان پر

تجھی پیرائی ہیں تجاہل نی سیری پردہ پوشی کی
لگائی زخم دامن دار کیا جسم عریاں پہ

پڑی ہیں جا بجا کشتے ہزاروں تیغ ابرو کے
تری تلوار کا قبضہ ہی سر گنج شہیداں پہ

مقدر کا لکھا سچ ہی کسی صورت نہیں مٹتا
نمود خط سی حرف آیا صفائی روی جاناں پہ

جنوں کی جوش دامن کپڑی گلی کی دہج کرتا ہوں
گماں ہی دامن تیغ ہلالی کا گریباں پہ

بیابان مرگ ادہر عیسی کی نیوا ہوئی تعجب
چراغ گور کا عالم ہی ہر چشم غزالاں پہ

صبا دست جنوں سی ح ہوا کا کام کرتا ہے
گریبان صورت گل پہٹ کر آ رہتا ہی داماں پہ

نہ جا نجم پرستش اعمال سی ہو فرش راحت پہ
تفسیر خواب دیتی ہی گواہی جرم غفلت پہ

کسی کو کیا ہی نجم کہا جو سیر گرد کلفت پہ
کوئی روتا نہیں ہوتا تی بی وارث کی تربت پہ

گماں ہی مرقد کہنہ کا مجھکو ہر عمارت پہ
سیہ غافل کیا سمجھکر جان دیتی ہیں امارت پہ

سفر ہی سرزمین وحشت سے مجنونکو سودے سے
چراغ غول شمع ستان ہی خورشید قیامت پہ

سیہ مشت خاک ہی کس کس طرح کا زنگ لاتی ہے
تماشا ہی نہیں رہتا ہیولا ایک صورت پہ

بتوں کی درد الفت نی دکہائی نزع کا عالم
کمند آہ سی پہونچی ہیں ہم بام حقیقت پہ

ترا سیہ طاق ابروا ہی ستم قتال عالم ہے
خم شمشیر کا عالم ہی محراب عبادت پہ

حقیر و زار وہ رہتا ہی جسکو حرص دنیا ہے
کبہی بوئی نہیں چڑہتی ہی جسیم بد دیانت پہ

ستم عشق میں ہمتی شکست عاشق آئی ہی
کمر باندھی ہی فوج غم نی شہر دلکی غارت پہ

غرور حسن سی کرتی ہیں دعوی بی نیازی کا
خدا کا قہر نازل ہو بتان خوبصورت پہ

ترقی آج ہی جسکو تو کل اوسکو تنزل ہی
کبہی رہتا نہیں دو دن زمانہ ایک صورت پہ

ہوا تری بدن پر ٹہیک جامہ پارسائی کا
پڑہی میرم نماز آکر تری دامان عصمت پہ

میں وہ دہقان بد قسمت ہوں سبزہ زار عالم میں
بچے پالے سی تو ٹڈی گری میری زراعت پہ

ہماری جان لی ہی سوز عشق خط جاناں نے ہجوم مور ہے پروانوں کی جا شمع تربت پر

چھپائی سی کہین چھپتا ہی مرا خون ای قاتل گواہی ہر زبان زخم دیتا ہی شہادت پر

عوض اللہ اوسکا محکمے مین حشر کے لیگا کریگا جو سیاست حاکم ظالم رعیت پر

حسینان کو اگر باندھتے ہین حلقہ ماتم پر ہے دیار پر پروانہ ہین اپنی شمع تربت پر

کوئی صورت نہین غمخانہ عالم مین اچھنے کی سدا آفت ہی آفت پر مصیبت ہی مصیبت پر

فراق یار مین قہر خدا ہی موسم باران بلائی آسمانی کا گمان ہی ابر رحمت پر

تعجب ای صبا کیا ہی جو اتنا دوست غمگین ہین
فراق یار مین روتی ہین دشمن میری حالت پر

روکین سمند عمر کو ہم کس مقام پر کیا اختیار اس فرس بی لگام پر

کھائینگے زہر اونکے خط سبز فام پر سرسبز ہونگے خضر علیہ السلام پر

لائی ہی ہمکو وحشت دل کس مقام پر ہنسنے کی جا ہی قیس کے سودائے خام پر

آئی نہ بزم عیش کبھی انتظام پر کیا اعتماد کیجیے گردون کی کام پر

کعبی مین ہین کبھی تو کبھی سومنات مین خود رفتگی سے بند نہین اک مقام پر

منہہ موڑنا بتان حسین سے حرام ہی موقوف یہ نماز نہین ہے سلام پر

بندیکی قتل پر کمر اونکی بندہی ہی ہا قبضے مین ایک ہاتھ رہا اک نیام پر

ہو دور حی مین جلوہ طاوس ساقیا سینا ضرور چاہیے سونیکے جام پر

ای موسم خزان ترا خانہ خراب ہو کانٹون کی ڈہیر اور گلون کی مقام پر

نکلا جو خط وہ ناز کی باتین نہ پھر رہین کیا حرف آگیا تری حسن کلام پر

کنعان مین آیا مصر سی یوسف کا پیرہن رحمت خدا کی عشق علیہ السلام پر

گلگشت مین چلی جو وہ اٹھکیلیونکی چال طاوس لوٹ ہو گئی اونکی خرام پر

پروانی اس طرح نہین گرتی چراغ پر
ہم رند جس طرح سے کہ گرتے ہین جام پر

منظور دل ہی اک بت پردہ نشین کی دید
آنکھین جڑی ہین روزن در کی مقام پر

اوس آفتاب کا جو کبھی سامنا پڑا
مہتاب چھپ گئی رخ ماہ تمام پر

ای مرغ روح باغ جہان صیدگاہ ہی
پھیلان آپ ہی چھپر ہین تو دانہ ہی دام پر

ساقی ہی میکدہ ہی شب ماہتاب ہی
چھٹکی ہی چاندنی در و دیوار و بام پر

چھلکی جو دست ساقی گردون وقار سے
عالم ہوا شفق کا مئی سرخ فام پر
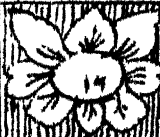
شیطان بد سرشت سی کیا خوف ای صبا
فضل خدا ہے امت خیر الانام پر

وجد قاتل نے کیا میرا تڑپنا دیکھکر
حال آیا رقص بسمل کا تماشا دیکھکر

مدعی ہنستے ہین ہر دم کا یہ رونا دیکھکر
اک ذرا ای چشم تر اپنا پرایا دیکھکر

شرم کرتی ہی قضا کی سامنے جاتی ہوے
روح ای دل جامہ ہستی کو میلا دیکھکر

موی ژولیدہ ہمارا رشتہ جان بنگیا
چھٹ گئین نبضین تری بالونکا جوڑا دیکھکر

بحر ہستی مین دوئی کا دخل ہو ممکن نہین
وجد ہی ماہیت امواج دریا دیکھکر

جاے گر آج کل ہم میکشونکا خال ہی
دل بہر آتا ہی خالی جام و مینا دیکھکر

شکل آئینہ اس آرایش نی حیران کر دیا
کھل گئین آنکھین تری آنکھونکا سرما دیکھکر

واعظون نے میکشونکو دوزخی ٹھہرا دیا
جل گئی ایسا فروغ شمع مینا دیکھکر

بوریا لیسکر بسر کی مجھ فقیر مست نے
پانو پھیلاتی نہ فرش اہل دنیا دیکھکر

رقص کرتی ہین جنون مین ہم بگولی کی طرح
لوٹ ہی دل وسعت دامان صحرا دیکھکر

آئینہ دیکھا تو سوجھی خود پسندی یار کو
اور ہی نقشا ہوا روئے مصفا دیکھکر

تہہ کی جا سے اونہین شوق ہم نوشتی لکھا
ہاتھ کاٹے جائینگے قاصد کے نامہ دیکھکر

خوب موسم ہی اوڑہین چادر بدمی کی شرم سے
ساقیا خیمہ ہو دریا کا کنارا دیکھکر
کھینچ لی تصویر رخ مہہ منہ نہین بہزاد کو
رنگ فق ہو جائیگا نقشا تمہارا دیکھکر
صورت محراب کعبہ ابروی دلدار ہے
دل کھچا جاتا ہے زاہد کا مصلا دیکھکر
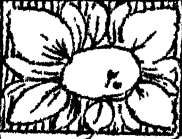
ای صبا اللہ اکبر کاٹ تیغ یار کا
غیر کو غش آگیا لاشا ہمارا دیکھکر
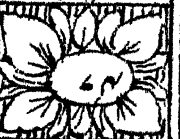
آہی گا جذبِ عشق اگر زور شور پر
مہتاب مثلِ باز گریگا چکور پر

ابھی برس جنون جو رہا زور شور پر
زنجیر ہم چڑہائینگے مجنون کی گور پر

تیار فوج آہ ہے ای دلِ حزین
بھیجین گی دوڑ یار کے مہدی کی چور پر

اللہ رے شب ہے تری ای عیدگاہ خلق
بیٹھے شکار تربتِ بہرام گور پر

پالا نہین پڑا ہے ضعیفونکی آہ سے
بھولا ہوا ہے دیو فلک اپنی زور پر

چھلو فنسی دونون ہاتھون مین کیسی بھری ہے
جوبن ہی ای نگار تری پور پور پر

لیتا ہی ہای کوئی کلیجے مین چٹکیان
روتا ہون نوبتِ شبِ غم کی ٹکور پر

زنجیرِ زلفِ یار مین جیسے پھنسا ہی دل
عالم صدای غل کا ہی نالونکے شور پر

رہ رہ کی ای جنون ہمین آتا ہی ولولہ
جاتی ہین دوڑ دوڑ کے مجنونکے گور پر

جلوہ ہر ایک داغ مین ہو برق طور کا
گر اپنی دود دل کی گھٹا چھائی ہو پر

کودک مزاج ہی فلک پیر خوف کر
غافل نگر گھمنڈ جوانی کی زور پر

برسون رہا ہی قالبِ خاکی سی اتحاد
رو یاکریگی حشر تلک روح گور پر

حرص و ہوا مین رہتا ہی برباد آدمی
اوڑتا ہی یہ پتنگ کہ جا لگی ڈور پر

پوچھ تو یہ ہی کہ تو مری مرنیسے خوش ہوا
بیجا ہی یہ جھوٹ موٹ کا رونا ہی گور پر

دشتِ عدم مین جاکے ستاؤنگا قیس کو
ابھی مرا جنون ہی بڑی زور شور پر

اوس آفتاب حسن کا گر وانع عشق ہو
ہو جاے صاف چاند کا عالم چکور پر

دینا تمام بازی شطرنج بازسے ہے
مہرہ دان کی طرح ایک کی ہی ایک ور پر

حاوی ہی عشق سرو و گل و یار و ماہتاب
قمری پہ عندلیب پہ پہر چکور پر

وہ ناتوان ہین کہ ادہی کچہہ خبر نہو
سو بار سر کے بہل ہو گرین پای مور پر

٧٥

قربان اپنی چشم حقیقت کی ای صبا
ہی ایک سی نگاہ سلیمان و مور پر

١٧

ساقیا نوروز ہی سامان کر
روح پر جمشید کے احسان کر

رحم کر میری گناہون پر نہ جا
ای صنم اپنی طرف تو دہیان کر

بار الہا اپنا جوشش عشق دے
قطرۂ ناچیز کو طوفان کر

ثم وجہ اللہ پر ایمان لا
زاہدا کعبے چلا کیا جان کر

دیر کو مسمار کر کعبے کو ڈھا
خانۂ دل کو نہ تو ویران کر

ایسے خوش طالع کہان سی لائیے
مسکراوے یار کہنا مان کر

کلمۂ حق ہے یحب المحسنین
جسطرح سے ہوسکے احسان کر

کاوش مژگان جانان دیکہنا
رکہدیا دم مین کلیجا چہان کر

کام اپنا چہوڑ دے تقدیر پر
عقل آرائی نہ اسے نادان کر

یہ نسمجھے ہم کہ یہ بیگانہ ہے
جان کہوئی دل کو اپنا جان کر

شامیانہ سنعون کو چاہیے
ہم بسر کرین سگے کمل تان کر

بندہ خانے مین کرم فرماسے
ای صنم اپنی خدا کو مان کر

سوح کو تر ایک اک مصرع ہوا
یہ صفا پیدا کی باتین چہان کر

غیر کی توقیر ہمسے بہی سوا
یار کچہہ تو سوچ کچہہ تو دہیان کر

داغ الفت سے کہون گا نزع مین
جسم و جان کو رخصت ای مہمان کر

دل کو یون فرقت مین سمجھاتے ہین ہم
ای مریض غم خدا پر دھیان کر

ای صبا کس شوخ کو دیتا ہی دل
حشر مین آ دیکھکر پہچان کر

بیتابی دل سے زار پا کر
روتے ہی ٹپکا اوٹھا اوٹھا کر

کہنا مین دعوی نہ حسن کا کر
یوسف سی شکل کے سامنا کر

زلفون کو نہ چھوڑ تو بڑھا کر
نازک ہی گریگا جھونک کہا کر

بیٹھے جو وہ شب نقاب اوٹھا کر
بجھنے لگی شمع جھلملا کر

برباد نکر تو اب رو کو
مانند حباب سر اوٹھا کر

اوس گل کی مژہ نے مار ڈالا
کانٹے کیطرح سکھا سکھا کر

بیتابی دل اگر دکھاؤن
بجلی رہ جاسے تلملا کر

سفاک کی بند بند کاٹا
چوٹین مارین جھکا جھکا کر

اللہ ری سوزش دل ای یار
مارا اس آگ مین جلا کر

بیڑی کوئی خاک بحر غم مین
آخر ڈوبا مین ڈبہا ڈبہا کر

پہبتی سکتے ہین ابر تر کے
اچھی سوجھی سبھے رولا کر

وہ مست مین عرش پہ ٹکی ہاتھ
نشہ مین گری جو لڑکھڑا کر

گرد غم نے زمین جھکائی
چھوڑا اب مجھے خاک مین ملا کر

بوسے کے سوال پر وہ بگڑے
منہہ کی کہاتی زبان ھلا کر

نالہ کوئی بن ٹپرا جو ہم سے
افلاک کو دہہ دیا مٹا کر

خوف دوزخ سے کانپتا ہون
ساقی مجھے جام دی تپا کر

وہ نزع مین حال سنکے روے
کام آئی نہ زبان لڑکھڑا کر

قصہ دل سے اوٹھا دو دیگا
پرچھا ہو جاے فیصلا کر

جب کوچ کیا صبا عدم کو
رہ جائینگے یار خاک اوڑا کر

۱۹

موسی نہ طور پر نہ مسیح آسمان پر
دو نو ڈھونڈتے ہین تری آستان پر

کیا ہنس رہا ہی حالت دل کی بیان پر
لوٹا ہوا ہی یار مری داستان پر

آفت تمام دل کی بدولت ہی جان پر
کس منہ سے لائیے ترا شکوہ زبان پر

چڑھنے لگے جو نالۂ دل لامکان پر
ٹھہرا کے آسمان گرا آسمان پر

نالہ کی ساتھ منہ سے جو نکلینگے لخت دل
فوج الم چڑھائیگے سہر افشان پر

آتی تو دیکھتے لب جانان کی معجزی
اچھی مسیح جاکے چھپے آسمان پر

سنبل کا ذکر یار کی زلفون کی سامنے
ایسا نہو کہ مار پڑے باغبان پر

مسجد کو شیخ شب کدیکو گبر چل دئے
ہم مست تھے ڈٹے رہے مے کی دوکان پر

اے جوش عشق جنون حج یو نہین خاک اوڑاونگا
چڑھ جائیگی تمام زمین آسمان پر

صندل سی وہ کلائیان اپنی لگی ہوئین ہین
ہتھیہ پھیریان نصیب ہین جن جن سی ان پر

ملا نہین جو ظاہر و باطن مین فرق ہے
جو دل مین ہی وہی ہی ہماری زبان پر

شاید کہ وہ پری ہی کہین مسکرا رہا
بجلی چمک رہی ہی بہت آسمان پر

کیا نازکی ہی گوش صنم لال ہوگیا
ڈالا جو موتیون نے ذرا بوجھ کان پر

کچھ بھی علاج درد محبت نہ ہوسکا
عیسے بھی داغ لیکے گئے آسمان پر

باد خزان سی باغ پر افتاد پڑ گئی
کیا آسمان ٹوٹ پڑا باغبان پر

کچھ آبرو نہ گل کی رہی پیش روی یار
کیسی چمن مین اوس پڑی باغبان پر

یوسف سے ہم کہین کہ دیکھا کہ نگار کو ‏ — دیکھو تو اپنی آنکھ پڑی کس جوان پر

یوسف نکل کی چاہ سی زندان مین پہنچے ‏ — رہتا ہی امتحان میان امتحان پر

۲۸ یون رہ جہان مین کہ پس مرگ ای صبا
رہ جائی ذکر خیر ہر اک کی زبان پر ۲۲

دیکھی انجام کو آشفتہ نظرگان کیونکر ‏ — جای اس صید کو یہ شیر نیستان کیونکر

ای جنون توڑیے قفل در زندان کیونکر ‏ — دیکھیے پہلے تماشاے بیابان کیونکر

رحم عاشق پہ کری وہ بت نادان کیونکر ‏ — جان دینی کو جو کہیے تو کہی ہان کیونکر

قد قیامت کا ملا چال بلا کی پاسے ‏ — آفتین ڈھای نہ وہ فتنۂ دوران کیونکر

رستے چلتے دو گھات مین میری جو فلک رہتا ہے ‏ — دیکھنا نوک کی مارا سر میدان کیونکر

سہہ تو او ترا ہوا کتنا ہی تری کرتی کا ‏ — ہاتھ آیا مہ نو کی سیہ گریبان کیونکر

ہمکو تو ملکے حسینون سے بڑی رنج ہوے ‏ — خوش رہا کرتے ستھے پریون مین سلیمان کیونکر

مین وہ سرگشتہ ہون پہنچی گی نہ تو گر کو بھی ‏ — ساتھ دیگی مرا ای گردش دوران کیونکر

یہی بیداد ہی تو حشر کو ہم تم ای یار ‏ — دیکھ لینا کہ اوٹھی دست و گریبان کیونکر

جاکی مسجد کیطرف اوس بت غارتگر نے ‏ — لوٹ لی زاہدون کی دولت ایمان کیونکر

حشر کو قبر سے ہم سوختہ دل کیا اوٹھین ‏ — خاک مین ملکی اوگے دانہ بریان کیونکر

ای جنون غل جو رہے گا یہی زنجیرون کا ‏ — جیتا چھوڑیگا مجھے حاجب زندان کیونکر

حرص وحشت لیے پھرتی ہی عجب سودا ہے ‏ — جیب و دامن کو نہ پھاڑین سگ دیوانہ کیونکر

ای جنون تنگ ہون دامان شب فرقت سے ‏ — صبح محشر کا کرون چاک گریبان کیونکر

بی مزہ زخم کے کھانے سے نہین دل بہتا ‏ — خالی کر دیجیے قاتل کا نمکدان کیونکر

ضبط سی خاک نکوت ہو معلوم آہ ای دل ‏ — فوج اشک آئی تو روکی صف مژگان کیونکر

سجدی بھی کیجیے تو بھی نہین پروا مجھکو
جیت پائی کوئی او دشمن ایمان کیونکر

جان تک بھی غم الفت سے کی ہمنی عزیز
اور کرتا ہی کوئی خاطر مہمان کیونکر

اُٹھی گیسوی جانان کا خیال آیا ہی
جھلملائی نہ چراغ شب ہجران کیونکر

ای جنون اب ہی تو ہین چل اٹھ نبز مٹنے
آنکھہ دیکھین تو ملاتی ہین نگہبان کیونکر

سیکڑون مر گئے بی موت تری الفت مین
ملک الموت ہون بندۂ احسان کیونکر

ای صبا کیا کہین کس کس کا خیال آتا ہی
خاک اوڑاتی ہین نہ سر گور غریبان کیونکر

ولہ

یون نکالا مجھے قسمت نی وطن سی باہر
جس طرح روح جوان نکلی بدن سے باہر

پہنچا تو رہ کیسی فلک پیر چار روز
غم نہ کی لی شراب کشتر سے چہار روز

لوٹین گی فصل گل کی سب جو بہار روز
کیسی لینگے ساقیا بطی کا شکار روز

کاوی لگا یا کرتا ہی وہ نی سوار روز
بنتا ہی گرد باد ہمارا غبار روز

کیسا و بالیا ہمین گرد ملال سے
رہتا ہی زندگی مین خلاف شمار روز

صیاد و باغبان نکرین کچ اٹھائیان
تازہ و نیا چمن گل مین ہر جا روز

ظاہر ہی آسمان ستارے گواہ ہین
آنکھون مین کاٹتی ہین شب انتظار روز

ہر روز غنیمت کہ جلوا خود کسی
ای دل کہا جلاوت وصل نگار روز

کہاتی ہین داغ ہم چمن روزگار سے
لالی کیطرح پیتے ہین خون بہار روز

جس روز سی کہ خاک پہ بیٹھے ہین ہم فقیر
رہتے ہین آسمان کی سر پر سوار روز

یارب چمن بہی گل و بلبل کی جسے ہو
روتی ہی پھوٹ پھوٹ کی کیون آبشار روز

منظور کیا ہے صانع قدرت کو دیکھیے
بن بن کی کیون بگڑتی ہین نقش و نگار روز

ایما ہی عاشقون سی یہی چشم یار کا
وہ ترک ہی نہین جو نہ کھیلے شکار روز

ہم میکشون کا بخت جو چمکے وہ جشن ہو / ہر شیشے کی گلی مین ہو گوٹیکا ہار روز

مجنون نہین کہ ایک ہی لیلی کی ہو رہون / رہتا ہی اپنی ساتھ نیا اک نگار روز

مجبور ہون مین کوچۂ جانان کی شوق مین / جاتا ہون دوڑ دوڑ کے بے اختیار روز

آشوبون سپہر ستون کی مدارات مین ہون / اتنا تو دی مجھے مرے پروردگار روز

اللہ ری ای مسیح تری سرد مہریان / کرنے سے آفتاب کو آتی بخار روز

سودا جو تھا دماغ مین گیسوی یار کا / کالی بلا رہے ہے مری سر پہ سوار روز

زاہد کی پنجگانہ سہی ای دل خبر نہو / کر غور اپنی حال مین دو چار بار روز

دیکھو تو معبدون کی جہان مین ترقیان / یو نہین بڑھا کیا ہی دلون مین غبار روز

بچتا نہین ہے الفت مژگان مین او / پڑتی ہین ایک دل پہ ہزار ون کٹار روز

مجھ رند کو بہت ہی یہ بیٹھی کلال کے / مسجد مین جای زاہد شب زندہ دار روز

کیفیتین چمن مین ہین فصل بہار سے / اوڑتے ہین قہقہے صفت آبشار روز

٢٠ ٨٠

اک دن ضرور گل ہی **صبا** شمع زندگی / لایا جو آندھیان یو نہین دل کا غبار روز

تیز ہی سودای مژگان نگار ابکی برس / کوڑیون کی مول بکتے ہین کٹار ابکی برس

لوٹ ہین سیر چمن پر بادہ خوار ابکی برس / خوب سبزہ ہی کنار جویبار ابکی برس

قدرت حق ہی تماشائی بہار ابکی برس / ای جنون کس رنگ پر ہی لالہ زار ابکی برس

زور کیفیت سے آئی ہی بہار ابکی برس / غنچونکی گرد ہین ہم بادہ خوار ابکی برس

بادہ نوشی پر رہا دارومدار ابکی برس / طاق پر رکھی رہی سب کاروبار ابکی برس

ہوش کسکو ہی جو پہنا کے کسیکو بیڑیان / ہو رہی ہین آپ دیوانی بہار ابکی برس

سال آئندہ نہوگا سینہ ہی عالم دیکھنا / وہ کہان سال گذشتہ کی بہار ابکی برس

سرو بھی رہنے لگے شمشاد بھی رہنے لگے
خوب اپنا ساقی دیا دل اپنی ساتھ سے

ہوگئی فرقت مین اک اک شاخ گل پہلو تہی
ابر تر پر پھبتیان ہونگی کف سیلاب سے

محتسب پیتا ہی ساقی کی ہوا اپنی ہی ہا
ٹوٹی جاتی ہین گلونکی بار سے ڈالیان

کیا برا پیچل رہی ہی آرزو پر چہری
سبزۂ نوخیز ہی کشت فلک سی سبزتر

روپ پر ہی یار کا باغ جوانی دیکھیے
سر اٹہانی مین تیغون سے وہ لڑانی لگے

حد ہی بلکہ پاون مین اس شاخ سی بہر تہا
سال ہی بہر مین ترقی کی ابہی طفل حسین

بارھوین پر آیا جو نخل قد یار ایکی برس
کہیلتے ہین بیٹھے ہی کا شکار ایکی برس
دل کو برمانے لگے صوت ہزار ایکی برس
جوش پر ہی گریۂ بی اختیار ایکی برس
جابجا اڑتی پہرین سب اشتہار ایکی برس
بہشت پڑی ہی باغ مین کیسی بہار ایکی برس
خوب ای ترک حسین کہیلا شکار ایکی برس
مات کرتا ہی شفق کو لالہ زار ایکی برس
کیا شگوفہ لائی سینی کا ابھار ایکی برس
بیس سال ای گردش لیل و نہار ایکی برس
کانپ کانپ اوٹھی شہیدونکی مزار ایکی برس
نی سوار اگلی برس تہا شہسوار ایکی برس

٨١ — ١٢

ای صبا جب سے ابھی تک ہی خزانکا دور دور
آئیگی بھی یا نہ آئیگی بہار ایکی برس

الم بہت رکھتا ہی دلکو چرخ ناہنجار خوش
ہی تری ہر بات کا انداز ای دلدار خوش
ہی یہ کیفیت کہ جو ہنستا ہی ہمپر جام مے
اس قطع مین عجب نقشا ہی دیکھو جسطرف
ایک موتیکا ہی جنت مین گہر معمار کو
چادر سر پا ہی گل فصل خزانکا جوش ہی

غم دیا سو بار تو شاید کیا اک بار خوش
بندش دستار خوش رفتار خوش گفتار خوش
گریۂ مینا یہ ہوتی ہین جو ہم میخوار خوش
صورتین بھی ہین ناخوش ہین جو ہین میخوار خوش
واہ کیا رکھا ہی قصر یارکا انبار خوش
اینڈتے پھرتے ہین دیوانی سر بازار خوش

بی تکلف اوس سی ہو کر کیون نہ ہو جھجک ظالم
توڑ کر پرہیز ہوتا ہے بہت بیمار خوش

چھوڑ کر چمن مین ہم قفس فرنگی اسیر ہو جائینگی
اپنی محلون مین زمین ای آسمان زردار خوش

اوسے ملتی ہو تو پھر نہ بیٹھے ملنا کیا غرور
خوش ہین اغیار سی آپ آپ سی اغیار خوش

خانۂ تن مین نہ کیون پھڑکی ہمارا مرغ روح
خاک ہو گئی قفس مین بلبل گلزار خوش

حیف کی جا ہی جا تری کوچے مین ہم غمگین ہین
دیر مین ہین گبر خوش مسجد مین ہین [illegible] خوش

٨٢

اپنی مذہب مین کسیکا بھی نہین دل توڑتے
ای صبا کیون ہون نہ ہمسے کافر و دیندار خوش

١٩

اللہ ری شب کو ترا ای ماہ لقا رقص
زہرہ تھی کیا دور سے مجرا وہ کیا رقص

بزم مے سفاک مین ہوتا ہی نیا رقص
بسمل جو پھڑکتی ہین تو کرتی ہی قضا رقص

گرداب سی کیونکر نہ کری آب سدا رقص
کرتی ہی تری یاد مین ہر موج ہوا رقص

آتی ہین تماشی کی لئی خلد سی حورین
کس ذوق مین کرتی ہین تری بزم پری رقص

میرے دل بیتاب کو تسکین نہین ہوتیا
کہتا ہی وہ ظالم ابھی ہونی دو ذرا رقص

یون نازسے اوٹھ نہ اوٹھا ہاتھ دعا کو
ایسا نہو کرنے لگے محراب دعا رقص

اللہ ری تری کشتۂ بیداد کا رتبہ
جنت مین ہمین دیکھکے حورون نی کیا رقص

پیر عیش جو پیرہن گل کا ہو زمانہ
پھر صحن گلستان مین کری باد صبا رقص

کیون دیکھکے غیرونکی طرف بہاؤ بتایا
سہہ بیٹھی ہی کوئی اوٹھ بی شرم و حیا رقص

محفل مین جو پروانہ تو جنگل مین بگولا
ہر حال مین خوش رہتی ہین کرتی ہین سدا رقص

کیا کیا تری کوچے مین بگولی نہین اوٹھتے
اوڑ اوڑ کی کیا کرتی ہی خاک شہدا رقص

جو دیکھنا تھا دیکھ چکی بزم جہان کو
ای پیر فلک بیٹھ رہی جا نہ کیا رقص

روشن ہو کبھی شمع جو بزم فقرا مین
پروانون کے مانند کرین گے ہما رقص

ہر وہ بھی جو تعلیم سے اگر تو سمجھا ہے
ای رشک پری اب تو ترا ہی وہ بلا رقص

زہدان سے جو ای جوش جنون چھوٹنی یادن
صحرا مین کرو مثل بگولی سی سوا رقص

اس فن کی حقیقت سے تم آگاہ نہین ہو
ای صوفیو اچھا نہین یی تازہ دادا رقص

جب بزم مین دیکھا مجھی خوش ہو کی مغنی
بیساختہ کرنے لگے ہنگام غنا رقص

دیتی ہین خط پشت لب یار سے تشبیہ
کیونکر نکرین خضر لب آب بقا رقص

چل ہند سے بُتِ صبا طوفِ حرم کو
کرتا ہی برہمن کی طرح دیر مین کیا رقص

کرو دغا ہی پیش بتان زمانہ فرض
واجب ہی انکے دین مین حیلہ بہانہ فرض

بہلا دل کیطرح ہی خیال زمانہ فرض
ان احمقون سے ہی سخن ابلہانہ فرض

کہتی ہی روح جانب افلاک دیکھکر
اس ہفت خوان سے ہی گذر رستمانہ فرض

کیا او ستیزہ گم کے لیے کچھ ہدف نہ تھا
کیون کرلیا فقط مری دل کو نشانہ فرض

دل چاہیی ہی داغ محبت کی واسطے
سودای عشق کو ہی سر عارفانہ فرض

جب سطر یون فی دا خط نے ساز کرلیا
ہوجائیگی سماعت چنگ و چغانہ فرض

واجب ہین عشق بتان ہین ارون اہل عشق
زاہد پر اک نماز ہوئی پنجگانہ فرض

قسمت کے ماجرے ہین قریب بعید کیا
دریا مین سیپ ابر پہ ہی آب و دانہ فرض

ہر چند تو سیتمون کو ہی کہتے نہین برا
تعریف دوست دوست کو ہی غائبانہ فرض

السدری اسیر اگنہ عشق زلف کی
مردی پر اسکے توڑتا ہی تازیانہ فرض

بغض و حسد حرام ہی اپنی طریق مین
ملنا عدو سی جان سے بھی ہی دوستانہ فرض

ای مردہ دل نہ حرمت اہل حضور کر
واجب ہے شمع و گل ہین نہ کچھ شامیانہ فرض

تمکو نہین مری دل پر داغ کا خیال
ای بادشاہ حسن ہی پاس خزانہ فرض

کہتے ہین حال دل کو وہ کہتے ہین چپ رہو
یہ کچھ وعظ کیطرح نہین سننا فسانہ غرض

خوف اجل ضرور ہے طاعت کیواسطے
ورنہ نہین قضا سے تو ہوگا ادا نہ غرض

کیا غم اونہین بسر ہو کیکی عذاب مین
ہر روز صبح او شغل وہی زلف و شمع شبانہ غرض

منصور چڑھ کے دار پہ سر وار بنگیا
درویش کو نہین ہی دماغ تھا نہ غرض

دیکھے تو جسم مین کوئی احوال مرغ روح
بلبل نے کس قفس کو کیا آشیانہ غرض

کعبے مین شیخ ہو کہ برہمن ہو دیر مین
ہر حال مین ہی خاطر اہل زمانہ غرض

مضمون پیچیدہ ہین مگر وہ اے صبا
اشعار ہر زمین مین ہین عاشقانہ غرض

ہاتھ عالم مین ہی بیرنگ بیان واعظ
صورت برگ خزانی ہے زبان واعظ

مصر مین بھی نہ یہہ فرعون کا عالم ہوگا
دیکھے مسجد مین کوئی شوکت و شان واعظ

ایک کانٹا سا نکل جائے ہمارے دل سے
سینیون سی کوئی کھینچے جو زبان واعظ

قلقل شیشۂ مے سے تری سنگیش ساقی
سن رہے ہین جو سب راز نہان واعظ

حال معلوم ہوا نار و جنان کا کیونکر
اس قدر تو نہین اونچا ہی مکان واعظ

نام مے وہ ہی کہ لب پر جو کبھی آتا ہی
منہہ سے باہر نکل آتی ہے زبان واعظ

میکدے والون سے ہونے لگی مسجد والے
دور ساقی کا ہی گذرا وہ زمان واعظ

مین بھی وہ ہون جو مری آگے کبھی منہہ کھولے
کاٹ ڈالون ابھی دانتون سے زبان واعظ

اپنی رندی مین ہون حق کا ہون جنتی والا
یا الٰہی نہ ستانا سخنان واعظ

مین پریزادونکا عاشق ہون تو وہ حورونکا
پیر سے سو حیثیت ہی بڑھ کر خفقان واعظ

پاے خم بیٹھہ کے نشہ مین وہ باتین کیجیے
لوگ سمجھین سر منبر ہے بیان واعظ

اے صبا خلد مین جاؤن کہ جہنم مین چلون
نہ سنا ہے نہ سنونگا مین بیان واعظ

۸۶ ۱۴

ترقیان ہوئین ساقی سے لقا کے لیے
جلائین گھی کی صبا ہم شراب خوار چراغ

حلقی تھین کمند کے کہین حلقہای زلف
سو سو بلائیان ہین ایک ہو نہین مبتلای زلف

افشا ہو راز حسن کہین عقدہای زلف
شانے کی ہر زبان پہ ہو ماجرای زلف

ای خوش خرام ہیچ نزاکت کا ہی برا
موی کمر دوتا ہوا گر جھونک کھا گئی زلف

ہو قطع سلسلہ نہ تری حسن کا کبھی
جب ابتدای خط ہو تو ہو انتہای زلف

کبھی چھپا ہی چاند محاق حجاب مین
دو دن اگر وہ رخ سی اپنی اوٹھای زلف

یہ دردسر ہوا ہی مصالح کی تیل سے
صندل کا عطر چاہیے تمکو برای زلف

مضمون ہو جیسا ویسا ہی اوسکا لباس ہو
کالی کی کیچلی کو کہون مین قبای زلف

سودا ہی ہمکو سنبل باغ مراد کا
چلتی ہی اپنی گلشن دل مین ہوای زلف

روز سیہ نصیب ہو موذی کی واسطے
دنیا مین کوئی ہو نہ پریشان سوای زلف

آئینہ دل جو ہو تو وہ صورت نظر پڑے
شانہ نہی جو ہاتھ تو وہ ہاتھ آئی زلف

پیچیدہ شاخ سوختہ سی سانپ جا کی ہو
مشاطہ گر سلائی سی اوسکی بنای زلف

شانے کی جا اوٹھین دل صد چاک دیکھیے
وہ پیچ پیچیے کہ بہت پیچ کھای زلف

کھل جای اپنی آنکھ معطر دماغ ہو
غش مین جو وہ پڑی ہین اگر سنگھای زلف

۸۷ ۱۵

نفرت کمال دل کو دو رنگی سی ہی صبا
ہم آشنای رخ ہین نہین آشنای زلف
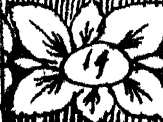
قدرت حق ہی رہی جلوہ کا شانہ عشق
نور عرفان ہی چراغ رہ بتخانہ عشق

زر کو کچھ مال سمجھتا نہین دیوانہ عشق
گنج اسرار سی خالی نہین ویرانہ عشق

دہن مار ہی ہر روزن کاشانہ عشق
خانہ گور سی بدتر ہی سیہ خانہ عشق

کچھ دریا سے حقیقت مین لگا کر غوطہ
آسمان ہی صدف گوہر یکدانۂ عشق

... کی سدہ کسی وینا کی طرف ...
اپنی کچھ اور ہی عالم مین ہی دیوانۂ عشق

واقعی کیون نہ سمجھے شمع حیات انسان
موجۂ باد فنا ہے پر پروانۂ عشق

سر عشاق کی خالی نہین کیفیت سے
جان بلب جب ہوئی لبریز ہی پیمانۂ عشق

خوب ہی ہم نے چھلکتا ہوا ساغر پایا
واہ وے ظرف ترا ساقی میخانۂ عشق

قفل مجاتے ہین جو کتون کی طرح جنسے ناصح
شیر کی طرح بپھر جاتی ہین دیوانۂ عشق

ہم وہ عاشق ہین کہ طفلی مین نہ نیند آتی تھی
دایہ جبتک نہ بیان کرتی تھی افسانۂ عشق

جوش بجانب ہی گریبان نہ کیونکر پھاڑے
تنگ ہی جامۂ ہستی سے بھی دیوانۂ عشق

کبھی جمشید کو خاطر مین نہین لائیگا
ایک ادنی سا گدائی در میخانۂ عشق

حال دل اونسے جو کہیے تو وہ فرماتے ہین
دل لگی کے لیے کیا خوب ہی افسانۂ عشق

آفتاب فلک حسن کا رتبہ بخشا
میرے ساقی نے پلا کے مجھے پیمانۂ عشق

کسی جانب سی کدورت نہین آنیوالی
صاف ہے سینۂ عارف سے بھی ویرانۂ عشق

مرتبہ قیس نے پایا ہے اتا لیلی کا
حسن تدبیر سی غافل نہین فرزانۂ عشق

عشق یوسف مین زلیخا نے بڑا نام کیا
واہ شاباش رہی ہمت مردانۂ عشق

واعظون کی کوئی لاحول ولا سنتا ہے
کہ فرشتے کی بھی سنتا نہین دیوانۂ عشق

ای صبا تخم محبت کا بڑا ہے ثمرہ
نخل تابوت ہو پیدا جو اوسکے دانۂ عشق

شکست تار نفس ہی جو ہون ... فراق
ہمارا رشتۂ جان ہی ... کہ گلو ... فراق

سوا ہی شور قیامت سی گفتگوی فراق
صدائے صور سے افزون ... رہا و ہو ... فراق

ازل کی روز سے آباد ہند مین بی مغز
... وصال سے کیونکر بھرے سبو فراق

سختی گردش ایام ہی ساقی سر چوٹ
شیشہ تھی بدہٹ سنگ فلاخن کب تک
تا تہ بیجا تکرای یار وہ دن سن نہ رہے
بات اب تک ہی چلی یہہ لڑکین کبتک
کفر و اسلام کی جھگڑے کو چکا دو صاحب
جنگ آپسمین کرین شیخ و برہمن کبتک
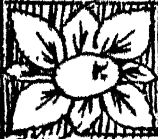
ای صبا دیکھیے اب چلکے اذان کعبے مین
دیر مین ہووینگے ناقوس برہمن کبتک

چشم زخم نگہہ اہل زمانہ کب تک
ایک دل سیکڑون تیر نگہ کا نشانہ کب تک
دیکھیے جلوہ دکھاتا ہی زمانہ کب تک
صورت آباد رہی آئینہ خانہ کبتک
چھوٹے ڈھوندے تکرای یار بہانہ کب تک
عارضی حسن ہی نادان زمانہ کب تک
دل روشن پہ یہہ سختی زمانہ کب تک
مورد سنگ بلا آئینہ خانہ کب تک
خاک مین دل کو ملا بیٹھے ہین امید ہم
دیکھیے نشو نما پاتی ہی یہ دانہ کب تک
وہ ہی دن ہین گل و بلبل نہ دکھائی دینگی
دور صیاد کا یہ گلچین کا زمانہ کب تک
رو رو شبنم ہوئی خورشید روان ہوتی ہی
جان ہوگی طرف یار روانہ کب تک
قابل دید وہان سے بھی ہی سیرای عاقل
آنکھ کر بند تماشای زمانہ کب تک
نقد جان کو تن خاکی کہین کہہ سکتا ہی
دیکھین او گلی یہہ خرابہ نہ خزانہ کب تک
جعلسازی تری کھلجائیگی آخر اک دن
دیکھتا ہون یہہ چرتر یہہ بہانہ کب تک
یا الٰہی کہین واعظ کا ہو کر کا موقوف
قصے آپسمین پڑی ہین یہہ فسانہ کب تک
آخرای بت ہاتھ الفت بھی تھک جائیگی
جان دیگا تری الفت مین زمانہ کب تک
دلکو دکھلا کی یہہ اوس ترک ہی کہتا ہون مین
او کماندار اڑیگا یہ نشانہ کب تک
خوب ہی ناچ نچائیگا تجھے ای گلچین
راگ لائیگا نہ بلبل کا ترانہ کب تک
غیر ممکن ہی رہی حال عناصر یکسان
چار دن کا ہی زمانہ یہہ زمانہ کب تک

چاہ مین یوسف مقصد کی ہی [illegible] ڈول
کنو مین جھکولے لٹکینگے اپنا زنخدان کب تک

دولتِ عشق پہ کب تک گ جان صورتِ مار
دلکی کوٹھی مین رہے گا یہہ خزانہ کب تک

کوس حلت کا بہی آتا ہی خیال ای غافل
دف و نای و دہل و چنگ و چغانہ کب تک

تا کجا غم مرے مرنے کا کرای یار نیاز
حال ہشیار ہے مضطربانہ کب تک

ق

۹۱ — ۱۰
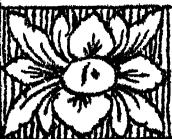
چشم آئینہ رہے دور سے کبتک نگران
دانت زلفون پہ لگائے رہے شانہ کبتک

جگر کا داغ ہی یون دلکی داغ کی نزدیک
چراغ جیسے ہو روشن چراغ کی نزدیک

ہجوم حسرت کشتہ ہی داغ دلکی قرین
مری پڑی ہین پتنگے چراغ کی نزدیک

تمام ہوگی ہوئی علم عشق مین کامل
قریب مرگ کی پہونچے فراغ کی نزدیک

لگاکی سرمہ دنبالہ دار آنکھ مین یار
قلم کا روپ دکہا دی ایاغ کی نزدیک

جب آئی نکہت گیسوی یار یہہ دل زار
تڑپ کی سینے سے پہونچا دماغ کی نزدیک

نہین ہین ایکطرح سب اطراف ہی روشن دل
اندھیرا رہتا ہی پای چراغ کی نزدیک

غم فراق ہی او عشق مین نصیب ہوا
یہہ فراغ اور ہوا دل مین انکی نزدیک

گلون کا دیکھ لے دیدار آخری بلبل
خزان ہی آن ہی پہونچی ہی باغ کی نزدیک

نقاب شب کو جو وہ بزم مین اوٹھا بیٹھے
پتنگے جا ہی نہ پہنچے چراغ کی نزدیک

۹۲ — ۱۵

بہار آئی ہی ای صبا کی گلگشت
ملے مکان تو لو عیش باغ کی نزدیک

یہان چشم حقیقت مین ہی سب ارض فنا خاک
دکہلاتی ہی اپنی مجہی کیا نشو و نما خاک

ای اہل ہوس ہی ہوس دار فنا خاک
تعمیر مکان ہی تیری ہاتھ آئیگا کیا خاک

یارب مین سیہ کار ہی منظور اجل ہان
سرمہ ہو مری چشم کی بعد فنا خاک

سبز قدم خزان ہوئی حسن کی سبزہ زار پر
سبزہ خط سے لگئی شوکت و شان سبز رنگ

گھیر لیں زلفیں چھوڑ کر اوٹھ چلی ایسی حسن میں
پریونکے پر کترتے ہین حور و شان سبز رنگ

سبزہ رخ ملیح کا ہمکو لہو رولائیگا
طرفہ بہار لائینگے فصل خزان سبز رنگ

حسن صبیح ماہ مصر یون تو عزیز خلق تھا
قابل دید ہے مگر تجھسا جوان سبز رنگ

خون تمام جسم کا دم میں ہوا ہر آبجوہ
دل میں غضب سما گیا روح روان سبز رنگ

چہرہ چھپے جب نقاب اوٹھا اور ہی رنگ چمک گیا
قصر قمر دین بنا صاف مکان سبز رنگ

عشق قد نگار میں ساری نمود مٹ گئی
سرو سہی تھا باغ میں خوب جوان سبز رنگ

سبزہ و خط عیان ہوا تو نہیں اب چھپک گیا
اور ہی روپ ہو گیا حسن بتان سبز رنگ

مثل شراب صاف ہی شیشہ صاف سے عیان
چھپتا نہیں کسیطرح راز نہان سبز رنگ

مجھسے وہ بولتے نہیں یہ بھی لکھا نصیب کا
کوکب بخت تیرہ ہی مہر دہان سبز رنگ

کبک کو پائمال کر فاختہ کو ملال کر
باغ کو چل سنبھال کر سرو روان سبز رنگ

۹۴

تجربکی دل کی ای صبا لغزی بہی ہین ہجر مین
ہای نگار سرو قد ہاے جوان سبزہ رنگ

۱۲

نیرنگ آسمان سے بدلیگا فضا کا رنگ
بگڑیگا خاک و آتش و آب و ہوا کا رنگ

گل نے چمن میں اپنی قبا چاک چاک کی
وہ لال لال دیکھکر اونکی قبا کا رنگ

چلنے میں کم نہیں ہے نسیم بہار بھی
لائے مگر کہاں سے ترے بادپا کا رنگ

حرص و ہوا ہے خانہ دل میں بھری ہوئی
ممکن نہیں سمائی جو فقر و فنا کا رنگ

طرہ ہی عاشقون کی بھی بخت سیاہ پہ
کتنا سیاہ ہی تری زلف دوتا کا رنگ

نیرنگ ہی جہان طبائع ہین مختلف
ای دل جدا جدا ہی ہر اک آشنا کا رنگ

کہتے ہین لوگ پنجہ مرجان کی پتیان
کھلتا ہے دست یار میں کتنا حنا کا رنگ

پاتا ہی فیض تجھ سی دل کافر سے بھی ہوا
دکھلا رہی ہی ای شب غم کس بلا کا رنگ

نقش و نگار خانۂ دنیا ہی بی ثبات
مرنیکے بعد ایک ہی شاہ و گدا کا رنگ

سہے یار بزم مین مرے نالونکے سامنے
کس دن سفینون نی جمایا غنا کا رنگ

دو دن اگر خزان ہی تو دو دن بہار سے
اک رنگ پر کبھی نہین رہتا ہوا کا رنگ

۹۵ — ۱۴

حرص و ہوای باغ جہان مین خراب ہی
مدت سی دیکھتے ہین یہی ہم صبا کا رنگ

ای صنم سب ہین تری ہاتھو نسے نالان آج کل
صورت ناقوس ہین گبر و مسلمان آج کل

باغ مین کہتی ہین وہ لالیکا تختہ دیکھکر
گل کہلاتی ہی عجب خاک شہیدان آج کل

حرف مطلب بھی دیوانی کا ہی بس جان زرا
ہو سمجھے جھٹی جو ای طفل دبستان آج کل

موسم جوش جنون ہی جامۂ گل کیطرح
خود بخود ہوتے ہین ٹکڑی جیب و دامان آج کل

پیشتر خط سی مزا تھا حسن کا ای نونہال
ہو گیا وا ای ترا سیب زنخدان آج کل

یاد کرتی ہین کسیکی مصحف رخسار کو
طاق نسیان پر رکھا ہی ہمنی قرآن آج کل

زلفین چھوڑی ہین جو اوس صیاد گل رخسار نی
دام مین پھنستے ہین مرغان گلستان آج کل

ہای وہ خوش قدی گلگشت آیا تا نہین
نخل ماتم ہی ہر اک سرو گلستان آج کل

ضعف کے ہاتھون ہوئی فصل جنون مین تنگ ہم
ہو گیا پہانسی ہمین اپنا گریبان آج کل

اندنون مین زور ہوتا ہی ہمین جوش جنون
بھاگتا ہی چھوڑ کر مجنون بیابان آج کل

جو حسین ہی گرد ہی اوس بادشاہ حسن کے
رہتا ہی پریونکی جھرمٹ مین سلیمان آج کل

اینڈتی ہین کچھ ادا ای کرتی ہین عشاق سے
بل کی لیتی ہین بہت گیسوی جانان آج کل

گلشن عالم مری نظرون مین باغ سبز ہی
دیکھتا ہون سبزۂ گور غریبان آج کل

سامنا ہر روز کا ہی اوس بت سفاک سی
ای صبا اللہ ہی اپنا نگہبان آج کل

ای چشم غرقِ آب فنا ہو جہان تمام
خالی حباب وار رہی آسمان تمام

غارت ہین صبر و طاقت و تاب و توان تمام
ای ترک تونی لوٹ لیا کاروان تمام

پہولون سی بلبلون نی سہری آشیان تمام
گلشن ہین باغ باغ رہین باغبان تمام

اول مئی الست ہی آخر مئی طہور
کتنا صفا ہی مشرب پیر مغان تمام

فرما تجھے سگِ جانان نصیب ہو
کہا مئی ہین کس مزیسی مری استخوان تمام

اک ایک سی بگاڑ ہو بات بات پر
قصہ تمام ہی جو ہو یہہ این آن تمام

کیسا بہار مین زر گل پہ چاغ تہا
کیا چار دن ہوا پہ رہی باغبان تمام

سامان وہ ہر صورت نقش بر آب ہی
بشل حباب موج مین طبل و نشان تمام

اظہار عشق نے او نہین پردہ نشین کیا
کہولا جو راز بند ہوئین گہر کی [illegible] تمام

ممکن نہین ہی بند علائق سی چہوٹنا
جب تک نہ ہوگی مدت قید جہان تمام

تقریر صاف بحث مذاہب مین چاہیے
سلجہا ہی کسطرح کوئی یہہ گتہیان تمام

بعد فنا بہی نعمت دنیا پہ دانت ہی
دندان دہان گور مین ہین [illegible] یان تمام

کیا اوس پڑ گئی ہی عروس بہار پر
روتی ہین ٹوٹ ٹوٹ کی [illegible] باغبان تمام

ثابت ہوا ہمین یہہ شکست حباب سے
حادث ہی بی ثبات ہی بحر جہان تمام

واعظ کی کوئی بہی نہ سنیگا بہار مین
جہٹ جائینگے اسیر طلسم بیان تمام

ای دل خدا کی واسطے اب بہی خیال کر
غفلت مین زندگی کو نہ کر رایگان تمام

۹۷

کیا خاک بن پڑیگا صبا اہل باغ سی
اکبار جہک پڑی گی جو فوج خزان تمام

۱۱

حشر ہوتا کہینچے گر آہ پر تاثیر ہم
صبح ہو جاتی جو کرتی نالۂ شبگیر ہم

کر نہین سکتے وہان یار مین تقریر ہم
رہتی ہین خاموش پہرون صورت تصویر ہم

کہوتے چلے قاصد کو خفا کر کے او عدو تحریر ہم
رو چلے لکھے کو اپنے خوب ای تقدیر ہم

لیے چلے دنیا سے حسرت زخم دامندار کی
حشر کو ہونگے ترے قاتل گریبان گیر ہم

زلزلہ آئی زمین کو سقف گردون ہل گئے
نالہ کر بیٹھین ابھی جو ای بت بی پیر ہم

آنکہین تند اعیان گلی کو گہوستے ہین گل طوق
نقل جو کہتے ہین جنون مین صورت زنجیر ہم

عشق کامل مین یہا ہے حسن کا رتبہ ہمین
آئینے مین دیکھتے ہین یار کی تصویر ہم

دیکھ لینگے کانٹے مجہلی تری ای بحر حسن
ہین ہمہ تن چشم شکل دام ماہی گیر ہم

جانگلی باندہی تری در پر زمین گی ای صنم
حلقے آنکھون سے کرینگے حلقہ زنجیر ہم

رشک کی مارے رقیبا سیہ ہوتی ہین فہم
چلتی ہین کوچے مین اوسکے صورت شمشیر ہم

ای صبا بحر جہان مین ایام کیواسطے
کیا حباب آسا بہلا کرتے مکان تعمیر ہم

تکلیف کیون اعاظہ وہم گمان سے ہم
بار اٹھی اس زمین سے اس آسمان سے ہم

آوازہ صور کہتے ہین شور و فغان سے ہم
رہتی نہین زمین کیطرح آسمان سے ہم

ہرگز نہ اٹھا سکینگے نہ میدان حشر مین
اتنی گناہ لیکے چلے ہین یہان سی ہم

گلشن مین ہی شراب بہی ہی ابرتر بہی ہے
یادش بخیر یار کو لائین کہان سی ہم

لکہواتین کسطرح ورق آفتاب پہ
سنتے ہین اپنا نام کسیکی زبان سے ہم

وہ عندلیب تہی کہ نہ صیاد نے چھوا
کیا کیا تڑپ تڑپ کی گری آشیان سے ہم

راہ عدم مین نامہ اعمال ساتہ ہے
کیسا سیہ داغ لیکے چلے ہین یہان سے ہم

اللہ ری شوق منزل مقصود کا ہمین
نالون مین بڑھ گئی جرس کاروان سے ہم

دربان سے چھپکے آئی ہین گھر مین تمہاری یا
دیکھو تو چڑھ کو کودے پڑی ہین کہان سے ہم

ای رشک مہر سن شب فرقت کا معرکہ
بگڑی رہی ہین چار پہر آسمان سی ہم

یہہ جذب حسن و عشق ہوا جانبین سے
آخر وہان سے آپ چلے اور پشیمان ہم

کھنچتے تھے دل کسیکو نہ دیکھے تمام عمر
مجبور ہو گئے مگر اک دلستان سے ہم

باقی رہی نہ فرق زمین آسمان مین
اپنا قدم اوٹھالین اگر درمیان سی ہم

واعظ تری بیان کو ہمارا سلام ہے
سن لینگے چار شعر کسیکی زبان سے ہم

دیتی ہین زک وہ بوسہ لب کی سوال پر
ہر بار منہہ کی کھاتے ہین اپنی زبان سے ہم

یاران رفتگان کی لیے خاک اوڑاتی ہین
پیچھے پڑے ہین گرد پس کاروان سے ہم

یارب وہ دور ہو کہ نہ ہو بیا کہین
باہر نشین ہین بیعت پیر مغان سے ہم

ثابت قدم رہے غم ایام ہجر مین
اک حال پر رہے اسی ہفت آسمان سے ہم

اس سقف کج مدار کا کیا اعتبار ہے
یارب نکلکی جاوین کہان آسمان سے ہم

۹۹

فصل خزان چمن مین جو آئے تو ای صبا
رو دی لپٹ لپٹ کی بہت آسمان سی ہم

۱۰

ابر مین دیدۂ پر آب سے ہم
برق ہین دل کی اضطراب سی ہم

سو طرح کی غرض نکلتی ہے
کیون نہ مطلب رکہین جناب سے ہم

دم مین موج فنا مٹا دے گی
بحر ہستی مین ہین حباب سے ہم

بیوفاؤن سے ہے وفا مطلوب
طالب آب ہین سراب سے ہم

زندگی ہو گئی عذاب ہمین
گذرے زاہد ترے ثواب سے ہم

۱۰۰

تنگ آتی ہین تنگ آ ہی ہمین
اس دل خانمان خراب سے ہم

۱۱

نصل گل ہی زاہد نکو تم ہی سیکشن شاد ہین
مسجدین سونی پڑی ہین بہٹیان آباد ہین

عاشقو ہمین فرد مین تہی وہ سبکو یاد ہین
قیس کی اوستاد ہین فرہاد کی اوستاد ہین

خوش ہین یہ جو سی کوئی تیغی کوئی شہنہ مین
خوبرو خونریز ہین قتال ہین جلاد ہین

قافلہ سہیہ چند کی نالون سی آتی ہی صدا
کل وہ گھر ویران ہونگی آج جو آباد ہین

پائی ہین خلعت یہ خلعت وصف قد جسم مین
ایک اک مصرع پر اپنی اونکی وہ وہ صاد ہین

مجھسے کچھ سنتا ہی جاکر غیر سی کہتا ہی یہ
ای بت پرفن تجھی کیا کیا چیتر یاد ہین

آکی صحرا مین وہ پھر منہہ جانب گلشن کیا
نکہت گل کیطرح ہم خانمان برباد ہین

اسقدر حیرت ہی اپنی سخت جانی پر ہمین
روبرو قاتل کی ہم آئینۂ فولاد ہین

ضعف سی آواز منہہ کے کان تک جاتی نہین
آپ ہی سنتی نہین کرتی جو ہم فریاد ہین

شرم سی گھٹتے ہین خجلت قد قد جانان دیکھکر
مثل چوب خشک اتریکی تلی شمشاد ہین

۱۰۱

ضعف سی غش آگیا تھا ای صبا جیتا ہون مین
دوست کیون روتی ہین دشمن اسقدر کیون شاد ہین

۱۱

ممکن نہین گزند ہو جو اونکی مکان مین
تھکلی بھی ہم لگائین اگر آسمان مین

ساقی نی ساتھ چھوڑ دیا امتحان مین
آیا مگر نہ فرق مری آن بان مین

نازک بدن نہین کوئی ہمتا جہان مین
چٹکی کی گلبدن سی پڑی نیل ران مین

تیرنگی نصیب ہی غم کی بیان مین
سوز نگہ کی طلسم ہین اک داستان مین

اونکی مژہ ہی کعبۂ ابرو مین معتکف
کھینچا کبھی نہ تیر نے چلہ کمان مین

طوفان اشک سی نہ کہین غرق ہو زمانہ
کچھ سوجتا نہین ہمین دنیا کو دھیان مین

زلفین صبا کی دست حنائی سی باندھتے
دزد حنا کو باندھ لیا ریسمان مین

کہتا ہی مجھسے سنکے دعای وصال یار
تاثیر کچھ نہین ہی تمہاری زبان مین

ڈوبی ہر ایک شاہد آبی کی آبرو
مجمع بتون کا ہی لب دریا جہان مین

پایا ہی اس قدر سخن سخت نی رواج
پنجابی بات کرتی ہین پشتو زبان مین

کیونکر نہ ای صبا ہو ہر اک کو سر غرور
ہیونکا نہین ہے کسکے نوشتے کا یقین

آفت کا زور ضعف پکڑتا ہی ہجر مین
انسان تو کیا ہی دیو پچھڑتا ہی ہجر مین

دم عاشق حزین کا اوکھڑتا ہی ہجر مین
کیا کیا کمیت عمر پکڑتا ہی ہجر مین

چین ایک دم نہین مجھے پڑتا ہی ہجر مین
خنجر کوئی گلے پہ رگڑتا ہی ہجر مین

کیونکر نکالون منہہ سی مین حرف وصال یار
جو دانت ہی زبان پکڑتا ہی ہجر مین

روتا ہی آسمان مری حال زار پہ
باران غم ہی منہ مین پڑتا ہی ہجر مین

تدبیر وصل پڑتی ہی تقدیر کی خلاف
بنتا نہین ہی کام بگڑتا ہی ہجر مین

وصلت مین سب مجھسے پوچھتا ہی یار ای صبا
کسطرح چین آپ کو پڑتا ہی ہجر مین

مغتنم ہی باغ عالم کی ہوا دو چار دن
صورت گل ہی یہان نشو و نما دو چار دن

سبزۂ خط کا نمو ہی چاند سی رخسار پر
اور رخ پر چھوڑ تو زلف دوتا دو چار دن

ای بت کافر ری اللہ ری بی پروائیان
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

مدعای وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا
بیٹھ کر مسجد مین کر یاد خدا دو چار دن

مجھ گریبان چاک کی عریانی سے اک چشت ہی
وار ہی اوس صورت کی بند قبا دو چار دن

یہ بڑا اندھیر ہی اک رات بھی آتی نہ تم
چاندنی کیا کیا ہوتی ای مہ لقا دو چار دن

واہ رہی وعدہ ترا قربان عدیکی سرے
ایک دن کی ہو گئی ای بیوفا دو چار دن

مدفن پہ آتی ہی لب گور غریبان سی صدا
شادی و غم ہی پی شاہ و گدا دو چار دن

دام پیدا کیجیے می ہو چکی مفلس ہوے
بیٹھیے مسجد مین شکر یار دو چار دن

نکہت گل ہی کہان باد بہاری پھر کہان
بندہ لی ای یا سن اپنی ہوا دو چار دن

پھر رہی ہی سیر گلشن ہی پھر رہی ہی فصل بہار
اور نالی چار دن بلبل قفس مین کھینچ لین

سنکے میرا حال رندونسے یہ کہتا ہی گلال
اور خمیازہ ذرا می کی ہوس مین کھینچ لین

۱۰۵

ای صبا کیا منہ ہزاران چمن جواب سے
ایک نالہ تو زیادہ سو برس مین کھینچ لین

۱۴

عاق ہو نظارہ آئینہ ادراک مین
نقش محبت کی سیر کراک اپنی مشت خاک مین

غافلو بیٹھے ہو کیا فکر زر و املاک مین
اوٹھہ کھڑی ہو فرش و مسند کو ملا کر خاک مین

ہر سویلی سی انا مجنونکی آتی ہے صدا
لائی ہی وحشت مجھی کس دشت وحشتناک مین

اس قدر گبھرا کی ای قاتل مجھکو ذبح کر
خون کی دھبی نہ لگجائین کہین پوشاک مین

پایمالی ہی ہمین منظور نقش شوم کے
ہین نصیبون کی طرح نظر سر ضحاک مین

گلشن عالم مین جب چشم حقیقت وا ہوئی
رنگ دیکھا لالہ و گل کا خس و خاشاک مین

جسطرح ہوتی ہی روشن آئینہ خانہ مین شمع
جلوہ جاناں ہی یون اپنی دل صد چاک مین

اپنی مرنا ہوا گر تم مین خدا تا غیر سے
اشک بھر آئین ابھی چشم بت سفاک مین

لال ٹوٹے تشنگی سی سینہ مین ہین ہجر مین
سرخی خون جگر ہی دیدہ نمناک مین

گردش افلاک نے پامال کر ڈالا مجھے
حسرتین کیا کیا مری دل کی ملا دین خاک مین

میرے رونے نے جو اوس سفاک کو رسوا کیا
نیل کے پھیری سلائی دیدہ نمناک مین

دور سکنے کے نہین ای ترک ہم توسن کے ساتھ
سر ہمارا کاٹ کر تو باندھ لی فتراک مین

کر دیا آخر ہدف تیر نگاہ یار کا
ایک مدت سی لگی تھی موت میرے تاک مین

۱۰۶

ای صبا باد بہاری بھی سی مشل گرد راہ
روح کا عالم ہے اونکے توسن چالاک مین

۵
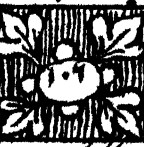
بوی گل کو در و دیوار چمن کیا روکین
ہمکو وحشت مین غریب اہل وطن کیا روکین

کچھہ بلبل ہمین ہو دام کی بہند و غمین ہے
طائر روح کو رکہا ہی بدن کیا رکہین

داغ حرمان نی بنایا ہی چراغ مدفن
بزم مین جا صفت شمع لگن کیا رکہین

سرکشی چہوڑ کر آنکہون مین عزیزونکو رہ
شیر کو دیکہہ کی حلقے مین ہرن کیا رکہین

بی حجابی سی فقط حسن عروس گل کی
عشق پیچے کی قنات اہل چمن کیا رکہین

خس و خاشاک سی دبا ہی کہین کشتی ہین
خون زخم شہدا تا بکفن کیا رکہین

شوخی حسن سی کہتے ہو چہلاوا ہم ہین
تمکو ہم عاشق کاہیدہ بدن کیا سمجہین

کچھہ بہی قیمت لب جانان نے رکہی لعلونکی
ترک اب اوہ بدخشان مین کیا رکہین

دام تزویر مین کیونکر دل روشن چاہے
آہوی چرخ ہو ہمین صید فگن کیا رکہین

تا بگون سی بہی کہین اوٹہتا ہی بار سخن
بارش ژالہ کو گلہای چمن کیا رکہین

چاہیے وصف قد یار مین مضمون بلند
ہم طبیعت کو دم فکر سخن کیا رکہین

کرین جہوٹا سر بازار سمجہے کیونکر ہم
وعدہ وصل برای عہد شکن کیا رکہین

خط سی مسدود ہو کس طرح بہار رخ یار
جوش گل کو خس و خاشاک چمن کیا رکہین

چاہیے پاس ادب قیس سے یارانہ ہی
دشت مین ناقہ لیلی کو ہرن کیا رکہین

۱۰۷

شر رجستہ ہین بیتابی سوز غم سے +
ای صبا آپ کو ہم سوختہ تن کیا رکہین

۱۵

عشق کا اہتمام کرتے ہین +
دل کا قصہ تمام کرتے ہین +

قہر سی قتل عام کرتے ہین
ترک ترکی تمام کرتے ہین

طاق ابرو سے اونکے در گذرے
ہم یہین سے سلام کرتے ہین

شیخ اوس سی پناہ مانگتے ہین
برہمن رام رام کرتے ہین +

جوہری پرکہے در دندان
آب و دانہ حرام کرتے ہین

خط قسمت پڑھا نہین جاتا
حرف منطق تمام کرتے ہین

یا الٰہی حلال ہون واعظ
دخت رز کو حرام کرتے ہین

آپ کے منہ لگی ہی دختر رز
باتین ہونٹون سے جام کرتے ہین

لے چلے دنیا سے ہم پئے عقبےٰ
کوچ پھر مقام کرتے ہین

اپنے دل پر ہے اختیار ہمین
ملک کا انتظام کرتے ہین

قابل گفتگو رقیب نہین
آپ کس سے کلام کرتے ہین

رات بھر میرے نالۂ پردرد
نیند اونکی حرام کرتے ہین

ظلم ہے احمقون کی منہ زوری
تنگ یہہ بے لگام کرتے ہین

دل سے رنگ دوئی مٹاتی ہین
زخم کا التیام کرتے ہین

۱۰۸

ای صبا کیون کسیکا دل توڑین
کعبے کا احترام کرتے ہین

۱۵

بندے کے لیے جو آفتین ہین
ای عشق ترے کرامتین ہین

نقشے نہین قدرت خدا ہین
تصویر بتون کے صورتین ہین

ظلمات کہان رہِ عشق
ای خضر بڑی مسافتین ہین

دودن کی حیات پر فلک سے
کیا کیا شکوے شکایتین ہین

سرمہ ہو تمام طور جل کر
یہہ حسن کی سب شرارتین ہین

اللہ ری گردش زمانہ
ہر روز نئی مصیبتین ہین

ہم تم ہین ایک جان دو قالب
آپس مین بڑی محبتین ہین

منعم کے ہین سب محل منوّر
اک دن مٹنے عمارتین ہین

ہم مست ہین اور دختِ رز ہی
تو رات پری سے صحبتین ہین

مجنون ہی کہین ہے فرہاد
الفت کی عجیب صورتین ہین

دنیا جو ہے خاکدان تو ہم تم
گویا مٹی کے مورتین ہین

بندہ تری شکر مین ہے قاصر
اللہ ترے عنایتین ہین

ای بغض پلید آوے بن
گیتی مین ولی کے خصلتین ہین

دیکھو غم و نالش و داغ حرمان
اک دل ہے ہزار آفتین ہین

١٠٩ سینہ ظاہر و باطن صفا ہے
اشک آنکھون مین دل مین حسرتین ہین ١٧

کیا پر آشوب ہے دیار چمن
ایک اک گل ہے تاجدار چمن

ہنوز بین ناتوان جو خار چمن
چاک ہو دامن بہار چمن

ہی اب اوس اوس پر بہار چمن
طائر قدس ہے ہزار چمن

گل خزان ہونگے بلبلین تہ دام
کیا برا ہے مآل کار چمن

خط بڑھا اوسکے روئے رنگین پہ
رنگ لایا بنفشہ زار چمن

کھیت خوب خزان کی ہاتھ رہا
لٹ گیا لشکر بہار چمن

الفت رخ مین قید زلف بھی ہے
دام مین مین گنہگار چمن

ایک اور سو کا مجھ مین اور ہے تجھ مین فرق
لاکھ تا لے کرے ہزار چمن

شکل گل نقش پا سے جانان ہے
گرد رہ صاف ہے غبار چمن

سب بے ثباتی پر اپنے روتے ہین
مسکراتے نہین انار چمن

تیز ہی موجۂ ہوائے بہار
بلبلین کیون نہون شکار چمن

جوشش کہاتا ہے وحشیون کا لہو
رنگ لائینگے کچھ بہار چمن

زر گل سے نہ کیون ہو مالا مال
باغبان ہے وثیقہ دار چمن

ہیں یہ طفلان غنچہ کا رتبہ
ابر رحمت سے ہے آبدار چمن

شرب می جام گل سے یاد آیا
ہوئی توبہ شکن بہار چمن

موسم گل ہے دن خوشی کی ہین
قہقہہ زن ہے آبشار چمن

۱۰ ۱۶

رہے سر سبز ای صبا وہ گل
فیض ہی جسکے سے ہے بہار چمن

خاکساری کا چلن خوف زیان رکھتا نہین
ہم فراقان غبار کاروان رکھتا نہین

پاس رسوائی ہی ہین منہ مین زبان رکھتا نہین
چشم تر رکھتا نہین لب پر فغان رکھتا نہین

زاہد ہو دریا می ہی بہر کنارہ کس لیے
خشک نجاست کا اگر آب روان رکھتا نہین

ہوگیا روشن جو دیکھی گردش لیل و نہار
ایک صورت پر کسیکو آسمان رکھتا نہین

کیا سمجھکر آتش سودا جلاتی ہے مجھے
شمع سان چربی مرا اک استخوان رکھتا نہین

مست بادہ رہتا ہون تیری عنایت سے مدام
ساقیا مین رند فکر دو جہان رکھتا نہین

کر نہین سکتا سوال بوسہ رعب حسن سے
رو برو یار مین گویا زبان رکھتا نہین

یہہ کلام اپنی خریدار سنتے ہی او شوخ کا
مول لو یوسف کو وہ قیمت گران رکھتا نہین

راہ حق مین ہر قدم پر کعبہ مقصود ہے
سنگ اسود رتبہ سنگ نشان رکھتا نہین

ہے یہہ ایمای شکست رنگ گل ای غافلو
گلشن ہستی بہار جاودان رکھتا نہین

کالیان چپکا سنون کیون سائل وصلت ہون
تم زبان رکھتے ہو کیا بندہ زبان رکھتا نہین

آتی ہی باد خزان سنسے ایسے جہان پیری سے
جای گل تنہا چمن مین باغبان رکھتا نہین

وہ حسین ہی اپنی راز حسن مین خاموش ہے
کیا کمر کا حال بتلائے دہان رکھتا نہین

منکشف ہو رازہ کیونکر گلشن ایجاد کا
طفل غنچہ صورت بلبل زبان رکھتا نہین

نعال ابرو یار کا کتنا فرہ کی پاس ہے
خوف زخم تیر کا زاغ کمان رکھتا نہین

۱۱۱ — ۱۱

منزل جانان مین جا کے ٹپکے کمند آہ سے
ای صبا بام حقیقت نردبان کہتا نہین

کسی نگہ نہ ملا نقش جب زمانی مین | پھر ہی قلم کیطرح ایک ایک جا مین
ہمارے ہی آہ کی اک دہوم ہی زمانہ مین | صدای رعد ہی بجلی کی تازیانی مین
سفر دلی کو ہی ساتھ ہی اس جہان مین | کہ ہاتھ کام مین ہی اور زہر انہین
ہنسنے مین اہل چمن کو بہت لی ای گل | بسور دین کہین غنچے نہ ہنسکر انہین
گرای اشک کی قطرہ جب جو نہسے وحشیان مین | گہر کی دانت ہین زنجیر کی دہانہ مین
پس از فنا مری آہون نے سیہ ہوا باندہی | کہ حال کا غذ بادی ہی شامیانی مین
مین تیرہ بخت تو جلتا ہو کون شمع بہی جلا | ضرور چاہیے سہو ہی سیاہ دانی مین
بہار وصل دکہاتا ہی داغ ہجر ہمین | مزا ہے سیب زنخدان کا گل کی کہانی مین
تمہارے ہی گیسوون تک اپنا دسترس ہوگا | نصیب کا یہ لکہا سو ہو ہی فشانی مین
قضا می خاک کی تپلون کو کر کی زیر زمین | کیا ہی داخلہ تحصیل کا خزانی مین

۱۲ — ۱۳

صبا سی حال نہ پوچھو کدورت غم کا
رہی اپنی نام کا آندہی ہی خاک اُڑ دانہین

لی یار نی جو زلف سیہ شام ہاتھ مین | رنگ حنا ہوا شفق شام ہاتھ مین
اک شہسوار حسن ہی ہی وصل اُون | یان ہی عنان ابلق ایام ہاتھ مین
کہتا ہی ذبح کر کی وہ ترک ایک روز | رکہئے نہ نام یار کو صمصام ہاتھ مین
جہنہ وہ کشش کو بہی ہین پہنچا رہی ہی مگر | حورین جہان کہڑی ہین لئی جام ہاتھ مین
زنجیر اگر دکہای چلی بند آپ کا | دزد حنا کا پہر نہ رہی نام ہاتھ مین
وہ بچہ کا رای بت شیرین ادا ہی تو | مصری نہی چلی شکر شام ہاتھ مین

تڑپی ہین اسقدر پس دیوانہ یار ہم
سو بار آگیا ہی لب بام ہاتھہ مین

لازم ہی آدمی کے لیے اک نہ اک ہنر
کیا عیب ہی رہی جو کوئی کام ہاتھہ مین

تلوا اگر مری بت کافر کا دیکھہ لین
رکھین نہ برہمن کبھی اصنام ہاتھہ مین

جام بلور پنجہ مرجان کو ہو نصیب
مہندی لگائی ساقی گلفام ہاتھہ مین

سودا ای چشم یار مین ملجای گر ہمین
بادام ہی ہو روغن بادام ہاتھہ مین

خط کا جواب یار سے لانا کسیطرح
قاصد مین پہلے دیتا ہون انعام ہاتھہ مین

۱۱۳

جام جہان نما وسی سمجھون مین ای صبا
ساقی جو اپنی ہاتھہ سے دی جام ہاتھہ مین

۲۰

عدم سی آئی ہین اونکی خیال روی روشن مین
چراغ جان ہی چراغ عشق اپنی نہانخانۂ تن مین

ہوس سی زر کی نقش آیا تو نکلی رنگ عریانی مین
لگایا اس ہوائی جو رکس کس شمع زرین مین

زہی ملک نہ کلی کی جو اوس گلگردنی گلشن مین
پڑی ہین پیاس سی کانٹی زبان کی سوسن مین

سہار وصل ہی ہم سیکشی کرتی ہین گلشن مین
پڑے مین ہار پہولونکی ہر اک شیشی کی گردن مین

لٹایا اسقدر جوش جنون نی ہمکو کانٹون پر
ہزارون خون کی بوندین لگی صحرا کی دامن مین

ضعیفونکو تو اکثر رزق پہنچاتا ہی گھر بیٹھی
تری قدرت سی شکر چیونٹیان پاتی ہین خرمن مین

یقین ہی دلکو مہندی فلک بھی رام ہو جائے
جو ہو اوس زلف کا اک تار زنار برہمن مین

جہانتک سخت دل ہین سرکشی کرتی ہین [illegible]
شرر ہین سنگ مین جوہر ہین خونریزی کی آہن مین

خفا ہین پست سی ہم دام غم مین ہم الجھتا ہی
رگین پہانسی کا پہندا بن گئین ہین تنگی گردن مین

پہنکر آپ نی زیور کیا مشتاق عالم کو
ہلال عید ہی یا طوق ہی سونیکا گردن مین

حسین کوئی نظر آیا سوا سیہ آپ سو باہر
دل بیتاب ہی سینی مین یا پارہ ہے آہن مین

تری پرتو سی آنکہیں آگئیں خالی کی روزن مین
شعاع مہر ہی ہی نظر ہر اک چشم روزن مین

ہزارون بار غم اک مشت استخوان کے لیے
مری بساط تو یہہ ہفت آسمان کہین

بہار آئی الٰہی وہی سمان پھر ہو
پھر ایک جا گل و بلبل کو باغبان کہین

زبان ہی جو کہون حال دل تو ہانپ گئے
وہ توڑ کر مری پہلو کے استخوان کہین

شراب سرخ کی ساغر ہون لی زاہد ہون
وہ لال لال تشیلی جو انگھڑیان کہین

بتون کو لاکی برہمن جھکا مین سجدہ مین
جناب کا جو کبھی سنگ آستان کہین

جو زندگی ہی تو اک دن یہہ حال ہوتا ہی
نہ چشم کم سی ضعیفون کو نوجوان کہین

بہار آئی ہی ساقی جما دی رنگ اپنا
جمتی ہوتی ہی روشون پہ گلابیان کہین

وہ لوگ لوٹ کی کا نذر لیے جو بیٹھی ہین
ذرا کتب مین تو احوال زمگان کہین

چنان تمہانہ جنین نہ ہم تجوا ہد ماند
ابھی وہ کہا بیٹگا کیا کیا نہ آسمان کہین

ابھی تو ساقی دریا دل آئیگا یا رب
سنو گی کشتی می تا کجا روان کہین

بہو سکے دہار مین ہو گی شباہت گل
ملال کر کے عنادل کو باغبان کہین

نہین ہر ایک کی حصے مین دولت دیدار
خدا دکھائی تو زاہد ہوسے بتان کہین
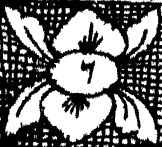
صبا بہت طرف زلف یار دیکھتے ہین
کہ مین نہ پاون مین پڑ جائین ٹہریان کہین

فلک کو زمین کی رہتی نہین بیخوار و مین
غم غلط ہو گیا جب بیٹھ گئی یارون مین

وہ ہجوم ہی پیرہن یار کی بازارون مین
چشمیان پڑتی ہین یوسف کی خریدارون مین

دم اوسکا بھتا نہین رو نیسے کبھی عاشق کا
کشتیان پڑتی نہین آنسو کی تارون مین

تیغ رہا حیرت عشاق نی اوس تیغ کا مکان
قد آدم ہین سے لگے آستے دیوارون مین

دیکھکر عارض رنگین پہ غبار خط یار
باغبان خاک اوڑا نی لگے گلزارون مین

ای صبا قربان اوس سرو کے تم سے بمبر مین
ہی نسیم حسین اوس گل کی ہوا دارون مین

اوس شہ حسن نی اک دن نہ کرم فرمایا
نامرادو نہین عمر ہوئی ہین پہ ارمانون مین

زلف لیلی کی طرح خوب پریشان ہوگا
قیس سے بس جائیگا جبتک ترے دیوانون مین

بی محبت شیخ و برہمن کی جبین سائی ہی
مسجدون مین نہ خدا ہی نہ صنم بتخانون مین

قامت و عارض جانان نی جلا ڈالی
سرو مین قمریون مین شمع مین پروانون مین

دختر رز بھی تنک ظرف ہی کیا ای ساقی
غم سے شیشون مین گئی شیشون فقط پیمانون مین

فرد اعمال کو واعظ کسطرح سمجھاؤنگا
حشر کی روز اوٹھونگا تری دیوانون مین

غل مچا ہین ارنی کا ہم اگر ای موسی
لن ترانی کی نہ آواز پڑی کانون مین

ای شہ حسن سیہ اسلیے ہی تری بزم شراب
جام جم جسکی ہی ٹوٹی ہوئی پیمانون مین

چمن کوچہ جانان سے جو نکلے باہم
ای صبا خاک اوڑ اوڑ کے بیابانون مین

تقدیر اختلاف مین کیونکہ شبہ ہی نہین
ہندو چپ پڑے ہی نہین کہ مسلمان پڑے ہی نہین

قصے کا گھر ہے باعث طول شب فراق
اتنا بھی آسمان سے سر پر پڑے ہی نہین

مجنون ضعیف کیا سے جنگل مین آئیگا
شیرونکے ہاتھ بھر قدم آگی بڑھے ہی نہین

کیونکر پل صراط سے اوترین گی حشر کو
جو لوگ تیغ عشق کی منہ پر چڑھے ہی نہین

اوس غیرت بہار کی ناز نگاہ سے
کب پھول اپنی دامن دل پر گرے ہی نہین

ایسا سنو کہ مین بلاکر رقیب کو
کیا خط اونہین لکھین کہ وہ کچھ بھی پڑھے ہی نہین

ہم ناتوانون کی موت کا یہ انتظار ہے
آنکھین ہین تربتونکی زمین مین گڑے ہی نہین

کیا جان زاہدونکی جو الفت کا نام لین
ان ٹھوکرون کی خاک کبھی دل سے ہی نہین

میری طرح اسی بھی ملا دے نہ خاک مین
آئینہ اوس صنم کی بہت منہ چڑھے ہی نہین

سوزن ہین تیری دیکھنے کو دل کی واسطے
آنکھونکے ای صنم مرے منہ پر گڑے ہی نہین

گل کمانی سمجھ لیے کف افسوس ملتی ہین
چھلے کسیکے ہاتھ کے سمجھے جو پہنتی نہین

کیا تو نے پھر خزان مین مرا سیل اشک ہی
ہستا لون کے جا چمن مین کہان ہے گریبان نہین

ای گل نئی قبا کی پہننے کا بطلان کیا
جبتک کہ آستین کسی پر چڑہی نہین

بحث جمال آپ نہ یوسف سے کیجیے
بازاریون سے ہفت مین قصہ بھی چکی نہین

ہم عاشقون مین اور کہین شہرہ اسوا ہوا
ای ترک شہر بات تری گیسو تک بھی نہین

اللہ رے میری دل سودا زدہ کا بل
جبتک کہ پیچ پہ تری گیسو چڑہے نہین

کیا بے حساب ہین ترے رنگین بیانیان
وہ شعر ایکدن بھی صبا کی پڑھی نہین

آنکھ سے آنکھ آج تک کیون ای قمر ملتی نہین
دل کبھی ملتا نہین جبتک نظر ملتی نہین

کہتے ہین سچ ہے عدم کی کچھ خبر ملتی نہین
ہم تو کیا ہین انکو بھی اپنی کمر ملتی نہین

سیر ہفت اقلیم اسکندر سے یہ ثابت ہوا
بیٹھ رہنے کو کہین جا تا بہر ملتی نہین

غوطے کھلواتے ہین یہ رہزن یہی کا ای حسین
تھاہ اک اک بات کی دو دو پہر ملتی نہین

دور کر شانہ یہ غفلت کا پردہ دور کر
کچھ تجھے اپنی خبر ای بیخبر ملتی نہین

آدمی درد محبت سے کبھی بچتا نہین
سانس لینے کی بھی فرصت بیشتر ملتی نہین

چھوٹی موتی کیطرف کب تک نکلتے ہین جوہری
بے صداقت آبرو ای بیگہر ملتی نہین

کھینچیے تصویر مضمون خیالی باندہ کر
گو دہن کی طرح سے اونکی کمر ملتی نہین

تو سچ کرتا ہے شب وصلت مین تیرا لوٹنا
کیا کرین اسدم جہری مرغ سحر ملتی نہین

قتل کر لیکن ذرا غصے کا عالم دیکھ لین
ایکدم کی مہلت ای بیداد گر ملتی نہین

آفتاب حشر بھی داغ جگر سے سرد ہے
آتش دل سے ذرا تارے سقر ملتی نہین

ہای کس صورت سے حال رفتگان معلوم ہو
کیا قیامت ہی کسیکی کچھ خبر ملتی نہین

تیغ حسنِ یار کی کیا تاب لائی آفتاب
منہہ پہ لینے کی لیی کسدن سپر ملتی نہین

دام مین ہی تا زمین بلبل کو لایا چاہیے
باغ مین چلکر رگِ گل سی کمر ملتی نہین

آدمی چاہی تو دیوا آسمان کو مار لے
نفس سرکش پہ مگر فتح و ظفر ملتی نہین

اونکی تیسی جو یاد آتی ہی تو کہتے مین ہم
کیا ہوئی مدت سی وہ سفاک گہر ملتی نہین

جیب کے ٹکڑے نہین مین پرچی ہین اخبار کی
قیس کو کسوقت لیلی کی خبر ملتی نہین

چاہیی بیجر تلاشِ یار از خود رفتگی
منزلِ مقصود بی قصد سفر ملتی نہین

بو ہی آنکھونکی کباب نرگسی ہی مین لذیذ
ساقیا ایسی گزک ہر جام پر ملتی نہین

گرگ عشق افسوس پہلو سی اوٹھا کر لیگیا
مدتون ہی یوسفِ دل کی خبر ملتی نہین

١٣٢ — ای صبا وا تیغ ہی جان کا صدقہ ہی دل
یہہ وہ دولت ہی کہ جو بارِ دگر ملتے نہین + — ١٤

کس منہہ سی کہین گناہ کیا ہین
توبہ سے روسیاہ کیا ہین

اللہ ہے عفو کرنے والا
مین کیا ہون مری گناہ کیا ہین

ای دوست تری گدا کے آگے
کچھ بھی نہین بادشاہ کیا ہین

تمسا کوئی بدچلن نہ ہوگا
یہی ہی عاشق تباہ کیا ہین

گوری گوری ہی اونکی صورت
اوسپہ گیسو سیاہ کیا ہین

یکسان ہین شیخ و گبر دونون
اپنے لیی خود تباہ کیا ہین

دیکھی کوئی حال اہل دنیا
یہہ لوگ بھی واہ واہ کیا ہین

اوترین اوسنے مقابلے کو
افلاک پہ مہر و ماہ کیا ہین

دوہومین تیغ نگاہ سکے ہین
یتورا سے کج کلاہ کیا ہین

شاہد ہین تری ستم کی لاکہون
دو چار اسکے گواہ کیا ہین

اللہ رے ان بتون کے انکھین | کافر جادو نگاہ کیا ہین +
کٹ جائیگی عمر چند روزہ | فکرین شام و پگاہ کیا ہین
اونکا تو جواب ہی نہین ہے | ماشاء اللہ واہ کیا ہین +
ای دل الفت کے جھگڑی مین | قاضی کیا ہی گواہ کیا ہین
دل ہی تو زیادہ اس سی ہونگے | یہہ نالہ و اشک واہ کیا ہین
پہلو مین نگار ہاتھہ مین جام | اسوقت تو بادشاہ کیا ہین

۱۲۳

اونکی آمد جو اسے صبا ہے
سب مطلب رو براہ کیا ہین +

۱۹

یہی عالم رہی بس موسم گل کا زمانی مین
بھرا ہی حسرتون سی جسقدر دل آشیانی مین
قیامت ہی کسیکو پیار کرنا اس زمانی مین
یہہ کیفیت اوٹھائی اوس بت بیدین سے کہانی مین
حریصو منسی بھلا کیا ہو سکے جو لعبہ مرزانی ہی
خدا کی فضل سی وہ دور سی ہم بھی پہ سیتو کا
شکار اہی جان تم کھیلو جہان چاہو دامن سے
نہ یوسف ہی نہ لیلی ہی نہ شیرین ہی
خدا ہی ہی تو اب یہہ منزلت ہو تم جہان مین
میں کو رنج دیکر اولی جیسے سکو ہی کرگئی
قفس مین کس لیی بیتاب ہو تنہا ہی ای بلبل
بنا ہی دیر و کعبہ کا سبب کیا جانیی کیا ہی

رہین آباد بلبل اپنی اپنی آشیانی مین
کبھی ہم رہ ہم نہونگے اتنی قارونکی خزانی مین
قضا کا سا اشارہ کھاہوا ہی دل لگانی مین
نہ رکھا فرق صوفی کیطرح سے حال لانی مین
لحد سے سینہ دیکر جا مین قارونکی خزانی مین
کبھی اپنا کھینچکر لیجا ینگی قاضی کو تھانی مین
نہ ٹھہری جا کے سیدہ رہی اپنی آشیانی مین
نصیبہ تقدیر ہم پیدا ہوئی ہین کس زمانی مین
بتونکو ہم نہین للہ کی کا نی ہین آستانی مین
جواب اپنا نہین رکھتے ہو تم بانکپنی مین
سوای خار و خس کی اور کیا ہی آشیانی مین
نہین ہی وہ خلل بندیکو خدا کی کارخانی مین

یہی جی چاہتا ہی صورت فانوس جلا دن
خدا جانے لگے کیون ویر اوس کافر کی لگن مین

شب قطرۂ انگور کی تم ہین شراب مین
دکہائی جو پہری یہہ آب تو موتی پیچہے دانی مین

گیا وہ صاف گہر کو آب جگے وعدے کو بہی ٹالا
یہہ کیا ہی کیون مین آجاتا ہون کافر کی باتین مین

قدم رکہہ دیکہکر بحر محبت مین قیس اۓ اہل دل
خطرہ ہے ڈوب جانیکا بہی دریا کی تہ مین

یہہ خود مین ہوکہ دن رہن پہر خود آرائی مین
بسمل ہو جاتی ہین دو دو پہر زلفین بنانے مین

تری سنجیدگی پر جان قربان اۓ کمان ابرو
ترازو ہو گیا تیر نگہہ دل کی نشانی مین

صبا جی چاہتا ہے بس گریبان چاک کرنے کو
کہین راحت نہین باقی فلک کے شامیانے مین

رنگ ہی اۓ ساقی سرشار قیصر باغ مین
پہول پتیان ہین تری مخمور قیصر باغ مین

دیکہکر رنگین ترا رخسار قیصر باغ مین
گل سب بلبل ہوگئے بیزار قیصر باغ مین

سایہ بہی اک غیرت گلزار قیصر باغ مین
بلبلون کو بہی یہی ہین خار قیصر باغ مین

باتین بلبل کو سنا شیدا اۓ رخ گل کو بنا
کبک کو چپکر دکہا رفتار قیصر باغ مین

صورت آدمیں جنت سے نکلتے ہین کہین
ابتو لایا طالع بیدار قیصر باغ مین

شاہد گل جو تیورن مین لدے ہین آکر
ابر تر رہتا ہے گوہر بار قیصر باغ مین

بلبلین گل سی خفا ہون قربان اۓ شوخ
سیر ہو جیسے جو آپ کی یار قیصر باغ مین

کسطرح چہرے کو لاکر جلوے سے دکہلا گیے
کیا بہار آئی ہے ابکی بار قیصر باغ مین

دیکہہ پائینگے میری سینے کی گر گلہائے داغ
بلبلین ہونگے گل کا ہار قیصر باغ مین

موسم گل ہین نہین جوش جنون کی ہی بہار
رنگ لاکر آئینگے سو بار قیصر باغ مین

اۓ صنم اللہ ری جلوہ ترا حیرت فزا
بت بنی ہین صاحب زنار قیصر باغ مین

وہ مریض کہوتی طبیعونکی بہتی آنکہین کہین کی
ہی مسیحا نرگس بیمار قیصر باغ مین

خلد مین اگر شراب خلد سے بہی اجتناب
جام مے ہی سے زاہد انکا قیصر باغ مین

قد ست بالا کا ہے دو بالا سرو سے
طرہ ہی سنبل پہ زلف یار قیصر باغ مین

چھوڑ مین سلطان عالم کی ہین یہہ کیفیتین
غیرت جم ہے ہر اک میخوار قیصر باغ مین

دیکھہ کر روے مصفا یار کا حیرت ہوئی
آئینے مین پشت بر دیوار قیصر باغ مین

ہی پی ابر بہاری یہہ مجلس آبرو
آگئے زیر سایۂ دیوار قیصر باغ مین

دیکھکر تیرے رخ رنگین کو اے رشک بہار
گل ہوے ہین باغبان پر بار قیصر باغ مین

صبحدم گلگشت کو آیا ہے وہ سرو روان
سبزۂ خوابیدہ ہو بیدار قیصر باغ مین

چاہیے وقت مسیحائی ہے اے روح روان
منتظر ہی نرگس بیمار قیصر باغ مین

تجھسے اور گل سے ہوئی بحث جمال اے غنچہ لب
[illegible] بلبل سے ہوئی تکرار قیصر باغ مین

۱۲۵ — ۲۴

نکہت گل سی صبا ہم مست رہتے ہین مدام
بادۂ گلگون نہین درکار قیصر باغ مین

مرغ تصویر اتری رخ سی گل احمر کس دن
سرو نکلا قد موزون کی برابر کس دن

ذکر بادہ نہین لاتا ہے زبان پر کس دن
منہہ کی کہاتا نہین واعظ سر منبر کس دن

گھر کیا ان تو نے نہ دین اے مرے دلبر کس دن
رکھیا روکے نہ مین عاشق مضطر کس دن

روز دو چار کے رونے کے صدا آتی ہی
راگ لاتا نہین یہہ چرخ ستمگر کس دن

شغل ہے دیکھتے ہین وہ مرے بیتابی کو
ہاتھہ رکھا نہین جاتا ہے جگر پر کس دن

تیری رفتار نے کس روز نہ آفت ڈالی
پاؤن آگر نہ پڑا فتنۂ محشر کس دن

خوب گل جیسے اڑ آئے چمن عالم مین
ہمکو غنچے کیطرح ہاتھہ لگا زر کس دن

کبھی اوس بت نے نہ پوچھا مرے دل کی آ کر
بھر گیا آئینہ لیکن نہ سکندر کس دن

چپ نہ ہو جاتی شکوہ مرا کرتے کرتے
کیا ہوا کچھہ تو بیان کیجیے کیونکر کس دن

ای فلک عمرِ دو روزہ مین تری عیش گئی
نہ گئی عرش پہ آہِ دلِ مضطر کس دن

آج پہ کیا ہی سدا سی چمنِ عالم مین
بلبلین تھین دلِ نالان کی برابر کس دن

آج کل باغ مین وہ سروِ سہی جاتا ہے
آفت آتی نہین بالا سے صنوبر کس دن

وعدۂ حشر پہ کیا جان مری جلتی ہی
اپنا دیدار کیا اوسنے مقرر کس دن

معرکہ روز کا ہی چرخِ ستم پرور سے
یا الٰہی یہ ستم دیکھیے ہو سر کس دن

کبھی دریا کہا ای شوخ کبھی ابر کہا
پھبتی سوجھی نہ تجھے دیدۂ تر کس دن

خط لکھا یار کو تو شوق جوابِ خط مین
آنکھیں جو درو کی نہ کین خونِ کبوتر کس دن

نا تنا ہی نہین پہلو مین دلِ خانہ خراب
دوڑ کے جاتے نہین ہم یار کے در پر کس دن

ہای کس یاس سی کہتا ہون شبِ فرقت مین
دیکھیے اوسنے ملاتا ہی مقدر کس دن

مدعا ہی مجھے بوسہ لبِ شیرین کا ملی
چیونٹیونکو مین کھلاتا نہین شکر کس دن

المدون آپ بہت رہتے ہین بگڑی بگڑی
دہوی جاتی نہین گیسوی معنبر کس دن

کس قدر طالبِ دیدار ہین اللہ اللہ
دیکھیے ہوتا ہی ہنگامۂ محشر کس دن

کیا قیامت تھی کہ قد سی تری دی تشبیہ
نسبتے ہم سرو کو سامنے کے برابر کس دن

رٹ لگی تھی رمضان بھر یہی ہم رندونکو
دیکھیے نکلے ہلالِ لبِ ساغر کس دن

۱۲۶

سچ دیتا ہی صبا کو فلک مینائی
لیجیے گا خبر ای ساقیِ کوثر کس دن

۱۳

یہ محو ہین کہ ذرا غم نہین ملال نہین
ترا خیال ہی اپنا ہمین خیال نہین

بہار آئی ہی مفلس ہین ہای مال نہین
شراب مفت دی اتنا بھی کلال نہین

یہ وہ نیک ہین کہ بدی کیطرف خیال نہین
کسی طرح کا کسی سی کبھی ملال نہین

طلوعِ مہر قیامت سی تو نہین ڈرتا
ہماری جام کو ای محتسب اچھال نہین

ملال کیلئے خلقت ہوئی ہی آدم کی
وہ آدمی ہی نہین ہی جسی ملال نہین

مجال ہی کوئی طوفان کو روک سکتا ہی
یہہ جوش عشق ہی کچہہ رود و گنگ او نال نہین

ہم آئینے کو بہی یون تو برا نہین کہتے
مگر تری رخ شفاف کی مثال نہین

کوئی حرم مین کوئی بتکدہ مین سمجہا ہی
جدہر ہی یار کسیکا اودہر خیال نہین

وہ رند ہین کہ جسے صیدگاہ عالم مین
سوا شکار بط مے کی کچہہ حلال نہین

یہہ ہم جلیس یہہ ہمدم ہین بزم ہستی تک
لحد مین کوئی کسیکا شریک حال نہین

حذر کی جا ہی مری دود آہ [illegible]
شکار دل ہی یہہ گرد رم غزال نہین

خرید ہی تو لگاوین ہم ایک بوسے پر
نہ لیجیے جیسے یہہ جنس دل وہ مال نہین

تلاش ہی مرض دل مین نوش آرزو کے
نصیب یار کی منہہ کا ہمین اوگال نہین

غضب کی ابلق ایام گشت کرتا ہی
وہ کون مزرع دل ہی جو پایمال نہین

اودہر رقیب ہین تم ہو اشارہ بازی ہے
ایدہر ہمین دیکہہ لین اتنا تحمل خیال نہین

مقابلہ کری وسعت مین وسعت دل سے
زمین تو کیا ہی فلک کی بہی یہ مجال نہین

وہ مست ہین کہ شروع بہار سی ہی یقین
ضرور ہم نہین یا ابکی کو زوال نہین

خدا نی دی ہی عجب منزلت محبت کو
یہہ بزم وہ ہی کہ جس مین صف نعال نہین

شباب کی سی کہان جہانک تاک پیری مین
یہہ آنکہین ہین وہی لیکن وہ دیکہہ بہال نہین

شرابیون کو بہلا عمرو زید سی مطلب
ہماری بزم مین حق ہی جدل و قال نہین

وہ ہم نہین جسے تو اے فلک بگاڑ سکے
کدہر خیال ہی اتنی تری مجال نہین

جفا و جور کا شکوہ نہین کیا جاتا
ستم نہین ہین کچہہ آپ سی ملال نہین

۱۴۶

صبا یہہ حال ہوا ہی غم محبت مین
ہمین ہین جان نہین پہر ہمین ہین جان نہین

۴۲

نظر بھی دیکھین تو ای قاتل تشبیہ نہین
سبزۂ باغ جہان کا رنگ بھی شمشیر مین تھا

١٢٨

کاتب قدرت نی اپنی دل لگی کی ای صبا
حرف الفت کی سوا لکھا نہ کچھ تقدیر مین

١٥

سینہ اور بچہ پڑھنے کی ہوا اچھی نہین
سب بے محابا گفتگو اچھی نہین

عرش تک نالے ہمارے جاینگے
چھیڑ چرخ کہنہ جو اچھی نہین

تن کو کیا دھوتا ہے دل کو پاک کر
ای نجس بہشت شو اچھی نہین

یار اپنی بات اپنی ہاتھ ہے
ہر کسی سے گفتگو اچھی نہین

شہر مین خنطل سے ہم دینگے مثال
خوی بد ای خوبرو اچھی نہین

مار ڈالا اشتیاق یار نے
اس قدر بھی آرزو اچھی نہین

گیسوی جانان کہان عنبر کہان
رنگ ناکارہ ہے بو اچھی نہین

جھک کے ملنا ہے برنگ شاخ گل
سرکشی ای سرو جو اچھی نہین

ڈھونڈھ اوسکو لیکن ای دل آہ سے
بے طریقے جستجو اچھی نہین

شیخ صاحب ہے برہمن ہٹ دھرم
کچھ کسی کی گفتگو اچھی نہین

چاہیے عقبے کی عزت کا خیال
[illegible] آبرو اچھی نہین

خانۂ دل کی ہی رونق عشق سے
زندگی بے آرزو اچھی نہین

سخت باتون کا ترے کیا دین جواب
بحث ہونے روبرو اچھی نہین

تجھسے بہتر ہے اندھیری قبر کے
ای شب غم خاک تو اچھی نہین

١٢٩

ای صبا آوارگی سے ہاتھ اوٹھا
خاک اوڑانے کو بکو اچھی نہین

١٦

فلاسفہ ترا نظارہ جسمال کرین
صفا سے جوہر آئینہ خیال کرین

جو لوگ ہین گبر و مسلمان نہ ذرا خیال کرین
خدا کی واسطے قضیے کا انفصال کرین

سپہ شہہ کمان تری آگی جو عرض حال کرین
مجال ہی نہین جنبش لب سوال کرین

عیان جو تیرے بزم شب وصال کرین
تو اخترونکو نقوش صحف فال کرین

صفا ہی برق مین اونہین آئینی ہی سی ہوی
کہ جب خیال ہی اپنی طرف خیال کرین

پس از فنا بھی یہی ہی جو بیقراری تجھ
بہشت سے نہ کہین اور انتقال کرین

شراب پیتین تو کیونکر حرام رہتی ہی
جو واعظونکو پکڑ کر ابھی حلال کرین

اندھیری راتون مین اکثر وہ آتے جاتے ہین
جو چاندنی مین چلی آئین تو کمال کرین

کبھی نظر نہ پڑی شاہد حقیقی پہ
جو ان بتونکی طرف ہم نہ دیکھ بھال کرین

ہماری اونکی بھلا شکوہ و شکایت کیا
خدانخواستہ آپسمین کیون ملال کرین

جہان بھر سی نرالا ہی ان بتونکا طریق
سپید وہ ہین خضر سی آئین تو اونسے جدال کرین

وہ ساقی سی جو گھٹا کہ آتی آتی ہین
ہما امر نزع مستی نہ پائمال کرین

یقین ہی ترک فلک بھی حلال ہوجائے
شراب پی کی وہ آنکھین جو لال لال کرین

خضر کو رہبری گمرہان مبارک ہو
دو روزہ زیست مین کس کس کا ہم خیال کرین

نہ پائینگی کبھی رندون کی وجد کا انداز
تمام عمر جو صوفی غریب حال کرین

١٤

صبا کدورت خاطر سی دشت وحشت مین
طناب عمر کو موج رم غزال کرین

١٥

جنون مین محو تماشائی لالہ زار ہون مین
طلسم بند ہون وابستہ بہار ہون مین

نہ اہل زر سی ملونگا وہ خاکسار ہون مین
کرونگا میل نہ ذرے سے وہ غبار ہون مین

فقیر مست ہون اونکی شراب خوار ہون مین
وہ جام دی مجھی ساقی جم اقتدار ہون مین

مری نجات کچھ ان واعظونکی ہاتھ نہین
بڑا کریم ہی جسکا گناہگار ہون مین

پیس ڈالیکا مجھی آپ کا کوہ تمکین
قابل اس بوجھ کی بندیکا تن و توش نہین

تھمنے طوفان اوٹھایا ہی ہین گرندہ
کہ ن دل ہی آپ گمر گوش نہین

نکہت گل کیطرحسے چمن عالم مین
حائل یار تعلق مین سبکدوش نہین

۱۳۵ — ۴

ای صبا گلشن و دیر و حرم و میخانہ
کونسی جا وہ عطا پاش خطا پوش نہین

تقدیر شکل ہجر کی تکتی ہی وصل مین
رہ رہ گئی باتین آنکھہ بھر کی ہی وصل مین

جلتا ہون سنکی یار سی باتین نفاق کی
کیا آتش فراق بھڑکتی ہی وصل مین

ہم کیون نہ اپنی یار کو گل پیرہن کہین
پھولی ہزار جاسے مسکتی ہی وصل مین

۱۳۶ — ۶

پربال اپنی مردم دیدہ ہین ای صبا
آنکھون مین شکل غیر کہٹکتی ہی وصل مین

نشترون ہی دل بلبل کو لہو کرتی ہین
کیا رگیون مین شجر گل جو نمو کرتے ہین

جب مین کہتا ہون کہ دل چھین گیا اپنا سے
تار باتون کا لگا کر وہ رفو کرتی ہین

شانی کیطرحسے ہوتا ہی دل اپنا صد چاک
فرق اون گیسوؤنکی جب سر مو کرتی ہین

چشم پر آب سی ہم بھی چمن عالم مین
سیر گل مثل حباب لب جو کرتے ہین

خون دل آنکھون مین بھر لاتی ہین سیاقی کی نگاہ
خالی دو جامون مین ہم ایک سبو کرتی ہین

۱۳۷ — ۵

شکل عشاق سی کس وجہ چھپاتی ہین حسین
منہ سیکا نہین یہہ آئینہ رو کرتی ہین

بیدار ہی فراق ہی شوق وصال مین
ممکن نہین ہی خواب کا آنا خیال مین

دل لخت لخت ہوتا ہی عسرت کی حال مین
کثرت سی لعل ہوتی ہین کوہ ملال مین

وحشت جنون مین آگئین آنکھین جو اونکی یاد
بہاگا مین خاک ڈال کی چشم غزال مین

حسرت ہی کبھی نہ ہوئی تجھے لب بلب
ہین راست باز حال شکستہ مین اہل حرف
نعرہ زن دل ہی عشق مژگان مین
دست وحشت سنے کی دراندازی
دانت پیسو نہ محو دندان ہو

وله

نیت لگی رہی تیرے منہ کی اوگال مین
پایا نہ پیچ کا سنہ چینے کے بال مین
شیر کو بھی نہ کیون نیستان مین
نہ ملا ربط جیب و دامان مین +
گھنگیان دو ہین رشتۂ جان مین

وله

۱۳۸ ہم دیر و حرم کی منزلت برابر سمجھے ہین
خدا جانی کسی یہہ ناسمجھ اس سب سمجھے مین ۱۴

تم نہ اک رنگ مین ای یار نظر آتی ہو
کہین گل اور کہین خار نظر آتی ہو

قابل دید نہ تم ای یار نظر آتے ہو
چشم بد دور طرحدار نظر آتے ہو

صد تمنین کرتے ہو ای جان ہزار ارمان
تم بھی شکل سی بیمار نظر آتے ہو

بھول جاتا ہون مین فرقت کے گلے او شکوے
شکر کرتا ہون جب ای یار نظر آتے ہو

آئینہ دیکھنے کو جب نہین ملتا تمکو
اپنی تم تشنۂ دیدار نظر آتے ہو

کہتے ہو ہم نہین کرتے ہین کوئی غمزہ کیش
جان تک لینے کو طیار نظر آتے ہو

خون کس عاشق کشتہ کا چڑھا ہی سر پہ
رنگ لائی ہوئی ای یار نظر آتے ہو

بند ہو جاتی مین رستے کہین جو انو نسی
بال کھولی سر بازار نظر آتے ہو

رہتی ہی آنکھ پہر آپ کو کنگھی چوٹی
اپنی زلفون مین گرفتار نظر آتے ہو

خوف سی برج مین جلاد فلک چھپتا ہے
تم جو باندھے ہوے تلوار نظر آتے ہو

سنبلستان ہین مری جان سر تربت عشق
زنخ گل رنگ سے گلزار نظر آتے ہو

آبرو حسن کی دولت سی ملی ہی تمکو
رنگ کندن سا ہی زردار نظر آتے ہو

کیا ہی ہی یار کھٹکتے ہو مری آنکھون مین
ای گلو باغ مین تم خار نظر آتے ہو

شان ہے گیسو نے قسمت آپ مین سرو اسکے
سبزۂ خط سی نمودار نظر آتے ہو

اے معشوق زمانی مین کہان ملتے ہین
پیار کر نیکے سزاوار نظر آتے ہو

دونون گیسو ے عاشق ہین کمند پہین
پیچ مین لاوگے عیار نظر آتے ہو

شب الفت مین صبا ہی سیہ ہمتا رادہیہ
ذوق کے آثار ہین ہمارے نظر آتے ہو

139

21

تھی شہادت کی خوشی ایسی مرانا شاد کو
مین ہلال عید سمجھا خنجر جلاد کو

لشکر غم مین گہرا دیکھا جو مجھ ناشاد کو
موج اشک انکہو نسے آگئی ہی مری امداد کو

مجھکے مین حشر کی جاونگا مین فریاد کو
لوٹ جاونگا پکڑ کر دامن جلاد کو

اوڑ چلا وہ طائر دل کو مری کرکے آہ
قید بلبل ہو گیا پر لگ گئی صیاد کو

رشک آتا ہے ترے در کے گدا پر ای صنم
غوث کو مجذوب کے ابدال کو اوتاد کو

غیر کو آوارہ تک قوتی سنانی چھوڑ دی
سن لیا اللہ نے ای بت مری فریاد کو

ارش جب کانپی زمین کو زلزلہ سا آگیا
مر گیا لیکن نہ بھولا چرخ کی بیداد کو

عالم تجرید ی معصوم کی تھا ہمنشین
ہی خط تقدیر ہاتھی پر الف آزاد کو

آہ ے مجہبہ بلبل کے سنکر یا غمین غشن ہو گیا
نکہت گل سے سنگہایا لخلخہ صیاد کو

یارکی دل مین ہماری آہ نی تاثیر کی
موم پتھر کو کیا پانی کیا فولاد کو

ساقیا میخانۂ عالم مین ہی پیکش ہی تکین
ابر رحمت ہی بہرا دامان تر زہاد کو

بھول کر ہمکو نہ اوس نے بہ پیہ پوچھا کبھی
رکہہ دیا ہی طاق نسیان پر ہماری یاد کو

وصل مجہبہ کو اونکو ہیبہ ہو تا ہی نصیب
کرتی ہی جذب محبت مجتمع اضداد کو

عارضی ہی عشق بلبل حسن گل ہی بے ثبات
ہی خزان اک دن بہار گلشن ایجاد کو

ہمو جو دعوی ہمسری کا سرو قد یار سے
کاٹ کر گلشن سی باہر پہینکدن شمشاد کو

بجوش وحشت مین یہی ہی بس کہ گریبان پھاڑ کر
لکھنؤ سے چلیے صحرا ای جنون آباد کو

لکھی ہی طفل دبستان کیا مری خط کا جواب
جو مٹا دی صورت حرف غلط اوستاد کو

باغ عالم مین گل وحدت نی دکھلائی بہار
یا ب گلشن موت کا گھر ہو گیا شداد کو

تھرتھرا تھوڑا سا صدمہ بھی ضعیفونکی لیے
زلزلہ موج ہوا ہی خانہ برباد کو

سر مرا لٹکا کی وہ جامی سی باہر ہو گئے
بی کفن رکھا مجھے خلعت دیا جلاد کو

۱۶ یہہ دعا اللہ سی ہی فصل گل مین ای صبا
باغ بلبل کو مبارک ہو قفس صیاد کو ۱۵

نہین ساری سی کچھ بھی ہمسری سرو لب جو کو
کہون طوبی تو زیبا ہی تمہاری قد دلجو کو

قرار اک دم نہین ہی دیدۂ غم بین مین آنسو کو
نہین آرام گہوارہ مین بھی اس طفل بدخو کو

کیا تسخیر اعجاز محبت سی پری رو کو
فسون عشق سی کیلا ہی مینی مار گیسو کو

عجب ہی کسطرح قابیل نی ہابیل مارا
کوئی بھی اپنی ہاتھون توڑتا ہی اپنی بازو کو

ہوا اسکی تقتیل چشم کا جسوقت وہ کافر
اوٹھایا مردم دیدہ نی سیر پر تیغ ابرو کو

جھلک سا نپ اپنی ہانبون سی کیچلی ہین
اگر مو باف کی حاجت ہو اوس کافر کی گیسو کو

بہت سی ہی ہمنشین مجھکو بلی اک دل لگی جانی سی
غم و درد و تاسف نی کیا آباد پہلو کو

منغرم صید بازی جب نظر کی جانب صحرا
گرایا خال چشم یار نی گولی سی آہو کو

مسخر مردمان چشم کی مانند ہو جاتا
جو دیکھا سامری نی یار تیری چشم جادو کو

قیامت ہی بغیر اوس سرو قد کی سیر گلشن کی
سمجھتا ہون قد آسو مین قمری کی کوکو کو

درکوش چشم زلف سیہ مین یاد آتا ہے
چمکتی دیکھتا ہون جب شب تیرہ مین جگنو کو

تکلف کیا ست تب جو صحبت مین نیند آتی ہو سونی
عوض تکیے کی رکھہ لیجیے سرہانے تیری زانو کو

ہوئی منظور دیکھی چشمون مین کیا شان پری رو کی
گرا آنکھون سی تو ہمنی لیا دامن مین آنسو کو

حلم ہی بحر کا درگاہ مین منت بہہ مانی ہی
چڑہا تون نذر کا غنچہ جو دیکھون اوسکی بارگو

۱۴۱ — ۲۱

گئی وہ دن کہ بوسون سی ہماری لب معطر تھی
صبا ابتو ترستی ہین گل رخسار کی بو کو
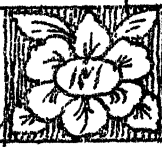
الفت خط سے ملا کوچہ جانان مجھکو
سورہی پری و یا ملک سلیمان مجھکو

اپنی رونی پہ مجھی آپ ہنسی آتی ہے
دم گریہ ہی خیال لب خندان مجھکو

ساکن دیر ہون اک بت کا ہون بندہ ہمدا
تو وہ کافر ہین جو کہتے ہین مسلمان مجھکو

خط بیان تک اوسی لکھون کہ کرون سینکہ قلم
ہاتھ لگ جائی اگر دشت نیستان مجھکو

جیتی جی مرگیا مین کرکی خیال انجام
نظر آیا جو کبہی گور غریبان مجھکو

رہا سوتی ہین بہی اوس الف پرشاں کا خیال
رات پہر آئی نظر خواب پریشان مجھکو

داغ پروانہ نہ اس طرح سراپا دیتا
یار سمجہا ہی مگر سرو چراغان مجھکو

مین تو رکہتا تہا قدم بہی نہ چمن سی باہر
ای جنون تو نے دکہایا یہ بیابان مجھکو

رات آتی ہی تو یاد آتی ہی وہ زلف سیاہ
دن کو رہتا ہی خیال رخ تابان مجھکو

۱۴۲ — ۲۲

ای صبا بعد فنا بہی ہی یہ خالق سی دعا
عوض خلد سے ملے کوچہ جانان مجھکو

ای بتو ہیہان اگر جانب فریاد کرو
وہ ستائین تمہین نالی کہ بہت یاد کرو

جان جان پیش نظر حسن کی روداد کرو
انکہون سی آتی ہی فرد یہ تم صاد کرو

ای بتو روز ہزارون ستم ایجاد کرو
بندہ موجود ہی تم شوق سی بیداد کرو

گل دستار جو میرا دل ناشاد کرو
طرہ طوبیٰ پہ ہی ای غیرت شمشاد کرو

ناز و انداز سی ہر روز وہ فرماتی ہین
جور تازہ کرو طرفہ ستم ایجاد کرو

ہی جنون مین ہی ہیم مرے جانے بخیر کا غل
قیس سکے روح کا صدقہ مجھی آزاد کرو

منصف ہون شیخ و گبر دل مین | قصہ چکاپ ہائے فیصلا ہو
دوزخ کو بھی مات کر دیا ہے | ای سوزش دل ترا بُرا ہو
مسند کیسی فقیر ہون مین | تھوڑی سی جگہ ہو بوریا ہو
کہتے ہین وہ میرے دیکھنے پر | دیکھو کوئی تو نہ دیکھتا ہو
معلوم ہین واعظون کی باتین | اوس سے کہین جو نہ جانتا ہو
یارو سمجھاؤ اوس صنم کو | کیسے تم بندۂ خدا ہو
گلچین ممکن ہے پھول توڑے | بلبل نالہ بھی جانتا ہو
کس سے مانتا ہے دیکھنا او دل | غافل ایسا نہو دغا ہو
سن لے کبھی مجھ فقیر کی بھی | اللہ کرے ترا بھلا ہو
یہ حال ہے نقد دل کو کھو کر | جیسے کوئی لٹا ہوا ہو
اولٹی اولٹی نہ کیون ہون باتین | تیر شہ ہے تیر سے خفا ہو
نازہ باہر سمجھے نہین ہے | جب چاہے اجل کا سامنا ہو
اللہ کرے نامۂ عمل پہ | تیرا نقشا کھچا ہوا ہو
اے یار کبھی تو کام آدے | اتنی مدت کے آشنا ہو
ابرو سے چشم سے نگہ سے | آفت ہو قہر ہو بلا ہو
کب سے امید و بیم ہین مین | جو کچھ ہونا ہو یا خدا ہو
کچھ رحم بھی ہے خدا خدا کر | بندے سے صبر تا کجا ہو

۱۳۵ پڑھتے ہو صبا بتون کا کلمہ
کہتے ہو بندۂ خدا ہو ۲۵

جوتا وہ سے باغ جو برباد ہو | گو سے مہ ہو گلچین ہو یا صیاد ہو

مجھسا عاشق [illegible] بیداد ہو | تم نہ ہے سفاک ہو جلاد ہو
کو نہ جانان سے مطلب ہی نہین | دیر ویران ہو حرم برباد ہو
قید مذہب واقعی اک روگ ہی | آدمی کو چاہیے آزاد ہو
دور دور محتسب ہے ساقیا | ہاے کیونکر میکدہ آباد ہو
کب سگے ہین آپ تو غیرونکے ہاتھ | بندہ پرور آپ غلام آزاد ہو
یہ تمیز اللہ دی صیاد کو | باغ ویران ہو قفس آباد ہو
سرو قدون سے اگر پالا پڑے | خوب سیدھا باغ مین شمشاد ہو
آئینہ دل کا جو دکھلا دون انھین | جا ہی حیرت ہو عجب روداد ہو
تم وہ ہو مر جائین تو بھی غم نہو | عیش ہو عشرت ہو خوش ہو شاد ہو
گنبد گردون پہ ای دل آہ سے | کچھ نہ کچھ آفت پڑی افتاد ہو
موت ہنستی ہی خضر کے حال پر | تا کجا ہستی سے بے بنیاد ہو
موسم گل ہو جنون کا جوش ہو | جا بجا حداد ہو فصاد ہو
کان رکھ کر وہ مرے نالی سنے | زلف دود شعلہ فریاد ہو
مین وہ بلبل ہون جسے نزہت ہین ایک | باغ ہو یا خانہ صیاد ہو
نذر سر کرتا ہون مین ای شاہ حسن | حکم ہو جلاد کو ارشاد ہو
رنگ لایا ہی لڑکپن آپ کا | نوبہار گلشن ایجاد ہو
کیا قیامت ہی برا ہو موت کا | ہم نہ ہون یہ عالم ایجاد ہو
بار اٹھایون او تھین محشر کو ہم | ہاتھ ہو اور دامن جلاد ہو
ظاہر و باطن ہیت ای دل فرق ہو | بت بغل مین ہو خدا کی یاد ہو
ان بتون کو خدا غارت کرے | آیہ ہوات یہ عاشق ناشاد ہو

پیش خدا عزیز ہی موتی غریب کا
دو چار گز کفن نہو وہ گز زمین ہو

تمکو چمن مین دیکھکے کیون رنگ گل اوڑا
کیا سیر ہی کچھ اور تماشا کمین نہو

انجام بین کو خاک نہین لطف زندگی
مرنی کا وہم یہان تا نفس واپسین نہو

دیتا ہی اوس حبیب کو گلگشت کا خیال
واعظ برنگ لالہ و گل یاسمین نہو

کوکاوہون پہ قصد ہی کوہ وقار سے
وہ بوجھ ڈالئی متحمل زمین نہو

۲۹

وہ حال دل کا ہی جو صبا ہم بیان کرین
اللہ جانتا ہی بتون کو یقین نہو

۲۳

دنیا ہی بادشاہ کا سودا ہی سر کی ساتھ
انجام ہو بخیر کہ شر ہی بشر کی ساتھ

سب مجھسے تم ملو جو محبت ہی زر کے ساتھ
ممکن نہین صفائی دلی اس کدر کی ساتھ

رہتی تو ہین رقیب بہت اوس قمر کی ساتھ
معلوم ہو جو نالۂ دل ہون اثر کی ساتھ

گردش سی آسمان کی چکرا رہی ہین ہم
کشتی ہماری گھوم رہی ہی بھنور کی ساتھ

ہنستی ہوتی کو دیکھکر آجاتی ہی ہنسی
قاتل بھی ہنس پڑا مری زخم جگر کی ساتھ

جنت مین چین کبھی ہمت سی ہی بعید
جلنی کا لطف اوٹھائی اہل سقر کی ساتھ

عشق غبار خط مین رہی آبرو کا دھیان
ہی لطف اس سفوف کا آب گہر کی ساتھ

صبح شب وصال ہی کیون نعرہ زن نہون
پڑتی ہی ہو گری مری دل پہ گجر کی ساتھ

سب چلے مثال رنگ جوانان باغ کا
گلگشت کو چلین جو چلو تم نگر کی ساتھ

شیرین لبون کی عشق مین اگر دمن نقش سے
کولہو مین عضو تن تہ پڑین نیشکر کی ساتھ

پٹکا ادا سی باندہ کی کیا پیچ کر گئی
دل آ گیا لپیٹ مین اونکی کمر کی ساتھ

کھلتی نہین حقیقت عشق ہنر ہ مین
کرتی ہی چھیڑ کیون رگ جان نیشتر کی ساتھ

پہیرے مین ہون لغ عشق ہو مدار نالہ کیلا
یہہ چاند ہو غروب طلوع سحر کی ساتھ

ساقی بغیر سو گئے کے کانٹا ہوئی نگہ
رونے پہ ہم تلے ہوئے ہین ابر تر کی ساتھ

مرنے پہ بھی ہی جو حرارت ہی عشق کے
کیا دیکھیے کرے دل سوزان شرر کی ساتھ

ہیاہ و حشم کا کام نہین اہ عشق مین
وزری بھی ہون بلند نہ گرد سفر کی ساتھ

دل کی سبب سے جسم کی مٹی ہوئی خراب
آئی بلا صدف پہ بکلک گہر کے ساتھ

نخل حیات کی لیی سم ہی سموم عشق
کیا لاگ اس ہوا کو ہے اس شجر کی ساتھ

ہمدرد ہو تو نالہ دل کی بہار ہے
بلبل کو چھوڑدے کوئی مجھ نوحہ گر کی ساتھ

اہل جہان تو کیا نہ دبا آسمان سے
کس نوک جھونک سی ہین رہا او قمر کی ساتھ

دنیا سے چلیے لیکے گناہونکی بہیر بہاڑ
دوزخ کو جائیے تو بڑے کرو فر کے ساتھ

زلف پری کیطرح جو بیچان ہوا نصیب
دل بستگی سی ہو گئی اہ جگر کی ساتھ

۱۵۰

اللہ ری شوق منزل مقصد کا ای صبا
تھک تھک گئی ہوا مری گرد سفر کی ساتھ

۲۱

کیا منہہ مری طرح سی جو ہو ششدر آئینہ
ہی عاشقون مین یار کی اک کمتر آئینہ

چہٹتا نہین ہی ساقی خود بین کی ہاتھ سے
کشتی می کا ہو گیا ہے لنگر آئینہ

دید صفائی رخ نے ہوا پر چڑھا دیا
اور اس غیرت پری کو ہوا شہپر آئینہ

ثابت ہی خون عاشق خط عذار یار
رکھتا ہی جوہروں سے خط محضر آئینہ

گر ہمسری کریگا کف پای یار سے
توڑیگا اپنی ہاتھ سے اسکندر آئینہ

کیفیت شراب جو صورت پذیر ہے
مجھ رند بادہ نوش کا ہی ساغر آئینہ

صورت کا آشنا نہ ہو معنی کی دید کر
ای خود پسند دیکھ نہ بن ٹھنکر آئینہ

دیکھے جو روے یار تو ایسا حجاب ہو
دکھلا ہی منہہ کسیکو نہ تا حشر آئینہ

تاثیر عشق مصحف رخسار دیکھنا
کاغذ کی شکل ہو گیا ہی لاغر آئینہ

۵۲ — ۱۵

مہمانیان متونکے ہین کرتا ہوا ای صبا
دیتا ہی جب مجھے مرا پروردگار دیکھ

تصویر اپنی چاند سے ای نوجوان دیکھ
آئینہ لیکے ہاتھ مین خالق کی شان دیکھ

اپنی ستم کا لطف ذرا ای جوان دیکھ
کیا کیا تڑپ تڑپ کی نکلتی ہی جان دیکھ

ایسا نہو کہ نکہت گلشن اور رنگ لاے
رہ رہکے یون گلون کو نہ ای باغبان دیکھ

ممکن نہین کہ یون در مقصد تجھے ملے
اس جنس کی تلاش مین اک اک دکان دیکھ

بیجا ہی بام یار سے دعوائے ہمسری
اپنی ذرا بساط تو ای آسمان دیکھ

ای یار حال الفت مژگان ہی دیدنی
کیسے جگر مین تیر گئی یہ سنان دیکھ

جاتا ہے میرے پاس سی کیون ای خیال یار
پائیگا پھر نہ خانہ دل سا مکان دیکھ

ہم دین دعائین تجھکو تو دی گالیان ہمین
اپنی زبان دیکھ ہماری زبان دیکھ

کیا دیکھتا ہی قتل کر ای نازنین ہمین
اتنا ہی آپ کو نہ بنا نادان دیکھ

غافل یہہ جانیے کہ نشانی ہی موت کی
جس جا زمین پر تو لحد کا نشان دیکھ

ممکن نہین کہ تیری فرشتون سے بھی بنین
تا حق بگڑ نہ جای کہین انسان دیکھ

ایسا نہو کہ یار تو پچھتای بعد ازین
اچھا نہین ہے عاشقون کا امتحان دیکھ

لیلیٰ سے اسکے عرض ہو ناقے کو روک کر
مجنون غریب ساتھ ہی ای ساربان دیکھ

کیا کیا دکھاے رنج والم تو نے ای فلک
ہے تو بگڑ رہی بہت مری آن بان دیکھ

۵۳ — ۱۶

کب تک یہان کی سیر کریگا تو اے صبا
لے چل جلد اس جہان سی اب وہ جہان دیکھ

تخفیف جور دام بلا ہو تو جانیے
کوتاہ اوسکی زلف رسا ہو تو جانیے

حسن ای جنون جو عشق نما ہو تو جانیے
جامہ کسی پری کا قبا ہو تو جانیے

نہ کیونکر اکل ہو روے شمس و یار کے آگے
فروغ ماہ ہو گیا روبرو مہر درخشان کے

خدا بھی بے نیاز اور بت بھی بے پروا ہیں شدت سے
سمجھتا تا ہے رونا حال پر گبر و مسلمان کے

۵۶
مزا دیتے نہیں بعد فنا بھی خلد کے میوے
صبا بوسے وہ لینے یاد ہیں سیب زنخدان کے
۱۰

مرے حال پر ترحم کرتا نہیں ہے
خدا سے بھی اس بت تو ڈرتا نہیں ہے

کہوں کیوں نہ میں عرش کا اوسکو تارا
وہ مہ بام پر سے اوترتا نہیں ہے

سپارے ہیں ترے مصحف رخ کو بوسے
مسلمان ہے بندہ مکرتا نہیں ہے

کروں ہجر ساقی میں کیا بادہ نوشی
کہ پانی گلے سے اوترتا نہیں ہے

پتا کوچے قاتل کا دیتا ہوں قاصد
کوئی اوس طرف سے گذرتا نہیں ہے

رکھے ظرف کیا کوئی کم مایہ ہو کر
حباب آب دریا میں او بھرتا نہیں ہے

قضا کی نشانی ہے الفت بتوں کی
وہ جیتا ہے جو اس پہ مرتا نہیں ہے

نہیں دزد کو کام خوشبو کے زر سے
کوئی جیب گل کو کترتا نہیں ہے

نہ دیکھا کسی ہمنے طامع کو سیر کر
کبھی پیٹ ظالم کا بھرتا نہیں ہے

۵۷
صبا بیٹھ رہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر
کوئی کام تجھ سے سنورتا نہیں ہے
۱۰

عاشق قد ہوں کس کی یہ رفعت ہو گی
ساق پا عرش کی شمع سر تربت ہو گی

نالے کرینگے جو بندوں کو اجازت ہو گی
حشر ہو جائیگا ایجاد قیامت ہو گی

اے صنم وصل ترا مجھکو میسر ہو گا
پھر اگر عشق مجازی کی حقیقت ہو گی

حال انجام کا آغاز میں معلوم نہ تھا
کیا سمجھتے تھے محبت میں مصیبت ہو گی

مجھسے باتیں نہ نقلی کی کیا کر واعظ
قامت یار سے بڑھ کر نہ قیامت ہو گی

مخزن انسان نکہت جسم کی طینا ہے پر
ایکدن خاک یہ مٹی کی عمارت ہوگی

او سجھے او سجھے نہ شب وصل مین باتین کیجے
دام غم جان کو ہوج می عشرت ہوگی

ہی شب وصل مین گھڑیال کا بجنا موقوف
صبح ہو جائیگی تو کیا مرے نوبت ہوگی

قامت یار کے عاشق جو اوٹھینگے مرکر
حشر مین حشر قیامت مین قیامت ہوگی

لاش کو دفن نو کرو جو کیا ہے مجھے قتل
دیکھ لیگا کوئی مفسد تو قباحت ہوگی

آپ ہی اپنی ذرا جور و ستم کو دیکھین
ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

بغل گور مین بیتابئ دل کے ہاتھون
مر گئے پر بھی ہمین خاک نہ راحت ہوگی

جان جان ظلم ہے خاطرشکنی عاشق کی
کعبۂ دل کو جو توڑوگے تو بدعت ہوگی

سخت جانی کی سبب شرم سے مین کہتا ہون
ہاتھ دکھ جائینگے قاتل کو اذیت ہوگی

مجھسے اک روز معلم سے بگڑ جائے گی
بحث ای طفل دبستان ترے آیت ہوگی

نہ ملا خاک مین ای چرخ دل سوزان کو
ذرون مین گرمی خورشید قیامت ہوگی

خون عاشق کی گواہی کی ائی محشر مین
تیغ جلاد کی انگشت شہادت ہوگی

۱۵۸

چاہیے عشق حقیقی نہ بتون کو دل دے
ای صبا دیکھ امانت مین خیانت ہوگی

۱٦

اوڑتا ہے مجھسے او ستم ایجاد کسلیے
بنتا ہے آدمی سے پریزاد کس لیے

دعوی جو عشق کا ہے تو فریاد کس لیے
یہ آہ آہ ای دل ناشاد کس لیے

ہر دم ہی تیز خنجر بیداد کس لیے
یہ ظلم و جور ای ستم ایجاد کس لیے

گر صورت مجاز و حقیقت معائنہ
پیدا ہوا ہے عالم ایجاد کس لیے

ہنسا گلونکی طرح گلستان دہر مین
عمر دو روزہ سمجھیے برباد کس لیے

قربان کیجیے اسے صدمے اوٹھا لیے
ای جان ہے مرا دل ناشاد کس لیے

کیا ای صنم تری دل حاشق مین جا نہ سیجئے
پہلو کیا رقیب کا آباد کس لیے

فرمائشین حضور نہ اغیار پر کرین
موجود ہی یہہ تابع ارشاد کس لیے

رونے کی جا ہی اس مین کسیکی ہو کوئی
ہنستا ہی میرے حال پہ صیاد کس لیے

اوس سرو قد کا عشق جو ہوتا نہ پیشوا
ہاتھی پہ کھینچتے الف آزاد کس لیے

کوچے سی اوس صنم کی ہوتی اگر مثال
بنتا بہشت گلشن شداد کس لیے

اوس سرو کی ہی زلف سی شانے کو مشورت
طرہ نہ سمجھے آپ کو شمشاد کس لیے

یہہ رنگ رخ ہی صورت تصویر عارضے
ای بت غرور حسن خداداد کس لیے

شہر ستان ہی ای دل نالان جمع ہو
پوچھیگا کون کرتا ہی فریاد کس لیے

یارب چمن مین کون سا بلبل ہوا اسیر
سجدے ہزارون کرتی مین صیاد کس لیے

١٥

طوبی سی بہی مثال قیامت ہی ای صبا
مصراع قد یار پہ ایراد کس لیے

١٤

بغیر ساغر فی اختصار مین گذری
عجب طرحکی قیامت خمار مین گذری

کبھی خزان مین کبھی نو بہار مین گذری
کب ایک سی چمن روزگار مین گذری

جنون کا داغ لگا گر چہ تھا اسیر ہوے
ہزار رنگ کی آفت بہار مین گذری

بتونکے عشق مین مجھکو ہلاک کر ڈالا
یہہ کیا مشیت پروردگار مین گذری

بہار خندۂ گل کی کبھی نہ بھولی گی
بڑی خوشی چمن روزگار مین گذری

کدورتونکے سبب دل رہا تہ و بالا
بسان شیشۂ ساعت غبار مین گذری

ہمارا طائر دل صید ہو گیا دم مین
ذرا بھی دیر نہ تمکو شکار مین گذری

عجیب شکل تھی اپنی سیاہ خانہ کی
حقیقتاً شب فرقت مزار مین گذری

ضرور تربت مجنون پہ گل چڑہا مین گے
جو اوسکی خیر سے فصل بہار مین گذری

فلک نے شام ہی سی بہور کر دیا میرا
نہ وہ گہڑی بہی شب انتظار مین گذری

ہزار حیف چمن مین جمانہ رنگ اپنا
برنگ برگ خزانی بہار مین گذری

بہار عمر دو روزہ پہ جا ہی عبرت ہی
گلو نسیہ کیا چمن روزگار مین گذری

چلے عدم کو نہایت بہ تنگ ہو کر ہم
نہ گنبد فلک کج مدار مین گذری

۱۶۰
صبا کوئی نہ پس مرگ پوچہنے آیا
کہو فرشتون سے کیسی مزار مین گذری
۱۳

وجہہ حسرت کلال کی ہوتے
دختر رز حلال کی ہوتی

کچہہ جو فکر مآل کی ہوتے
خوب صورت وصال کی ہوتے

آئینے مین نہ تمنے منہہ دیکہا
قدر حسن و جمال کی ہوتے

ابر آیا ہے دل تڑپتا ہے
ہمین بہٹی کلال کی ہوتے

کبہی آتی نہ روح قالب مین
گر خبر کچہہ مآل کی ہوتے

تم نہ آتے تو شب کو جادر سیہ
پوٹ گرد ملال کی ہوتے

کہتی ہی فوج آرزو دل سے
لوٹ قارون کی مال کی ہوتے

موسم گل مین اگر واعظ نے
بط می تاک حلال کی ہوتے

حیف مین اونکا آئنہ نہوا
خوب ہی دیکہہ بہال کی ہوتے

موت آتی جو عشق گیسو مین
مغفرت بال بال کی ہوتے

اونکی رفتار ناز او ڑا لیتا
کبک نے کچہہ تو چال کی ہوتے

توڑتے گر نہ آئنہ دل کا
روز صورت ملال کی ہوتے

۱۶۱
ای صبا پیش ابروی جانان
خاک رویت ہلال کی ہوتے
۱۵

تری نظر سے جو دور سے ابو تراب گرے
فلک زمین پہ ذرے پہ آفتاب گرے

تمہارے دور میں گر خاک پر شراب گرے
پڑے زمین پہ افتاد آفتاب گرے

جلو میں ساتھ جو مجھ سا نیاز مند ہو
سمند ناز سے تو ای غرور رکاب گرے

مزے میں دہر کے کیفیت الست مٹے
بلا سے جام پہ مست شراب ناب گرے

زمین نے بھی نہ مٹے عزیز کی اپنی
تری نظر سے جو ہم ای فلک جناب گرے

بغیر یار ہوئے بزم سے تہ و بالا
شراب غم سے بھی سیخ سے کباب گرے

حیا ہی یار اڑا دے ہماری آہوں نے
ہوا کچھ ایسی چلی پردۂ حجاب گرے

وہ شوق قتل ہمارا ہی ہو کے جاں بہ قتل
وہاں زخم سے تلوار کا لعاب گرے

وہ آفتاب چڑھے رات کو جو کوٹھے پہ
فلک پہ دیدۂ انجم سے ماہتاب گرے

تڑپتے یوں ہیں کہ ہے رونا فراق ساقی میں
کہیں نہ سقف کہن کیطرح سحاب گرے

ہوائے عشق کی جو کر سنے باغ عالم میں
ہزار ہا شجر گلشن شباب گرے

نہ کیجیو اشارہ بیقراری شب ہجر
پلنگ سے نہ کہیں وہ میاں خواب گرے

مثال نیر سے ہمیں بتوں کے تصویریں
الٰہی قصر دل خانمان خراب گرے

تری نگہ سے مرے ایک طائر دل پہ
ہزاروں بازگری سیکڑوں عقاب گرے

کہا یہ خط القدر چشم کو اے دل
تو شب سے فہم ستم تا ہم حساب گرے

ہو مہر سے ہے زمین چشم خوشنمائی کی
جو لوٹ کر ترے شبدیز کی رکاب گرے

ہو آب ہجر غبار جسم زار سے رشتہ جان
طناب موج سے کٹے خیمہ حباب گرے

گر چمن میں غور ہو فلک لباس سے ہمائیں
مثال برف حباب یہ سحاب گرے

چشم پر آب بھی ہی نشو و نما سا دل کی
... سر و نے باندھی ہی ہوا ساون کی

تختۂ سنبل گلشن ہے گھٹا ساون کے
عشق پیچان ہے ہر اک موج ہوا ساون کے

شعلہ زا صورت اژدر ہے ہوا ساون کی
کوہ غم ہی مجھے فرقت مین گھٹا ساون کی

ہی نسیم چمن خلد ہوا ساون کے
سجدا سایۂ طوبی سے ہے گھٹا ساون کے

گر سیون مین جو پریشان ہوئے ہم بادہ پرست
مانگے سر کمول سے ساقی نے دعا ساون کے

جھولا جھلوا ئینگے لیجا کے چمن مین تجھکو
رت کہین آئے تو اے حور لقا ساون کے

اپنی نظرون مین سب اندھیر ہے بی جام شراب
دیکھون کن آنکھون سے ساقی مین فضا ساون کے

دونون آنکھین مری روتی ہین یہ ہین یا وہ دو بھادون
ایک بھادون کی گھٹا ایک گھٹا ساون کے

خون تھا عاشق گریبان کا کیا شوخی سی
سینہ لگا کی مرے قاتل نے حنا ساون کی

سوزش دل مین جو روتا ہون مین بھر کر دم سرد
جیٹھ بیساکھ مین چلتی ہی ہوا ساون کی

دیدۂ تر کے ہین مضمون کہین اعلا تر
ابر و کچھ نہین پیش شعرا ساون کے

موسم عیش کو دنیا مین نہین کچھ وقفہ
کم ہی یان برق کی چشمک سی بقا ساون کی

بھاگتی ہے مینہ مری بارش چشم تر سے
چھپتی پھرتی ہی پہاڑون مین گھٹا ساون کی

ابکی منظور ہے ہم رند و نکو شہر قاضی سے
رت کہین پھیر سے لائے تو خدا ساون کی

۶۳

تو مرے الفت گیسو مین بہانا آنسو
ای صبا رات اندھیری ہی بلا ساون کی

۱۹

دیکھا یک باغ مین پہونچی جو اٹھلاتی ہوئے
کبک بہا سکے سامنے سے ٹھوکرین کہاتے ہوئے

پاون پھیلاتی ہین اب سوئے عدم جاتے ہوئے
پہلے کیا گھیرے تھے قالب مین روح آتے ہوئے

عشق کہتے ہین جسے وہ موت کا پیغام ہے
اونگھتے کو کچھ نہین ہے دیر سو جاتے ہوئے

تم ذرا پہلو سے اوٹھے ہم پھڑک کر رہ گئے
یون بھی دیکھا تھا کسیکا دم نکل جاتے ہوئے

ملا مری بیتابی دل یا جب تاب ای آئنے
نالے پہنچی عرش پر قصر فلک ڈھاتی ہوئے

منزل مقصد پہ ہم پہنچیں گی راہ شوق سے
خضر رہ جائینگے پیچھے ٹھوکریں کہاتی ہوئے

نزع میں ہم ہیں وہ کیوں ایسی میں آتی جاتی ہیں
فائدہ پھر قبر پر آئی جو پچھتاتی ہوئے

عقدۂ خاطر ہی بس اور ناخن تدبیر سے
عمر گذری ہی اسی گتھی کو سلجھاتی ہوئے

یوں نکل اس تبکدے سی ای دل غارتگر آ
صورت ناقوس بت رہ جائیں چلاتی ہوئے

چھائی جاتی ہو چمن میں سرو پر شمشاد پر
بوٹی سی قد پر یہ چلتا آفتیں ڈھاتی ہوئے

میکشو ابکی تو رنگ ایسا جمایا چاہیے
واعظ آئیں بیٹھیوں پہ ہولیاں گاتی ہوئے

وصل کا وعدہ بھی ہو سکتا نہیں ایسے ناز سے
منہہ تکا جاتا ہی کیا اقرار فرماتی ہوئے

ہی نسیم صبح کا عالم خرام ناز میں
سبزۂ خوابیدہ کو چلتی ہو چونکاتی ہوئے

غنچہ و کہیلتی ہیں اوس خورشید رو کی سامنے
دیکھی ہیں کیا کیا سنہری رنگ تتیاتی ہوئے

ہائی اب کیا کہکے سمجھائیں دل بیتاب کو
اونسی ہم کہتے رہی کہنا جو کچھ جاتی ہوئے

غنچۂ لب میری ایسا نہیں بات نکلا میں اسے
کیا شگفتہ ہو گیا دیکھا جو گل کہاتی ہوئے

ایسی مری نالو صدای صور کا دھوکا ہوا
مردی خوابیدہ اٹھ بیٹھیں گے گبراتی ہوئے

بار کیسے اوس بری سنبلہ پر پیشگی
چہرہ گلشن کو بٹھی پہ تم جو بال سلجھاتی ہوئے

مژدۂ فصل بہاری ای صبا مستانہ غیب
گو وہی لیکر آئیں گلرو نا چتی گاتی ہوئے

اذیت سے الفت میں حاصل ہوئی
رگ جاں مجھے تیغ قاتل ہوئے

ملاقات پریوں سی حاصل ہوئی
کشش دل کی تسخیر عامل ہوئے

بہت ہم نے کیے اختیار
کسی راہ سے طے نہ منزل ہوئے

دم رقص اوسنے جو کی زلف وا
تو زہرہ اسیر سلاسل ہوئے

دیا خاکساری نے ہمکو عروج
ترقی ہے منزل میں حاصل ہوئے

پردہ اوٹھہ جای موحد اگر انسان ہوجای
سب حقیقت ابھی کھل جای جو عرفان ہوجای

سحر وصل فطرت جو وہ پنہان ہوجای
نور آنکھونکا چراغ شب ہجران ہوجای

پی گلگشت جو وہ طفل دبستان ہوجای
بوستان دفتر اوراق پریشان ہوجای

ہجر مین چھوڑ نہ تنہا کہ حشر کا سامان ہوجای
کل جو ہونا ہی وہ آج ابھی الآن ہوجای

رات کو وا جو نقاب رخ جانان ہوجای
رخ پر نور کا ہالہ مہ تابان ہوجای

اشک ابنا سبب غرق گلستان ہوجای
سبزہ ہر قطرۂ شبنم سی جو طوفان ہوجای

بادشاہون کے لب گور سے آتی ہی صدا
مور کو بھی نہ ستائی جو سلیمان ہوجای

ای جنون آپ کو مین خاک کے پیوند کرون
چاک تھوڑا سا اگر دشت کا دامان ہوجای

وصل منظور کرو خط غلامی لکھدون
عہد ہوجای مرے آپ کو پیمان ہوجای

ہی پی مصحف رخ تار نگہ کا چلا
ہندوی زلف کہین اونکا مسلمان ہوجای

کہا ہی وہ ساقی مدہوش جو کیا بات یا ہی
حوت گردون طپش مہر سی بریان ہوجای

رقص مین ہاتھہ نہ اس طرح نکال ای قاتل
بزم عشرت نہ کہین گنج شہیدان ہوجای

لو نہین آنکھو تمہین اوس ماہ کو ہالی کیطرح
ایسی اک رات بھی ای گردش دوران ہوجای

آگی اس طرح سے پھر جاے سکندر تشنہ
ای خضر خشک ترا چشمۂ حیوان ہوجای

دانت پیسے جو وہ مجھ پہ تو مری موت آجای
قطع کھٹکے سے ابھی تار رگ جان ہوجای

کری وہ حور جو تیرون کا نشانہ مجھکو
گل فردوس ہر اک غنچۂ پیکان ہوجای

تیری دانتون پہ جو دل لوٹ ہوا ای حسن
رگ جان موجۂ آب در غلطان ہوجای

مرض ہجر مین جینی سے تنگ آیا ہون
موت آجاے تو مشکل مری آسان ہوجای

مشتعل آتش سودا جو دیوانونکی
رشتۂ شمع ہر اک تار گریبان ہوجای

الفت ابروی قاتل مین لہو روتا ہون
دامن تیغ نہ کیون دامن مژگان ہوجای

حال [illegible] ست گر کاتب اعمال لکھین
کاغذ نسخہ ہمی نامۂ عصیان ہو جاوے

ایکشب گر رخ جانان سی کرے کسب ضیا
روشنی چاند مین سورج سی دو چندان ہو جاوے

پاؤن پر گر ہون ایکبیع تیغ قاتل
استخوان عجز کا میرا سر میدان ہو جاوے

ق

[illegible] حسن کی خوبی سی اگر ہو آگاہ
خود وشہ مصر غلام مہ کنعان ہو جاوے

[illegible] کی بکھیڑے مین جو پڑ جائین
گلعذارونکو چمن خانۂ زندان ہو جاوے

[illegible] کے طرح خلد مین حورین گھبرائین
شیشۂ تسخیر کا پریون کے پرستان ہو جاوے

ای صبا ہون وہ سبکبار جو اعمال مین
سبب گل ہی سے سبک پلۂ میزان ہو جاوے

دولت سی ہین تمام چمن بر بہر ہوے
ہر گل ہی اپنی جیب مین یان زر بہر ہوے

لیتا ہی ہمہ عزیب کا خط کون یا تنک
ہین آج گل ہوا مین کبوتر بہری ہوے

آتی بہار ہوتی ہین دیوانی سنگسار
لڑکونکی جہولیونمین ہین پتھر بہری ہوے

آئینہ ہو صفائی مین غصے مین تیغ ہو
کیا کیا تمہاری دل مین ہین جوہر بہری ہوے

عالم مین گرد کلفت ایام سی خراب
اکثر پڑی ہین زنگ مین خنجر بہری ہوے

جاتی ہین آئینی کی طرح روبروی یار
آنکھونمین اشک عاشق مضطر بہری ہوے

کانٹونپہ لوٹتا ہون مین دیوانہ دشت مین
پاؤن کی جا لہو سی ہین چقر بہری ہوے

گولی کی صورت ہو تری ہاتھون جو نصیب
خالی کہینچے کر تو ستمگر بہری ہوے

ایسی سماتی تم مری نظرون مین ای بتو
دیکھو نکی جا ہین آنکھونمین پیکر بہری ہوے

سینے مین اپنی لیوین ال سوزان ہی تخت تخت
گلشن مین جیسے ہون گل آتش بہری ہوے

رہتا ہی مجھکو فرقت ساقی مین عیش مدام
ہین جام جی گلاب سی ساغر بہری ہوے

خوش قامتونکا ہی دل پر داغ مین خیال
اس باغ مین ہین سرو صنوبر بہری ہوے

۶۶ ۱۸

کیا کشمکش نے مضمحل جانا بہین ای صبا
اک جا پہ سوتے عاشق مضطر بہرے ہوے

کنارے جو او سنے خواہش شراب ہوے
تو سرو سیخ ہوا فاختہ کباب ہوے

عیان جو یار کی ہونٹوں کی آب و تاب ہوے
غریق سیل فنا موتیوں کی آب ہوے

فراق یار میں چشم اس قدر پر آب ہوے
خضاب عمر ہماری رگ سحاب ہوے

نہیں ثبات کسی شے کو دار فانی میں
ادہر بنی ہی عمارت ادہر خراب ہوے

وہ رند ہین میں کنارہ جو آب جو کی کیا
زبان ماہی دریا سے اضطراب ہوے

عذاب حشر کہاں پرسش گناہ کہاں
ذرا جو مہر تری اے فلک حجاب ہوے

بیاض صبح ہوا اپنا نامۂ اعمال
شعاع مہر درخشان تہ حساب ہوے

سحر میں ترپھونگا میں بادہ کش قیامت تک
جو لوح قبر نہ خشت خم شراب ہوے

بغیر یار کے گلگشت میں سیر رہے ہم
نسیم باغ ہوائی سرحاب ہوے

ہزار رشک سیاں تک مجہیں خدا لایا
مراد آئی دعا اپنی مستجاب ہوے

پی گزک جو ہوا گرم یار ساقی پر
کباب آتش جی سے بط شراب ہوے

ہلال ابروی قاتل نے معرکہ مارا
نیام شب میں نہان تیغ آفتاب ہوے

اوس آفتاب نے جس دن کیا قدم رنجہ
زمین کلبۂ احزان فلک جناب ہوے

خوشی سے ساتھ جو سویا میں اپنی یوسف کے
صدای قہقہہ مجھکو نفیر خواب ہوے

اوٹھا نہ پردہ غفلت ہماری آنکھوں سے
کبھی نہ دید رخ یار بے نقاب ہوے

اندھیری قبر کی دکھلائی جیتے جی مجھکو
شب فراق مری جان کو عذاب ہوے

دکھائی منزل عرفان طریق زہد ان سے
قلم شراب کی سیل رہ ثواب ہوے

سوال وصل کو جب یار برق وش نے تنسا
ہماری چشم صبا ابر کا جواب ہوے

باغ ہستی سی کیا خارج ہوای عشق نے | اوڑ گئے باد خزان لیکر برنگ بو مجھے
ہی کسی چشم امید ای یار تو بھی دیدۂ | کر نہ چار آنکھین ولا کر آئینہ آتش مجھے

ای صبا بدلی جواب خط کی اوس سفاک نی
توڑ کر بھیجے کبوتر کے پر و بازو مجھے

بندہ اب نا صبور ہوتا ہے | عفو ہووے قصور ہوتا ہے
وہ زمین پر قدم نہین رکھتے | حسن کا کیا غرور ہوتا ہے
دولت حسن کے لٹانے مین | خرچ کیا اسے حضور ہوتا ہے
سرمہ آنکھون مین وہ لگاتی ہین | دیکھیے کیا فتور ہوتا ہے
ہم ہین محبوب آپ ہین مختار | کہیے کس سے قصور ہوتا ہے
سایہ اوس آفتاب طلعت کا | دیدۂ مہر کا نور ہوتا ہے
خاک حاصل ہی اس سے مردون کو | زر جو صرف قبور ہوتا ہے
سیکڑون مین مدام سے زاہد | نعرۂ یا غفور ہوتا ہے
وصل ہوتا ہے نہ بوسے پر | اس سے کیا ای حضور ہوتا ہے
فکر کرتے نہین ہین دیوانے | باعث غم شعور ہوتا ہے
پرتو رخ سے اونکا جیب قبا | دامن کوہ طور ہوتا ہے
خوب عاشق کا پاس کرتے ہو | ہر گھڑی دور دور ہوتا ہے
ایک ہی نور کا زمانے مین | سو طرح سے ظہور ہوتا ہے
مجھکو ناحق حلال کرتے ہو | خون بہہ بے قصور ہوتا ہے
کشتی مے چلی تو ای ساقی | بحر غم سے عبور ہوتا ہے
ای صبا جب بہار آتی ہے | ہمکو سودا ضرور ہوتا ہے

فکر رنج و راحت سے کیسے | دوزخ کیسا جنت سے کیسے
بدلی اونکے عادت سے کیسے | اودی اپنی قسمت سے کیسے
ہر شے مین ہی اوسکا جلوہ | کثرت مین ہے وحدت کیسے
آپس مین ای گبر و مسلمان | ناحق ناحق حجت سے کیسے
الفت مین ذلت رکھی ہے | عزت کیسے حرمت کیسے
زہد زاہد لاحاصل ہے | بیگاری کو اجرت سے کیسے
سنکر میرے سینہ کوبی | بجرے وہ یہ نوبت سے کیسے
چشم وحدت بین کی آگے | آئینے کی صورت سے کیسے
مرجاوینگے ہم فرقت مین | رہ جاوینگے حسرت سے کیسے
عالم ہے ای مہرو تجھ پر | شہرہ نہین ہے شہرت سے کیسے
اور شیدین سے جب وہ صحبت سے | برہم ہوگی صحبت سے کیسے
مجنون ہوجا میری صورت | ای صوفی یہ حالت سے کیسے
دنیا کے جھگڑون سے چھوٹے | مرکر باقی فرصت سے کیسے
زلفون کے پھندون سے نکلے | ٹالی سر سے آفت سے کیسے

۱۵ فصل گل کے آتے آتے
ہوجاتی ہے وحشت سے کیسے ۱۶

بستر ہارا پاکی ایوان سے دور ہے | درویش آستانۂ سلطان سے دور ہے
صد شکر غیر کوچۂ جانان سے دور ہے | اک خار ہی کہ صحن گلستان سے دور ہے
یونہین اوڑا کرینگے گریبان کی دھجیان | جبتک کہ ہاتھ دامن جانان سے دور ہے
ہمسایۂ عاشق غریب ہے چیونٹی سے کوئی بار | مور ضعیف ملک سلیمان سے دور ہے

کیفیت شراب ہے پینا ہی پی سے نکلے
پاس ادب مجالس رندان سی دور ہے

کافر ہی وہ جو عاشق روی صنم نہین
رحمت خدا کی شکر قرآن سی دور ہے

کیا دولت وصال کی ہم آرزو کرین
بوسے ملے یہہ ہمت جانان سے دور ہے

نالی ہین عندلیب کے تاثیر چاہیے
صیاد ایکدم مین گلستان سے دور ہے

اوس بت سے پاس خاطر عاشق بعید ہے
آتی ہماری پاس یہہ جانان سے دور ہے

آتی ہی یہہ ہر ایک لب گور سے صدا
فکر مآل خاطر انسان سے دور ہے

اک خال نام کو بھی نہین روی یار پر
ہندو ہنوز کعبہ ایمان سے دور ہے

پڑھتا ہون شعر کوچہ جانان کے شوق مین
گلزار عندلیب غزلخوان سے دور ہے

رکھتے نہین ہین رسم محبت سی آگہی
راہ وفا طریق حسینان سے دور ہے

فصل جنون ہی جامہ دیکھی ہر بار ہے
ٹوٹے وہ ہاتھ جو کہ گریبان سے دور ہے

۱۷

کہتے ہین جسکو منزل عرفان وہ ای صبا
ہندو سی ہی بعید مسلمان سے دور ہے

۱۷

افتادگی سی خاک سر اپنا اوٹھائیے
ممکن نہین کہ نقش کف پا اوٹھائیے

کیون پیچ اوسکی زلف سیہ کا اوٹھائیے
کاہیکو صدمہ تپ سودا اوٹھائیے

آئی بہار آئی تو مانند شاخ گل
رکھیے نہ ہاتھ سے جو پیالا اوٹھائیے

دل ہو تمہارے سے نفس کشی کی جو آشنا
تشنہ لبی کا غم لب دریا اوٹھائیے

پہلو تھے نہ عاشق خستہ سی کیجیے
بیمار سے نہ ہاتھ مسیحا اوٹھائیے

بعد از فنا بھی آپ کی منظور ہی جو خو
ہو بار تو مرا نہ جنازہ اوٹھائیے

دکھلائیے مجھے گل رخسار کے بہار
منہ پر سی اپنی زلف کا سہرا اوٹھائیے

مے پیجیے عید کیجیے گذرا مہ صیام
تسبیح رکھیے ساغر و مینا اوٹھائیے

اوس نے جو اپنی مصحف رخ کو چھپا لیا
خورشید حشر ہو گیا ماہ رجب مجھے

ذرے کی طرح ہو گئیں جدا آفتاب سے
کہتا ہے وہ دیار سے پاس ادب مجھے

آنکھوں سے دیکھئے رخ شفاف یار کی
یہہ آئینے دکھاتے ہیں سیر حلب مجھے

بے یار بیکسی نے مرا دل جلا دیا
جام طلوع ہو گیا برق غضب مجھے

۱۷۹

شکر اسکا ای صبا ہوا دکس تپابان مجھے
ساقی نے جام می سے کیا لب بلب مجھے

۱۸۰

فرقت ساقی میں یہہ مقسوم پر پتھر پڑے
ہیں الگ کونے میں ٹوٹی شیشہ و ساغر پڑے

زنگ جسم جا بجا مرے تھا تل کا رہ خنجر سے
کیا تماشا ہو جو چھوٹا خون کا خنجر پڑے

پھر بہار آئی پھر جنون کا جوش تاتو ہو
پھر گلے میں طوق ہو پھر پاؤں میں زنجیر پڑے

سرد مہری سے تیری کے سبب و غم حاصل ہوا
مزرع امید پر پالا پڑا پتھر پڑے

یوں ہجوم خط ہوا پیش صف مژگان یار
جیسے لشکر کی مقابل آ کے لشکر پڑے

آج کی وعدہ یکو ٹالا کل پر اوس بے رحم نے
آج سے کل تک ہمیں کل دیکھئے کیونکر پڑے

قتل اونکی جنبش مژگان و ابرو نے کیا
آ پا دل پر سیکڑوں تیر لگے خنجر پڑے

منزل مقصود تک آخر میں سرگشتہ گیا
گو بگولے کی طرح سے راہ میں چکر پڑے

کی ہے ان دونوں نے کیا خانہ خرابی عاشق کی
صبر اے بلبل تیرا صیاد و گلچیں پر پڑے

کشتۂ عشق لب شیریں ہوں میں اے آسمان
خاک کی بدلی وہان گور میں شکر پڑے

الفت زلف و رخ جانان میں سرگردان ہے
رات دن کیا کیا مہ خورشید کو چکر پڑے

روز لا یا کرتا ہے ہم سے پہ تو نیر غدر آب
ڈھول ڈہیہ ل آج وعظ پر منبر پڑے

خاک سے اوٹھا جو ہم بیمار درد ونکا قلم
چاک کیا دیسا تی آئین محشر پڑے

حال دل لکھکر جو بھیجا اوس بت سفاک کو
پرزے نامے کی اوڑے پھر ٹکے کبوتر پر پڑے

تا روز حشر یاد رہے گا یہ سانحہ
نکلی ہی جان ہجر کی شب کس عذاب سے

کس کس کو یاد کیجیے کس کس کو روئیے
کیا کیا نہ آسمان کی ہوا انقلاب سے

سر کی طرح ہی صاحب نعمت کو زر عزیز
پھرتی نہیں کرن کلہ آفتاب سے

مین رند بادہ نوش ہوں مرجاؤں ای صبا
لکھہ دینا چند شعر کفن پر شراب سے ٭

ہے عاشق قامت پہ عنایات تمہارے
پامال رہے دنیا مین سدا بات تمہاری

اسد جو دیتا ہے مجھے قارون کا خزانہ
کس دھوم سے کرتا مین مدارات تمہارے

خورشید قیامت سے بھی وہ آنکھ ملائے
جس ذرے پہ ہو چشم عنایات تمہارے

مین جانتا ہون عشق مجازی کی حقیقت
معراج ہی ہے دیکھو ملاقات تمہارے

ہوتا ہے مجھے بادہ کشی کے لیے ارشاد
کیا بات ہی ای پیر خرابات تمہارے

ای واعظو دیکھو جو خط عارض جانان
رکھی رہی سب طاق پہ مشکلات تمہارے

رفتار سے کرتے رہے پامال بتون کو
چلتے ہیں سر عرش پہ رہے لات تمہارے

کافر ہو جو ایسے کی بھی رکھتا ہو توقع
کچھہ فیض ہو جس سے وہ ہیں اوقات تمہارے

مانند گدا کاسہ بکف آتا ہے خورشید
ہر صبح نکلتے ہے جو خیرات تمہارے

وہ سیم بدن تمکو اگر منہہ نہ لگاتے
کوڑی کی صبا پھر نہ تھے بات تمہارے

کبھی رسائی آہ جگر نہین ہوتے
ہمارے دل کی او نہین کچھہ خبر نہین ہوتی

ہوا یہ بار مراد دیکھنا تجھے اوس دن
کہ آج تک تری سیدھی نظر نہین ہوتی

ہمارے نالون نے خلقت کی نیند کھوئی ہے
مگر تجھے خبر ای بے خبر نہین ہوتی

یہی تسلی دل دی دیا ہے نبلہ تجھکو
رسائی یار تک ای نامہ بر نہین ہوتی

کیا لکھوں ہجر میں گلگشتِ چمن کرنے کو
بلبل جان تو قفس تن میں گرفتار پھرے

سو جگہ بادِ خزان نے کیا ہی تیغ حلال
کیا ہی تکبیر چھری ہی بلبل گلزار پھرے

کیسی عزت ہوئی برباد خزانکی ہاتھون
باغ میں اوسنے گل و لالہ کی جو شان پھرے

سخت جانی کہین قاتل سے نہ تجربہ کرے
بات رہ جائیگی منہہ پر سے جو تلوار پھرے

نہ چھٹا خانۂ زنجیر سے مین دیوانہ
روح مجنونکی تڑپتی ہی [illegible] پھرے

ای صبا دیکھ لیا بخت نے اوسی نادان کے
پھر گیا سارا جہان جب نظر یار پھرے

خدا کا قہر بتون کا عتاب رہتا ہے
اس ایک جان پہ کیا کیا عذاب رہتا ہے

وہ آفتاب جو مستِ شراب رہتا ہے
فلک پہ طائر سدرہ کباب رہتا ہے

وصال مین بھی یہہ اونکو حجاب رہتا ہے
کہ ہاتھ منہہ پہ بجای نقاب رہتا ہے

نقاب اولٹ کی وہ منہہ پہ سے اپنے کہتے ہین
کہان ہی ماہ کدھر آفتاب رہتا ہے

ہوا ہے شیشہ کی پہلو مین جان کا دشمن
بغل مین کیون دل خانہ خراب رہتا ہے

تری تلاش مین ہے کیطرح پھرتا ہون
کہان تو رات کو ای آفتاب رہتا ہے

جو اہل ظرف ہین منہہ پھیرتے نہین ہی
مدام وا لب جام شراب رہتا ہے

نہ کسطرح سے ہو سیری من ناغ دل سے مدام
اخیر ماہ کہان ماہتاب رہتا ہے

شب وصال مین بوسونکی گنتی ہوتی ہے
ہماری یار کی پہرون حساب رہتا ہے

عروج اہل کرم کی یہی ہے دنیا مین
کس آبرو سے ہوا پر سحاب رہتا ہے

فراق یار مین طوفان اپنا روتا ہے
زمانہ صورت موج و حباب رہتا ہے

تمھاری در پہ کسی دن جو ہم نہین آتے
خفا خفا دل خانہ خراب رہتا ہے

خدا جزا کری تاثیر عشق کامل کا
مری طرح سے اونہین اضطراب رہتا ہے

ہے ایک کو تیری سفر جانب عدم درپیش
فلک ہلال سے پادر رکاب رہتا ہے

سیہ رو ہے ہی صبا آج کل زمانی میں
کہ محتسب کا کلیجا کباب رہتا ہے

کیا پی پارسا مان قیامت ساغر گل نے
دم اسی دم رکا وہ ہیکا دیا شیشی کی قلقل نے

بہار آتی ہی جہولی وا ہن کلچین کیا گل نے
جگر خون کر دیا صیاد کا نالون سی بلبل نے

ترے تمکین پیچ برسات کہا یا تیغ نازک نے
پریشانی اونہانی سر شیر افگن سی سنبل نے

کبھی ہیبو نی سی ہی نمو کرتہ یاد ناب ہی
تہ سنگ فنی کیا ہی ہم فقیرون کو توکل نے

خفا ہی لیکیا تار کو تا تارسی چمن کو
کیا کیا کیا تہ سر گشتہ مجہی سودا کا کل نے

لہو کیا کیا رولا یا آرزوی قتل نی مجھکو
جگر خون کر دیا قاتل تیرے تیغ تغافل نے

رکہا مجھکو جنون نے بیخبر شور قیامت سے
نہ بانگ صور کو سننے دیا زنجیر کی غل نے
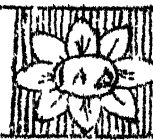
کہان کا پاس سو ائی مجہی اب رحم آتا ہے
کیا ہی جبر دل کی بیقراری پر تحمل نے

چمن میں جیب بجھی عریان ای گل سمجھا
کلہ غنچے نے اپنی پہینکا دی پہاڑ قبا گل نے

قفس میں آتش شوق چمن سی مرگئی جلکر
رکہا صیاد کی گردن پر اپنا خون بلبل نے
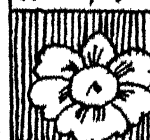
صبا مجھکو ہنسی اک غنچہ لب کی یاد دلوا کر
رولایا صورت شبنم چمن میں خندہ گل نے

ازل سی خنجر قاتل ہے میری سر کے لیے
میں وہ شجر ہون کہ پیدا ہوا تبر کی لیے

بلا طلب ہیں شب ہجر ہے نہیں کٹتے
دعائیں مانگتا ہون شام سی سحر کی لیے

خط اونکا لیکے پڑا پاپیچ نامہ بر آیا
شتر ہا کے ہاتھ قدم میرے نامہ بر کے لیے

کھو اپنی یاد نکی صدمہ ہجر کی دی اہی
فلک کو چاہیے غازہ رخ قمر کی لیے

او ترکی یار نی کو مشی سی حال اوس پوچھا
مسیح چرخ سی آیا مرے خبر کے لیے

سرشک چشم بہاتا ہون عشق وندان مین
اولیچتا ہون سمندر کو مین گوہر کے لیے
اسیر زار ہون کہہ مجھکو یہ نہین ہی صبا
ضرور کیا ہی قفس ایک مشت پر کے لیے

۱۸۸

صبا یہہ اوسکا ہی موجدہ اسکا موجد ہے
بشر ہی غم کے لیے او غم بشر کے لیے

تو بھاگ کش کم ہے آستان سے
مکان اعلیٰ ہی اوسکا لامکان سے
نہ رکھ چشم امید آسمان سے
اوسہوا کی تھا نقلو خواب گران سے
نہین واقف ہے آہ و فغان سے
بگڑ جائینگے اک دن آسمان سے
فلک نے صورت برگ خزانی
اسکا او داغ دی گر بوستان سے
نہین ایسی ڈہہی وہی گر پڑی ہین
کہ اوٹھین ہم تمھاری آستان سے
غم الفت نی دل کو منزلت دے
ہوا آباد یہہ گھر میہمان سے
چہپانا بھول جائین وہ کمر کا
جو واقف ہون مری راز نہان سے
غم الفت مین اوس رشک پری کے
قوی سایہ ہی جسم ناتوان سے
لباس عشق نکلا جامہ جسن
اوٹھا جبوقت پردا درمیان سے
نہ لی اپنی سے تو مول جھگڑا
نہ چہیڑ قصے مین واعظ کی بیان سے
نہین اعضای تن سی روح چھٹی
جدا ہوتا ہے یوسف کاروان سے

۱۰

صبا کچھ ہیچ پڑ جاے نہ تم پر
لڑو کشتی نہ دیو آسمان سے

تری طرف سی ول ابی جان جان اوٹھانے
بہت ضعیف تہی بار گران اوٹھا نہ سکے
حرم کو ایسے اوٹھکر نہ تبکدہ سی گئے
جدا کہیگا کہ جور بتان اوٹھا نہ سکے
جو بار عشق مین سر سے اوتار کر رکھ دون
تڑا تڑ وہ ہی ای آسمان اوٹھا نہ سکے

نظر از بار بہار آ سکے لیکن ای صیاد
نگاہ ہم طرف بوستان اوٹھا نہ سکے

نہ اوٹھنا تھا نہ اوٹھا کوی یار سے بیٹھ
زمین وہ پکڑی کہ ہفت آسمان اوٹھا نہ سکے

اسیر زلف جو رستے ہین تو وہ کہتے ہین
ترا بھی صدمۂ قید گران اوٹھا نہ سکے

امید وبیم مین کیسی بسر ہوئی اونکی
جو دل سے مخمصۂ این و آن اوٹھا نہ سکے

سنین جو یار کی باتین غش آگیا ہمکو
یہ ناتوان تھی کہ لطف بیان اوٹھا نہ سکے

تماؤ گی مری ای سوز غم رہے قائم
بس نہ تھا بھی کوئی ہذیان اوٹھا نہ سکے

صبا نے داغ محبت اوٹھا لیا کیونکر
یہ نال وہ ہے جسے پہلوان اوٹھا نہ سکے

صفائی سے یہ اونکو صورت ہوئی
کہ آئینہ دیکھا تو حیرت ہوئی

لب یار کی جب زیارت ہوئے
مسیحا کو مرنے کی حسرت ہوئی

مجھے بوسۂ رخ کی اجازت ہوئی
خدا سازا ای بت یہ صورت ہوئی

غضب ہے خدائی کا دعوی کرین
بتون کی بھی اتنی حقیقت ہوئی

ہوی سنگ رہ لاکھ کوہ ملال
نہ مسدود راہ محبت ہوئی

ہوئی پیر اب داغ الفت کہان
سحر ہوگئی شمع رخصت ہوئی

شب غم جو بندے کی نالے سنے
فرشتے پکارے قیامت ہوئی

یہ اندھیر کیسا ہے ای آسمان
نمودار پھر شام فرقت ہوئی

ہوے ہیں ہم گلدر جو پیوند خاک
زمین تودۂ گرد کلفت ہوئی

رکھیں ہو رشتۂ شمع سوزان نہین
شب غم کی ایسی حرارت ہوئی

نظر آئی جب میکدے کی بہار
تو مجھ رند کو خوب فرحت ہوئی

کھلا جام سے غنچۂ آرزو
کھلا یہ گل باغ عشرت ہوئی

وہ بت راہ پر آگیا رات کو — مری آہ سمع ہدایت ہوئی

رہے ہم گدا اسکے در کے سدا — بلا سے ہمارے قناعت ہوئی

ہوا رنج و غم کا عدم قافلہ — ہماری جو دنیا سے رحلت ہوئی

مرا دم جو نکلا تو اوسنے کہا — بکھیڑا چکا لو فراغت ہوئی
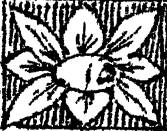
نشان بھی ملیگا نہ کل قبر کا — نہ خوش ہو اگر آج تربت ہوئی

پس از مرگ ہمسے بتون کے لیے — لحد مین فرشتون سے حجت ہوئی

نہ سمجھا وہ بت خاک حق وفا
صبا مفت برباد محنت ہوئی

رات دن محو تماشائی بتان رہتا ہے — آئنہ صورت چشم نگران رہتا ہے

ہجر کہتے ہین کسی فرق کہان رہتا ہے — ہم جہان رہتے ہین وہین یار جہان رہتا ہے

کونسی جا نہین وہ جلوہ کنان رہتا ہے — پر کوئی کہہ نہین سکتا کہ یہان رہتا ہے

چلکے طاوس چمن کو نہین کرتا پامال — سبزہ کی چال تو اے سرو روان رہتا ہے
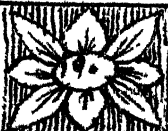
ہین وہ دنیا کا نہین ہوش تری الفت مین — ابتو کچھ اور ہی عالم مری جان رہتا ہے

فصل گل نے نہین مدت سے کرم فرمایا — تا بہ در باغ مین ہر برگ خزان رہتا ہے

کچھ تعجب نہین دامان اگر تر ہو نچے — رات دن قافلہ اشک روان رہتا ہے

گھر کی دروازے مین زنجیر لگی رہتی ہے — تیری وحشت ہی سے اب مین بھی خفقان رہتا ہے

سنبلستان ہی کسی جا پہ کہین اوپر چھا — کیا پریشان مرے آہ کا دھوان رہتا ہے

نقش برآب ہین سب تاج و نگین شاہون کے — کسکا دنیا مین سدا نام و نشان رہتا ہے

عشق پر خاتمہ ہے مفسدہ پروانے کا — ہجر کے سوز مین یان دل و جان رہتا ہے

مر گئے پر بھی مرے ہین چمن گلزار دل سے — خانہ گور مین دود دل کا دھوان رہتا ہے

عاشقوں کی نہیں اشکوں کی روانی تنہا — موج تیغ نگہ یار بھی آب رواں ہے
شمع رو جب سے پروانہ صفت جلتا ہے — جان کا ہوش محبت میں کہاں رہتا ہے

۱۶۱ — ۴۴

آفت جان ہے انکھوں میں فقط جانان کا
ای صبا دل ہے فقط کوی نشان رہتا ہے

چھیڑتے ہیں کلہ خون کی خاک کے — واہ کیا نیرنگ ہیں افلاک کے
جابجا جلوے ہیں حسن پاک کے — نور کے پتلے ہیں پتلی خاک کے
ہو رہے ہیں ظلم ہفت افلاک کے — امتحان ہیں ایک مشت خاک کے
عاشقوں سے یہ حجاب اچھا نہیں — بیچ سی پردی ادٹھا افلاک کے
سرکشوں کا نام باقی رہ گیا — قصے ہیں جمشید کے ضحاک کے
جا بسے بیلے میں وہ غیرت کے تھے — سو انکو دیکھو گردش افلاک کے
ٹنگ گئے سو سوئے ہیں موتی لفہ یار — تار اپنی جامہ صد چاک کے
آدمی دعوی انا الحق کا کرے — دل تو لے دیکھو نوشت خاک کے
پھوٹ نکلا رنگ جسم یار کا — پھول بوٹے بن گئے پوشاک کے
توڑ ڈالا رشتہ تسبیح کو — کھول دی پر طائر ادراک کے
امتحان ہو جائے تیر آہ کا — توڑتے ساتوں توی افلاک کے
نالے کر سکتے نہیں خاموش ہیں — عاشق اونکے سر ہیں پوشاک کے
اہل دنیا کے نہ بھکانے پہ جا — غول ہیں صحرای وحشت ناک کے
جنازہ رو ئے حسینان سو گئے — جم گئی نقشے ہمارے خاک کے
جامہ نیلی خاک پہنے ہوئے — سوگ میں ہیں کس گریبان چاک کے
ہیں یعنیہ چشم موسی داغ دل — عاشق صادق ہیں حسن پاک کے

نقش پای یار پر سجدہ چاہیئگی
پھر وہ مہ پیوند ہونگے خاک کے

خاکساروں سے نکر یہ بو تہی
ایکدن جانا ہے نیچے خاک کے

جامہ گل دیکھکر سودا ہوا
چیتھڑے اوڑنے لگے پوشاک کے

ہوگیا ہے چین تو اچھا ہوا
اور سن نالے دل غمناک کے

المدد ای قابض روح المدد
کب سے قیدی ہین طلسم خاک کے

١٩٢

ہین رگ ابر بہاری ای صبا
ڈوری اپنے دیدۂ نمناک کے

٢٤

دور چلنا راہ الفت مین کبہی اچا چاہیے
رفتہ رفتہ چاہیے منزل بمنزل چاہیے

نالۂ شبگیر مین تاثیر ای دل چاہیے
کھینچ کر لائے اوسے وہ جذبۂ کامل چاہیے

ہوگیا ثابت انا الحق سی ہمین منصور کی ملتی
اس عدالت مین سدا دعوی باطل چاہیے

آرزو ہے گو نشے مقصد مین دریا رو ہے
آستین ہو صورت امان ساحل چاہیے

نامۂ اعمال لی جا مجھہ شہید ناز کو
روز محشر ہاتھہ مین دامان قاتل چاہیے

تیرہ بختی نی اندہیرے مین بٹہایا ہی مجھے
اسطرف بہی روشنی ای شمع محفل چاہیے

کوی جانان سے اوٹھایا نامہ کس کا سہل ہے
آسمان کو بہی بہت پڑ جاے مشکل چاہیے

صاف کہہ دیتا اگر یوسف بہی مجھکو دیکہتا
منہہ تری آئینۂ عارض کی قابل چاہیے

خوب ہی گل دیدۂ نرگس مین پیدا نور ہے
مردمک کی جا تری رخسار کا تل چاہیے

ہم فقیر عشق ہین تو بادشاہ حسن ہے
بستر اپنا تری در کے مقابل چاہیے

باغ مین مجہہ مست سی گر بحث نالہ آ پڑی
بیٹھہ جای دم مین آواز عنادل چاہیے

دولت عشقی بہت ہی ہم فقیرونکو لیے
بادشاہ ہونکے لیے دنیا کا حاصل چاہیے

امتحان مین چھوڑین اتنا مشہ رقیبونکا ہمین
جانچ نیچی کو کیا چاہیے دل چاہیے

چاہیے ظاہر میں کچھ پردہ میان حسن و عشق
قیس کو عریان تھی لیلی کو محمل چاہیے

پانی پانی سخت جانی سے ہوا جاتا ہون میں
یا الٰہی آبروی تیغ قاتل چاہیے

فصل گل میں زور کر بڑھ بڑھ کے اے شوریدہ خون
دو ہری ہو ہو جاتین اغلال سلاسل چاہیے

کوچۂ قاتل میں ہر جانب سے آتی ہے صدا
امتحان ہے معرکہ درپیش ہے دل چاہیے

مجھکو کہتے ہو برا اچھا تو ذرا پھر تو کہو
اپنے منہ سے آپ تم ہو جاو قائل چاہیے

زندگی کا کچھ بھروسا اور فرقت ہے میں
دم نکل جاے ابھی ان آہوں کی شامل چاہیے

خیریت صیاد و گلچین کی نظر آتی نہیں
گل کھلا ہے کچھ نہ کچھ خون عنادل چاہیے

میں غریب ہوں ہوگا خاک بھی جب دل
ہاتھ اپنے ملکے رہ جاوی محصل چاہیے

جام ہم بادہ کشو کا توڑنا اچھا نہیں
ٹوٹ جاوی محتسب کا شیشۂ دل چاہیے

مجھ سے بستی کی صبا ہر موج طوفان خیز ہے
عقل کامل ناخدائی کشتی دل چاہیے

اثر ایسا کہاں ہے نالۂ شبگیر میں آئے
کہ جس سے فرق جور آسمان پیر میں آئے

وہاں تک رتبہ وصف مالک تقدیر میں آئے
نہایت ہے عاجز و بیری تقدیر میں آئے

نہ کہہ وہ بات جس سے شکستگی تقریر میں آئے
نہ کر وہ کام جس سے فرق کچھ توقیر میں آئے

کبھی اغراق برائی محل نہ ہم تقریر میں آئے
کبھی وہ بات جو فہم جوان پیر میں آئے

وہ دیوانے ہیں جب ہم پھنسا یا دیدۂ زنجیر میں آئے
پری در قفل ہوجاتی خانۂ زنجیر میں آئے

غروب آفتاب زندگی ہوجائے اے قاتل
خضر دم بھر جو تیری سایۂ شمشیر میں آئے

مرقع میں جو رنگین اوس بانی حسن کا نقشہ
چمن سے اڑ کے بلبل گلشن تصویر میں آئے

سخن کی ہم صدا اکان سننے کو بنائے ہیں
کبھی جو کچھ مزاج کا فیض تاثیر میں آئے

دکھایا رو ہے حسن عشق کی نیرنگ سازی نے
ہمارے دام میں وہ اونکی ہم تزویر میں آئے

ہمیں دیوانہ بنایا اوس پری کی بوی گل نے
تو اول ہی فلک چکر میں ہوی زنجیر میں آئے

حقیقت میں کبھی تدبیر کی قائل نہیں ہوتے
نصیبہ کیا ممکن ہے فرق ای دل خط تقدیر میں آئے

خزان میں داغ غم تھا فصل گل میں داغ وحشت ہے
رہے قید الم سے خانہ زنجیر میں آئے

سنا ہے زیادہ وصف جنت کا جو واعظ سے
اوٹھی مسجد سے ہم کوی بت بی پیر میں آئے

کہاں کا نقد دل ہم دولت ایمان لٹا بیٹھے
نہ اس پر بھی خیال کافر بے پیر میں آتے

ہماری نالہ دل کیطرح گردون پہ جاتا ہے
یہ جوہر ای قاتل کہاں سے تیر میں آئے

نہ دکھلائینگے اپنا آفتاب داغ دل تجھکو
مبادا فرق ای رو تری تنویر میں آئے

کٹی عمر دو روزہ الفت مژگان و ابرو میں
کبھی خنجر تلے گہ سایہ شمشیر میں آئے

یہی میں دیکھتا ہون مدتون سے آج کیا ہے
جب آئی آپ میرے قتل کی تدبیر میں آئے

ہوا خونریز کب سرسبز ای دل باغ عالم میں
ہوا کیا کیا چلی پر پھل نہ شاخ تیر میں آئے

شب غم میں مرے نالے ذرا اونچے جو ہو جائیں
تزلزل کچھ نہ کچھ افلاک کی تعمیر میں آئے

نہ راس آئی ہوا غمخانہ ہستی کی بندی کو
سدا چکر یہ چکر دور چرخ پیر میں آئے

کلیجا کانپتا ہی دیکھکر اس سردمہری کو
تمہاری گھر میں کیا آئی کہ ہم کشمیر میں آئے

ہمارا جوش وحشت یون ہمیں لایا بیابان میں
کہ جیسے چین سی اپنی کوئی جاگیر میں آئے

لکھوں کیونکر میں حال درد دل لکھا نہیں جاتا
حقیقت میں یہہ مضمون کسطرح تحریر میں آئے

جب اوس کوچہ میں اہل نکلتے ہیں تو کہتے ہیں
مقام شکر ہی کوئی بت بی پیر میں آئے

مگر جو رنگ مجھسے عاشق پژمردہ خاطر کو
کہیں زردی نہ قاتل سبزہ شمشیر میں آئے

تو وہ خورشید ہے تیری اگر گیسو میں پیچین
تڑپ کر حوت گردون دام ماہی گیر میں آئے

صبا بعد فنا چلکر کہیں کی کنج مرقد میں
نیا عالم نظر آیا نئی تعمیر میں آئے

یہی ہی طور تو ہمنے رسم و راہ رہے — کہان تلک کوئی بد چلن تباہ رہے

چلو مین ساتھ جو ہمسا نہ خیر خواہ رہے — یہہ طمطراق نہ ای ترک کج کلاہ رہے

یہہ حال ہی جو کبھی لب پہ آہ آہ رہے — زمین خراب رہے آسمان تباہ رہے

نشان سدا نہین رہتا ہی نام رہتا ہے — وہ کام کر کہ زمانہ مین واہ واہ رہے

بسر ہو وضع سی عمر ہو کہ اسمین شادی ہو — نہ آہ آہ رہے اور نہ قاہ قاہ رہے

طریق راست یہ دونون مین ایک قصہ ہو — ملاپ گبر سے مومن سی رسم و راہ رہے

زمانہ صورت خواب خیال ہے ای دل — ہر ایک حال مین اللہ پر نگاہ رہے
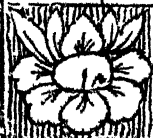
شراب بندۂ درگاہ کو پلاتا ہے — علوی ساقی جمشید بارگاہ رہے

خدا کریم ہے ای دل معاف کر دیگا — یہی مزا ہے نہ باقی کوئی گناہ رہے

ادہی کا خانۂ دل مین سراغ پایا ہے — بہت دنون جسے ڈھونڈھا کیے تباہ رہے

صبا جو حشر سراپا تصور وار اوٹھے — ہر اک گناہ کی اعضائے تن گواہ رہے

اسی لیے تو مین بحر جہان مین آیا ہون — ہوائے عشق سی کشتی تن تباہ رہے

یہہ وہ زمانہ ہی ہرگز خبر نہ لی کوئی — تمام عمر جو یوسف اسیر چاہ رہے

صبا نہ حال شہادت ہمارا ای قاتل — دہان زخم لب گور تک گواہ رہے

طریق عشق مین وہ بھی نہ پا سکے مجھکو — مرے فرشتے مرے واسطے تباہ رہے

سیہ تیرہ بخت ہون میری اگر ہوا لگ جائے — صباح حشر تلک گل چراغ ماہ رہے

نہین سی اپنی حقیقت سے ہمکو آگاہی — چلین جو راہ سے تو عرش سیر گاہ رہے

جمال تھی جو کوئی روکتا زمانے مین
ہم اپنے دم سے صبا تیغ بی پناہ رہے

اثر اکسیر [illegible] سے دوا جلتی ہے — تری بیمار کی صورت سی شفا جلتی ہے

دیکھا جو دور سے مہ نو کو تو لطف کیا
اوس ترک کی ابرو ہی ہی شمشیر دیکھیے
آئیگا مرغ روح سکندر کا دام مین
آئینے مین تو زلف گرہ گیر دیکھیے

۹۹ — ۳۱

کیا کیا ان انکھون سے نہین دیکھا ہی اسے حبیبا
کیا کیا دکھاتی ہے ابھی تقدیر دیکھیے

زاہد کو رسمی خم پیر مغان دور رہے
آمد و رفت سی آندہی کی کنوان دور رہے
قرب حق سی سبب وہم و گمان دور رہے
کسقدر عقل سی اپنا جہان دور رہا
کسطرح عاشق بی صبر و توان دور رہے
دل سی ایمان ذرا سے خفقان دور رہے
منزلت چاہیے عنقا کیطرح عزلت کی
ایک سی ایک کا دنیا مین سکان دور رہے
پھر کوئی بلبل و گلچین کا تماشا دیکھیے
اور دو دن جو گلستان سی خزان دور رہے
کام جتنے ہین وہ موقوف بتقدیر ہین
بات رہ جائی جو مطلب سے زبان دور رہے
قابل دید تہے بزم ہی ماشاءاللہ
نظر بد سے الہی یہ سمان دور رہے
غیر تو کیا ہی مرا رنگ اگر جسم جا بے
تجھسے سایہ ترا ای سرو شان دور رہے
بعد مرنیکے لحد مین نہ کوئی کام آیا
وقت پر ہمسے سب اپنا جہان دور رہا
اپنی ہم قافلے والون سے بہت بچھڑے
رفقا کچھ نہین معلوم کہان دور رہے
لگ گیا ان شوق سی می ہی لی کوئی تن پرور
پر یہ ممکن نہین منہ سے لب نان دور رہے
عشق اللہ ہوا راہ بتون سی نہ رہے
یہ طریق اور ہی وہ سنگ نشان دور رہے
خشک ہو جائیگا دریائے شراب اے ساقی
زاہد خشک سی یہ آب روان دور رہے
بخشش قاضی تری فریاد کرینگی جاکر
دختر رز سے جو ہم ای پیر مغان دور رہے
مر گئے پر نہ مجھے کوئی بتان مین گاڑا
خانہ گور سے ور ناہی جنان دور رہے
کیا ہوا دور رہا مین جو تمہارے دل سی
میرے دل سی تو نہ تم ای مری جان دور رہے

دو روز کا دنیا مین فقط نام و نشان ہے ۔ کچھہ بھی نہین اک دن یہ مکین ہی نہ مکان ہے

میری دل رنگین کو بہت شوق بتان ہے ۔ ہر برگ گل اس باغ کا بلبل کی زبان ہے

جو دیکھے گا اوسکو وہ اوسکی ہی کہیگا ۔ تیرا کوئی ای دل نہ یہان ہے نہ وہان ہے

احوال ہدا ہے یہ ثابت ہوا اسکو ۔ اک بات ہی جسکا کوئی محور سے بیان ہے

اوس گیسوے مشکین سے سیاہی مین نکلتے ۔ معلوم نہین نامہ اعمال کہان ہے

ای ترک ہدف ہمکو بنا ہم بہی تو کچھ ہین ۔ کس طرح لگی یہ تیر مین جیسی یہ کمان ہے

چھپتی نہین ای یار بنائی ہوئی باتین ۔ جو حال ہی دل کا تیری چہرے سے عیان ہے

اس ہجر مین ہم تو ہین خدا رکھے کوئی دم مین ۔ اللہ سلامت رکھے ہمکو وہ جہان ہے

پیش حکما وہ ہمہ خلاق ہی ای دل ۔ جو کچھہ ہی جہان مین سب ہم کو گمان ہے

اور ونکی طرح حیلہ کی باتین ہین انکی ۔ منصور مین ہم کلمہ حق ورد زبان ہے

گھر ہی چہ بابل سی فزون ترشب غم مین ۔ گھبرا ہوا ایسا ہی آہو نکا دہوان ہے

ای ترک تری یاد بہاری سی جلو مین ۔ اوڑتا ہوا جاتا ہے وہ گلگون نہ روان ہے

تلوار ہین ہم لوگ گرہی پن کی سبب سے ۔ گردش کی سبب سے جو فلک سنگ فسان ہے

تشبیہ اسی سی کمر یار کو دینگے ۔ نازک رگ گل سی بھی زیادہ رگ جان ہے

کیا مال ہی زر دولت دیدار کے آگے ۔ قیمت نہین یوسف کی زلیخا کو گران ہے

اوٹھ او تھکے شب وصل مین کہنا وہ پری رن ۔ کیسی یہہ سحر ہی نہ گجر ہی نہ اذان ہے

بیٹھا رہیگا تو را جو مری کعبہ دل کو ۔ کچھہ تیر سے اسوقت تو ای یار کمان ہے

اک رنگ پہ عالم نہین رہتا ہی صبا کا
گہ باد بہاری ہی گہی باد خزان ہے

شد فی امر مین یہ وہم و گمان کیا معنے ۔ موت کی نام سے آتا خفقان کیا ہے

ای موذن شب وصلت مین اذان کیا معنی — اپنی اعمال پر اس وقت فغان کیا معنی

حال الفت نہ کیا اوسنے بیان کیا معنی — دل کی کچھ کام آتی یہہ زبان کیا معنی

سب کو معلوم ہی صورت جو ہوئی یوسف کے — کبھی نیکی کرین اپنا ہی جہان کیا معنی

خانہ گور مین تا حشر تجھے رہنا ہے — چار دن کے لیے دنیا مین مکان کیا معنی

گالیان ہی مجھے دو گے جو برا کہتے ہو — مشفق من نہ بگڑ جاے زبان کیا معنی

چاہیے رنگ طبیعت کی رعایت ہمکو — سو سم گل مین علاج خفقان کیا معنی

جس طرف یارنے دیکھا اوہر آفت آئی — کہین کہتی ہو جو مژگان کی سنان کیا معنی

کس قدر عیش ہی تقدیر مین ہم رندون کے — خط ساغر کی ہین ای پیر مغان کیا معنی

ترک کر پھر خدا الفنا انا اے منصور — ایک ہی بات کا رہ رہکے بیان کیا معنی

ہم فقیرون کو بھلا دیر و حرم سی مطلب — جبکہ آزاد ہوے قید مکان کیا معنی

یہہ تڑپنا تو تڑپنا ہی جو مر بھی جائین — رحم آئی تجھی ای دشمن جان کیا معنی

اہل دنیا کو مین پاتا ہون بہت غفلت مین — اس خطر گاہ مین یہہ خواب گران کیا معنی

کچھ سمجھ مین نہین آتی ہین ہنسی باتین — مہربان کیون نہین آتی ہو یہان کیا معنی

اپنی باتون سی تو ای طالب دنیا باز آ — منہہ کی کھلوای نہ حرص لب نان کیا معنی

دل ہی بس جانتا ہی سوز نہان کا عالم — کوئی دیکھی مری آہونکا دھوان کیا معنی

کوئی جانان مین کیسکی ہی کوئی سنتا ہی — بیمحل ای دل نالان یہ فغان کیا معنی

ترک الفت کی لئی مجھسے نہ کہہ ای ناصح — کچھ تجھے بے خبر رہتا ہی کہان کیا معنی

ضبط نالہ کسی صورت سی نہین ہو سکتا — راز الفت کا ہی دل مین نہان کیا معنی

کسطرف دھیان ہی اپنی تو خبر لی ای دل — اس قدر محو تماشای جہان کیا معنی

کہیے کیونکر نہ کہا جای برا غیرون کو — آپ انہون مین وہ باتی ہین نہان کیا معنی

تم عدم ہو جاؤ گی سایہ کی طرح ساتھ ہین ہم
کہین رہ جاتے ہی ای سروران کیا معنی

تا قیامت یہی نیرنگ چلی جایئن گے
ایک عالم یہ رہے باغ جہان کیا معنی

۲۰۲ ۲۸

ای صبا خوب ہی غنچی کی طرح خاموشی
غل مچانا صفت برگ خزان کیا معنی

یہہ چکی لگی ہی دھیان مین اک آفتاب کے
کیونکر گلے سے گھونٹ اوتارین شراب کے

ہم سیکھتے ہی یہہ گلے اجتناب کے
زاہد کی منہ پہ بیچے چھینٹے شراب کے

آئینکے گرد لیکے فرشتے عذاب کے
توڑی تو محتسب مری شیشی شراب کے

ای دل شراب پیجیے دن ہین شباب کے
قربان واعظو نکے عذاب و ثواب کے

لا ای اگر فراق مین اوس آفتاب کے
ساقی کی سر سے توڑیے شیشے شراب کے

یہہ نقش عشق دل مین پڑی مدتون سے
نقشے پڑی ہین آج جہان خراب کے

نکلی جو روح جسم کے پردے سے تو کھلا
اپنے لیے ہم آپ تھی باعث حجاب کے

اللہ رے نحوست ایام ہجر یار
پیچھن جھڑی ہوئی ہین وہ آفتاب کے

کعبہ بنایئے کہ کلیسا بنائیے
دل سا مکان حوالی کیا ہی خراب کے

تقدیر کے لکھے پہ ہے دل کا مدار کار
مطلب ہین حاشیے مین تمام اس کتاب کے

سوتا ہی چاندنی مین جو وہ آفتاب حسن
کیا بخت جاگتے ہین شب ماہتاب کے

جب دیکھو کوی یار ہی بس اور آپ ہے
یہہ کون ڈھنگ ہین دل خانہ خراب کے

رندونکو کچھ غرض نہین اس سلسلات پاپیچ سے
زاہد رہین شمار مین روز حساب کے

پیری کا موی سر کی سفیدی سبب ہوئی
طالع سحر ہوئی نہ بغیر آفتاب کے

زخم جگر کو خوب ہی ای ترک دہوئیے
دو گھونٹ اگر ملین تمہی چھوٹی شراب کے

کیا کیا خرابیان فلک پیر سے ہین
اللہ ری ولولی مری عہد شباب کے

سیماب وار عشق میں ہم بیقرار ہیں
قابو میں روح ہی نہ دل پر اضطراب کے

ہم می پرست محو نہ ہونگے شراب پر
زردشت لا کے وصف کری آفتاب کے

ہیں ہاتھ جوڑتا ہوں ترے آگے ہے صبا
پیچھے پڑا ہی کیوں دل خانہ خراب کے

ساقی بغیر موسم باراں ہوا نصیب
آہوں سے کیوں دہوئیں اوراق کتاب کے

بازار سرد ہے مہ کنعان کا اندنوں
سکی پڑی ہوئی ہیں مری آفتاب کے

دریای حسن یار کا ہوتا ہے موج زن
لہراتی ہیں ہوا سے جو گوشے نقاب کے

شورش خزاں نے باغ کو تاراج کر دیا
بو گئی کھلی ہوئی تھی غنچے گلاب کے

آئینہ کو بھی ایک صدمہ سے ہے آ گیا
عالم اگر یہی ہیں جہان خراب کے

شوق شب وصال میں کھینچے جو تیغ آہ
ٹکڑے اڑا دئیے سپر آفتاب کے

ہوش قرار عالم پیری نے کھو دیا
اب ہی کہاں سے لاؤں دن شباب کے

مجھ سے فقیر مست کو ایسی شراب صاف
صدقے میں آئے پیر مغاں کی جناب کے

خط کیسا نامہ بر کے بھی پر کٹے اور وہاں
ہم ای صبا رہے منتظر جواب کے

طالب وصل سے تم آج بھی جھگڑا لائے
پھر وہی کل کی طرح وعدۂ فردا لائے

تپ الفت کا تدارک جو مسیحا لائے
تاب نظارۂ خورشید نہ حربا لائے

ای صنم تجھکو جو منظور ہو نقش آرائش
سرمہ آنکھوں کے لیے طور سے موسیٰ لائے

جھوم جھوم کے جو وہ ابر بہار آ پہونچا
جلد لا ساقی کوئی ساغر کوئی مینا لائے

یار کے ہاتھ میں پہونچا سو خط شوق
قاصد ایسا نہ تو پیغام اجل کا لائے

دل کی سودے میں ہوئی دشت نوردی ہم سے
سنگ داغ جنوں قیس سے پر کیا لائے

دید گیسو تے بتاں میں خطر سودا ہے
اور کچھ سوا تنگ نہ اے دل تماشا لائے

تو نہ ہوتا تو نہ دنیا میں کوئی غم ہوتا
کیوں عدم ہی سے تجھے ساتھ ای دل شیدا لائے

ہم وہ میکش ہیں کہ ساغر جو پیالہ توڑا
محتسب کے یہ قاضی کا پیالا لائے

ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھے شب غم میں تو بھی
گو کہ موسیٰ بھی چراغ ید بیضا لائے

کسطرح ہجر صنم میں کوئی دلکو سمجھائے
یہ کہاں سے کوئی پتھر کا کلیجا لائے

ای شہ حسن وہ سودا ہے تری زلفوں کا
بیڑیاں ڈال کے یوسف کو زلیخا لائے

زہر لگتی ہیں شب وصل میں شر کی باتیں
کچھ نصیحت میں خیر ہے لو اور بکھیڑا لائے

ای صبا زندۂ جاوید ہوئے ہم پس مرگ
خانۂ گور میں تشریف جو مولا لائے

فلک تک بھی ہر چند جاتی ہی بجلی
مگر کوئی آہوں کو پاتی ہی بجلی

وہ دہقاں ہوں جسکا لگاتا ہوں جس میں
وہیں آ کے چکر لگاتی ہی بجلی

مری آہ نے گھر گھڑایا ہے جا کر
گری گی بہت گڑگڑاتی ہی بجلی

دکھاؤ جو تم کھینچ کر آب خنجر
ابھی اپنا لوہا جھکاتی ہی بجلی

ہمیں اور چشم غضب سے تو دیکھیں
یہ تقدیر ہم پر گراتی ہی بجلی

وہ جھولے پہ جسوقت گاتی ہیں ساون
بہت چرخ پہ حال لاتی ہی بجلی

یوں ہی نہیں ابر میں ہم پئیں گے شرابیں
کڑک کر کسی یاں ڈراتی ہی بجلی

شب غم میں مینہ کا برسنا غضب ہے
کہ ہر بوند دل پر گراتی ہی بجلی

زہی ان نگاہوں کے کشتوں کا رتبہ
مزاروں پہ سونا چڑھاتی ہی بجلی

وہ بادل ہی دود جگر جسکے آگے
ہوا بادلوں کو بتاتی ہی بجلی

ہنسی ہو گی ہم سے جو کی بحث گریہ
عبث ابر کو گدگداتی ہی بجلی

مری کشت پر جب برستی ہیں بادل
فرشتوں کو دوڑے لگاتی ہی بجلی

ذرا تیغ قاتل کے آگے تو آئے
پتا وو رہے سی ہلاتی ہی بجلی

دکھاتی ہین ہم جو تڑپ آہ دل کی
تو رہ رہ کے کیا تلملاتی ہے بجلی

خیال رخ مین ہی جو اک برق وش کا
قیامت کے جلوی دکھاتی ہی بجلی

۲۰۵ — ۱۴

صبا آہ دل سے نہ بہری سی کے
تہپیڑے ہوا کی جو کھاتی ہی بجلی

یہہ ٹکرایا سر اپنا اونکے در سے
کہ سر پکڑے ہوے نکلے وہ گھر سے

خدایا حشر کو رسوا نکرنا
کہے رکھتا ہی بندہ پیشتر سے

یہہ شوق قتل مقصد ہوا ہے
پڑے ہے جاتے ہین کوسون ادہر سے

امید و بیم مین رکھا ہے لا کر
بنا کر آدمی کو خیر و شر سے

ملائے خاک مین میری جوانی
خدا سمجھے بت بیداد گر سے

غضب کے ہین تری مژگان نکیلی
نہ کیونکر نوک کی لین نیشتر سے

رہی اک مدت سے شوق قتل ای ترک
ہمین جو زنگ کر تیغ دو سر سے

وہ مجرم ہون مرا جانا جو ہوگا
چلیگا خلد ای واعظ سقر سے

لب شیرین کا بوسہ لیکے ای یار
مرا منہہ بھر دیا تمنے شکر سے

ہم ای قاتل نہایت سخت جان ہین
چھری جاتی ہے گی بارہ پر سے

خرابی مزرع ہستی پہ آئے
پڑا پالا جو اک بیداد گر سے

بشر غافل ہی دنیا مین اجل سے
اجل غافل نہین ہرگز بشر سے

بت خورشید رو پر جان دی ہے
حنوط اپنا ہو کا نور سحر سے

۲۰۶ — ۱۲

غم شہ مین صبا آنسو بہا کر
جہنم کو بجھا آب گہر سے

زاہد عبث نہ منتظر حور عین ہے
اچھا رہے جو محو بتان حسین ہے

دلکی صفا سی رونق بزم یقین ہے
آئینۂ جمال جہان آفرین ہے

مرنا جو دیکھ لے تری بیمار عشق کا
عیسی کو داغ تا نفس واپسین ہے

ای ترک تجھکو روز مبارک ہو قتل عام
کتنے تلک لہو مین بھرے آستین ہے

سرگشتگی وہ ہی کہ جو ہون دفن بعد مرگ
گردش مین آسمان کی برابر زمین ہے

دل کو لگاو ہے لب شیرین یار سے
یہہ وہ مگس نہین کہ جو بی انگبین ہے

کہتے ہین لوگ نقش قدم اونکا جسکو فقط
اس فتانک پر جڑا ہوا دل کا نگین ہے

نکلے جو روح خانۂ تن ہو گیا خراب
ممکن نہین مکان سجل بے مکین ہے

پروانون کا ہجوم تہا شمع جیا تک
احباب گرد تا نفس واپسین ہے

بوسے کے مانگنے پہ نہ یون منہ تھوتھائیے
یہہ ناز جا کی اور ہی ای نازنین ہے

ای قیس پیرہن کو نہ یون چاک چاک کر
کچھہ تو حجاب لیلی پردہ نشین ہے

۲۰۷ رکھیے نہ دس طرح کا لباس ای صبا کبھی
لاے کی طرح سے فقط اک پوستین ہے ۸

ہم تو کعبے کیطرف صرف بنا جات ہے
کعبۂ دل مین نہان قبلۂ حاجات ہے

ان بتون سے نہ اگر چشم عنایات رہے
دل لگی حورون سے پریون سے ملاقات ہے

غیر ممکن ہے کہ صبح شب فرقت دیکھین
خاتمہ ہی کوئی دو چار گھڑی رات ہے

دل کی بیتابی سی نالہ ہم اگر کر بیٹھین
یہہ تو فرمائیے پھر آپ کی کیا بات ہے

رنج دنیا سبب راحت عقبی ٹھہرے
وہی اچھے رہے جو مورد آفات رہے

جھونکہ دی مجھسے بلانوش کو خم کی خم مین
بول بالا ترا ای پیر خرابات رہے

سات پردون مین نہ جب تک کہ وہ چھپ بیٹھی
آنکھ پھیرے ہوئے خورشید ہی ذرات رہے

شیخ صاحب کبھی عقبیٰ کا بھی دھیان آتا ہے
کچھ تو بیان سکے بھی لیے کشف و کرامات سے

ہاتھ آگیا جو ساقی عالی مقام سے
سرمست آفتاب ہوا ایک جام سے

ہے فوق روی یار کو ماہ تمام سے
گیسو سیاہ ہیں شب یلدا کی شام سے

ہم بھی ضرور رکھتے کسی کام سے ملے
فرصت نہ آسمان کو ملی اپنے کام سے

مملو ہوا ہے بادۂ الفت سے ظرف دل
ساقی شراب دیکھ چھلکتی ہی جام سے

خود آئے کچھ غرض ہو اگر بادشاہ کو
اوٹھے گا یہ فقیر نہ اپنے مقام سے

کیسے اسیر لشکر اندوہ و غم ہوے
غافل جو ملک دل کی ہوے انتظام سے

اہل ہوس کی طائر جان کا نہ حال پوچھ
کنج قفس مین جائیگا چھوٹا جو دام سے

ساقی خدا کرے رہے آباد میکدہ
خم سے سبو سے رطل سے شیشے سے جام سے

بیدا ہو کر کے بارشہ کمو یا فروغ جبین
تیغ نگہ خراب ہوئی قتل عام سے

اللہ ہے جو لیلی محمل نشین سے بچے
دل پک گیا ہے قیس کے سودائے خام سے

وہ عندلیب ہون کہ مری حال زار پر
آنسو ترے ٹپکتے ہیں ہر چشم دام سے

بعد فنا بھی ہے جو یہی فوج آرزو
اوٹھیں گے روز حشر بڑے احتشام سے

پروانون میں چراغ ہوتا ہی پیچ
گھبرائے نہ عاشقوں کے اژدحام سے

غیرون نے آستان صنم سے اوٹھا دیا
ٹکرائین جا کے سر در بیت الحرام سے

زاہد تری نماز تجھے سازوار ہو
درگذرے ہم رکوع و سجود و قیام سے

ہو جائے یار ابھی محبت کا امتحان
موجود ہون میں کھینچ تو تیغ نیام سے

ہم کیا ہیں اے صبا جو نہ ہون ہم پہ آفتیں
محفوظ انبیا نہ رہے اتہام سے

عرش کی زنجیر پر طرہ ہوا ‏ نالۂ دل کی رسائی دیکھیے

ہم اسیران طلسم خاک ہین ‏ کیا ہوتا وقت رہائی دیکھیے

مار ڈالا منہ چھپا کر آپ سے ‏ موت کس پردے مین آئی دیکھیے

آمد آمد موسم گل کی ہوئی ‏ پھر طبیعت گدگدائی دیکھیے

داغ دل تارا ہی چشم مہر کا ‏ عشق کی جلوہ نمائی دیکھیے

میری جانب یون نظر کرتا نہ تھا ‏ آپ نے بجلی گرائی دیکھیے

جھانکیے ہاتھون سے پھولون کی چھڑی ‏ میری گل خوردہ کلائی دیکھیے

چشم پوشی اس قدر اچھی نہین ‏ ابتو جان آنکھون مین آئی دیکھیے

ایک دن رو رو کے طوفان لائینگے ‏ اس قدر نا آشنائی دیکھیے

واہ رے سرمہ لگانا آپ کا ‏ شاخ نرگس ہے سلائی دیکھیے

صاف ہے آئینہ اسکندر سے ‏ اس مری دل کی صفائی دیکھیے

دیر ہوتی ہے ہمارے قتل مین ‏ سینہ نہین اپنی جھکائی دیکھیے

لا سیے بلوا سیے جام شراب ‏ دیکھیے بدلی وہ آئی دیکھیے

مر گئے لیکن نہ راز دل کھلا ‏ آہ بھی لب تک نہ آئی دیکھیے

۲۱۱ ‏ وہ نہ آتا تھا نہ آئے اے صبا
رفتہ رفتہ موت آئی دیکھیے ‏ ۱۰

نفس نمرود ہی کیا ہوتا ہے ‏ شرک موجود ہے کیا ہوتا ہے

کشف مقصود ہے کیا ہوتا ہے ‏ حال مفقود ہی کیا ہوتا ہے

سجدے ہوتے ہین کسے او غافل ‏ کون مسجود ہے کیا ہوتا ہے

چھوڑ دنیا سے دنی کا پیچھا ‏ اس سے کیا سود ہے کیا ہوتا ہے

ہست و بود تن خاکی اک دن
نیست نابود ہی کیا ہونا ہے

صاف ہوتا کہ ہوا از خود رفتہ
راہ مسدود ہے کیا ہونا ہے

دیکھیے حشر کو کیسے گذرے
روز مسعود ہے کیا ہونا ہے

چاہیے جب اقصے مین نماز
دیر مسجود ہے کیا ہونا ہے

من و سلوا جسے ہم سمجھے ہین
زہر آلود ہے کیا ہونا ہے

گرمی عشق و نہال ہستی
آتش و عود ہے کیا ہونا ہے

جز ہمسر روح تن خاکی ہین
کیا گل اندود ہے کیا ہونا ہے

دولت فقر مقدر پر ہے
سعی بے سود ہی کیا ہونا ہے

جو کہ منصور کے پیش آیا تھا
وہی موجود ہے کیا ہونا ہے

خود پرستی کی بڑی ہی صورت
عبد معبود ہے کیا ہونا ہے

۱۴ اے صبا دیکھیے وہ پردہ نشین +
کس سے خوشنود ہے کیا ہونا ہے ۱۵

دل پر داغ باغ کسکا ہے
دیدۂ تر ایاغ کسکا ہے

سینہ صحن باغ کسکا ہے
ساغر گل ایاغ کسکا ہے

داغ چمکا چلی نسیم بہار
سیہ ہوا مین چراغ کسکا ہے

کیون کمین زلف یار کو سنبل
یان پریشان دماغ کسکا ہے

دل پر داغ کی ہی ہی بہار
نہ کھلے غنچہ باغ کسکا ہے

ناصحا مت کیون پھراتا ہے
چل ترا سا دماغ کسکا ہے

چار عنصر کی سب تماشے ہین
واہ یہ چار باغ کسکا ہے

عرش اعلی پہ فکر عالی ہے
ہمنے پایا سراغ کسکا ہے

کسکا مسکن ہے سینۂ عارف — دل روشن چراغ کسکا ہے

جیب گل کس پہ چاک رہتا ہے — دل مین لالیکی داغ کسکا ہے

مین دو دنیا کو ترک کر بیٹھے — اور نام الفراغ کسکا ہے

ای جنون تیرے واسطے سب ہین — باغ کسکا ہی راغ کسکا ہے

ق

یا اسد رسے ترا عالم — دیکھیہ دل مین داغ کسکا ہے

ماہرو اور بھی ہین دنیا مین — یون فلک پر دماغ کسکا ہے

[illegible]

ای صہبا اس زمین مین ایسی شعر — ایسا عالی دماغ کسکا ہے

[illegible]

کبھی نہ قدر ہوئی یہ ملال لیکے چلے — عدم مین ساتھ ہم اپنا کمال لیکی چلے

دل حزین کرۂ خاک کا جواب ہے — تری گلی سی یہ گرد ملال لیکے چلے

ہلاکی آپ نی خوب آبرو ہماری کی — جبین پہ عرق انفعال لیکے چلے

جواب محکمۂ حشر مین دین پڑتا — مقدمات نہ ہی انفصال لیکی چلے

زبان خار سی کیا جانی کیا ہوا آزرده — عدم کو باغ سی گل گوشمال لیکی چلے

عدم مین ہم ہوم او ٹھینگے وہ آ کے پہنچے — جہان بھر سے یہ گرد ملال لیکی چلے

طریق فقر مین نوبت نشان اپنی فقرا — عجیب رتبۂ جاہ و جلال لیکی چلے

عدم کی راہ مین جانا پڑیگا خالی ہاتھ — یہہ وہ سفر نہین جسمین کچھ مال لیکی چلے

ہماری پاس سہی یون تو عیش کل اول — یہہ اور داغ و غم انتقال لیکی چلے

نبا دیا غم فرقت نی ضعف سی پرکاہ — جدھر کو چاہے ہوا وصال لیکی چلے

عدم سی خوب چلے صیدگاہ عالم کو — کہ نفس شوم سا کتا مہال لیکی چلے

جو مر سکی جاتین تو وہ راہ پر نہ انکا — جنازہ چار قدم کیا مجال لیکی چلے

بلا ہی عشق مین جو نہ ہو دل وحشی
کہین نہ شہر کی منہ پر غزال لیکے چلے

ضرور قمریون سی ہمسی بحث آپڑتی
نہ سرو کی طرف اسے نونہال لیکے چلے

بتون سی حشر کے دن خیر اب سمجھ لینگے
خدا گواہ ہی دل کا جو حال لیکے چلے

بہار آگئی ہوا ور دور رندون کا
شراب بھیجنے ہمیلیان کلال لیکے چلے

١٢ — ٢٦

صفائی دل کا صبا حال کہل گیا دم نزع
یہہ آئنہ تو عدیم المثال لیکے چلے

بہار آئی آگی چمن پری ہو جاے
یہہ زرد زرد ہر اک شی ہری ہری ہو جاے

کبوتر اوڑکے جو پہونچے وہان نہ پہونچی ہو جاے
جواب نامہ جولائی پیمبری ہو جاے

یہہ نقد دل کہین پلٹ نہ ای پری ہو جاے
پر کہہ لیا تمہین کہوٹی ہو تم کہری ہو جاے

غزال دل ابھی اوڑنے لگے پری ہو جاے
اگر دو سار تری تیر کے سری ہو جاے

پڑہی جو دیو پیا یہ ندا پری ہو جاے
فسون چشم سی گو سالہ سامری ہو جاے

کبھی نہ آئنہ دل کا تمہین دکہاونگا
تم ایسے ہو کہ کہین صورت دوسری ہو جاے

ہم اپنی صبر کا لو امتحان کرتے ہین
جو ہو فنی ہو وہ اسی دم ستمگری ہو جاے

محیط عشق مین انسان مشت خاک تو کیا
پہاڑ ہو تو وہ گہدگہل کی کنکری ہو جاے

کہان تلک کوئی ناقوس وار چلاے
بتو خدا کے لیے بندہ پروری ہو جاے

مآل کار تجہے کچہ بہی ہی دہیان ای گردش
نہ ٹہوکرون سی کہین چور کہوپری ہو جاے

وہ خود غلط ہون مرا نام اگر لکہا جاے
تمام دفتر عالم کی ابتری ہو جاے

نہ ہی ترقی دریای حسن عارض یار
حباب چشمہ خورشید خاوری ہو جاے

گناہ الفت چشم بتان ہی عالمگیر
تمام دہر نہ کاجل کی کوٹہری ہو جاے

ہم ایک دم مین اوڑا دین دہوئین پیوگی
اگر ذرا مدد چرخ چنبری ہو جاے

زیبے کیا خوب کہی نام حقیقت کی مورت / تنی چڑھ چڑھکی جو ای واعظو منبر توڑے

سرو کو پھونک دی شمشاد کو جڑ سے کاٹے / وہ سہی قد نہ نظر ہو ل کا صنوبر توڑے

عجب صورت مہو معنی ہی اگر واقف ہو / اپنے آئینے کو پتھر سے سکندر توڑے

عاشقونکے پے شمشیر ادا کافی ہے / سخت جانو پہ عبث یار نے خنجر توڑے

منزل گور میں منعم کی نہ زر کام آیا / لیگیا خاک نہ صندوق میں بھر کر توڑے

خاک میں چاہئے پیسے میں خدا کی تو نگہ / پتھری دل جو برادر کا برادر توڑے

آہیں کرتا ہوں تو کہتے ہیں بلا کا گھبر / یہ ہوا کشتی گردوں کا نہ لنگر توڑے

آتش حرص کہیں ہی بت پندار کہیں / آگ زردشت بجھائے صنم آذر توڑے

سختی دہر سے کیا خوف دل عاشق کو / یہ وہ شیشہ ہی جو گر جای تو پتھر توڑے

۲۱۶ واعظا شہر کو زور سے جلایا کیا کیا / روزے رکھ رکھ کے صبا نے رمضان بھر توڑے ۲۰

عکس پاؤنکو پری کا جو گمان ہوتا ہے / آئینہ دیکھ کے کیا خفقان ہوتا ہے

عشق رخ کا شف اسرار نہان ہوتا ہے / یہ ورق لوح طلسم دو جہان ہوتا ہے

درد دل عشق کی خامی سے عیان ہوتا ہے / ہیزم تر کو جلاؤ تو دھوان ہوتا ہے

روح مکلی تن خاکی سے تو معلوم ہوا / تجھسے خالی تری رہنے کا مکان ہوتا ہے

حسرت دید نہ پوچھو شب تنہائی کی / دیکھتا تھا کہ دم آنکھوں سے روان ہوتا ہے

تو وہ یوسف ہے جو چاہے تو زلیخا کی طرح / تنی سر سے فلک پیر جوان ہوتا ہے

رنگ لائے ہے بھٹی یہ پڑے رستے میں / موسم گل میں ہمیں ہوش کہاں ہوتا ہے

عشق جان سوز سے بڑھکر نہ جہنم ہوگا / سب سے پہلے یہ گنہگار روان ہوتا ہے

آہیں کرتا ہوں تو گھبرا کے وہ فرماتے ہیں / گھر کسی کا کہیں جلتا ہے دھوان ہوتا ہے

کیا رنگ پر ہی اوس بت پر نور کا شباب
فصل بہار ہی شجر طور کی لیے

ہلتا ہی عرش نالہ بی اختیار سے
اتنی تو بات ہی دل مجبور کی لیے

کشتی پری خونکی وہ عاشق مزاج تھی
جنت مین جا کی لوٹ گئی حور کی لیے

سمجھے ہے ہم اوسکو قریب رگ گلو
کعبے کے سمت رخ نہ کیا دور کے لیے

ای ابر تو بہار ہو رندونکی آبرو
موتی کی آب چاہیے انگور کے لیے

ہو جو سی صوفیونکی ہمین جال کھل گیا
تا حشر جوش ہی می منصور کے لیے

منظور اوسکو بزم جہان کا فروغ تھا
روشن چراغ حسن کیا نور کی لیے

بنت العنب پری تھی توجہ نہ کی مگر
زاہد یہ چین سوار رہا حور کی لیے

جامہ دری عشق ہی بھی حجاب حسن
عریان ہی قیس لیلی مستور کے لیے

یہہ ہی جواب پرسش روز سوال کا
کیا اختیار بندۂ مجبور کی لیے

زاہد کی پیچ پاچ کا سب حال کھل گیا
سر پر عمامہ باندھ لیا زور کے لیے

راغب ہی صید دل پہ عقاب نگاہ یار
طیار شاہ باز ہی عصفور کی لیے

تازہ اس آب چاہ سی ہم آغوش ہی ترنج
بہنا ضرور چاہیے ناسور کے لیے

کافور تیری کشتۂ الفت کا ای پری
غازہ ہوا خیابان مین رخ حور کی لیے

دیکھا گیا نہ حال جو درد فراق کا
عیسی نے رو دیا تری رنجور کے لیے

کیفیت غرور نہین خاکسار مین
یہہ جام ہی کاسۂ سر فغفور کی لیے

حسن صبیح یار پہ جھومر کا ہوا ہی قم
ماہی دل ہی چشمۂ کافور کی لیے

۲۱۸

وہ تیرہ روز ہون دل صد چاک ای صبا
شانہ ہی گیسوی شب دیجور کے لیے

۲۲

سینہ داغ ہی خورشید لب بام نہین ہے
خون بار ہی تماشق شفق شام نہین ہے

اودھر کے سپاہی کہ لب ریز مین جا بیٹھوا
جگر و دل مین تڑپ کر نکل آنیوالے

ایک اک سرو ہی شاہ چمن عالم کا
خاک مین مل گئی کیا کیا سر اوٹھانیوالے

کوئی غصے مین تری انکھونکی تیور دیکھے
تیر بنکر رہی آہ مین ڈرانیوالے

حال تمارونکا قرآن کو لیکر دیکھین
اژدہلے سنکے جو بیٹھے مین تڑپانیوالے

شعلہ زار ہو گئے نالے تو قیامت آئی
دونون عالم مین ہین اک آگ لگانیوالے

مر گئے عاشق نالان تو کہا اوس بت نے
سو گئے فتنۂ محشر کے جگانیوالے

منہ سے تو تھا نہیں تیرے دم مرا گھبراتا ہے
چپ رہو جا رہی باتونکے بنانیوالے

شب غم مین مرے نالون سے لگی دل پر چوٹ
چھاتی کوٹا کیے گھڑیال بجانیوالے

دیکھیے تیوری چڑھائی تو ہی تقصیر معاف
گدگدا کر ہمی ہنسانے مین ہنسانیوالے

سکہ بٹھلا ئینگے بازار قیامت مین ضرور
درہم داغ محبت کی چلانیوالے

حال دل کیجیے تو کہہ جاتے ہی ہو کہتے ہین
تم سلامت رہو الفت کی نبہانیوالے

عاشقون سے کوئی دیکھے تو حسینونکا سلوک
یہی مرشد ہین فقیرونکی ستانیوالے

نشۂ حسن مین کیا انکا ناز کیا جانین
بدمزا لوگ غم حشر کے کھانیوالے

تہری عمر جہان مین ہو مقصد کی تلاش
عمر دو روزہ مین ہین غوطے لگانیوالے

تری آئینہ رخسار کی مشتاق ہی دوست
منہ نہین پھیر قیامت کو دکھانیوالے

حال دل شب کو جو کہنے کو گئے فرمایا
لیجیے آن مرے نیند اوڑانیوالے

مر گئے سر یہ گناہونکی گران باری ہے
نہ بیٹھے جاتے مین جنازہ کے اوٹھانیوالے

طائر دل کوئی اس دام سے بچ سکتا ہی
لیجیے زلف بلا کی ہین پھنسانیوالے

صبح محشر تری مشتاق تجھے دیکھین
ازرقی و رشک [illegible] آنیوالے

کوچۂ عشق کی راہین کوئی سب سے پوچھے
خضر کیا جانین غریب اگلی زمانیوالے

ای صبا حشر کو ہم رند یہ کہتے اٹھے
المدد ساغر کوثر کے پلانیوالے

دل ہمارا کشتۂ نیرنگ ہے
آہ میں قوس قزح کا رنگ ہے

ہر جگہ تیرا نرالا ڈھنگ ہے
آپ ہی گوہر میں گلچیں رنگ ہے

باغ ہی ہم ہیں جنون کا ڈھنگ ہے
نکہت گلہا سے رنگارنگ ہے

چھیڑتا ہی کیون سمند عمر کو
توسن ہستی نہایت لنگ ہے

خاک اڑاتی پھرتی ہی باد خزان
آج کل سی چمن کا رنگ ہے

رو رہے ہین کس صنم کی دھیان مین
آب گریہ آبروی گنگ ہے

پردہ دار الفت لیلے نہین
قیس عریان کس قدر بی ننگ ہے

پوجتا ہی بت کو کس پر دیکھیں شیخ
سنگ اسود بھی تو آخر سنگ ہے

دیکھ لو صورت کدورت کی نہین
صاف دل آئینہ بی زنگ ہے

عقدۂ دل پیچ آخر پڑ گیا
گیسوی جانان تیرا سرتنگ ہے

جان لیکر جا کہین ہو تنگ غم
شہر دل کا سیکڑون فرسنگ ہے

قطرہ زن ہی کاروان اشک غم
نالۂ دل مین صدای زنگ ہے

سرزمین کو حسد دلدار پر
رات دن کی آسمان ہی سی جنگ ہے

خط سبز اوس پری رو کا دیکھکر
خضر اپنی زندگی سے تنگ ہے

شکر ہے تھوڑا سا بھی گر ہو فراغ
آسمان کی دین سے ادل تنگ ہے

جام جمشید ہی پلادی ساقیا
اشتیاق عالم نیرنگ ہے

بلبلین گل پر فدا ہم یار پر
ای صبا یہ اپنا اپنا رنگ ہے

شب غم اور بخت تیرہ ہے — ای فلک کون سیہ وطیرہ ہے
آدمی ہون گنہ وطیرہ ہے — گہہ صغیرہ ہی گہہ کبیرہ ہے
تو نہالان باغ حسن سہی — چمن خلد کا ذخیرہ ہے
لب شیرین یار کے آگے — قند گر ہے تو شیشہ شیرہ ہے
رنگ لایا ہے انتظار اون کا — آنکھہ کا کل سفیدہ زیرہ ہے
کچھہ کر آئیں وہ سکتے ہین — چشم ہو تمثال خیرہ ہے
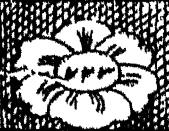
بحر غم سے صبا نجات ملے
اس غزل کی زمین جزیرہ ہے

اڑگئی اپنی نظر اوسکی رخ پر نور سے — واہ ری تیور نہ چھپے انکھہ بچتے طور سے
تیغ مین سن لو بہت ہے شاق بجور سے — پاس تو لیا تماشا دیکھئے مہ جبین سے
ای جنون وحشت مین نہین ہوسری آتی عزیز — باز آیا مین کفر ہی غسل ہی کا حور سے
جب کہا نی کہ مجھے غیرت سے ہوگا فسانہ — بولی وہ ہم ہی تماشا دیکھئے لیلیٰ سے

ناز کرتا ہے مرے دل کو ملا کر خاک مین
ای صبا اتنا سمجھے اوس بت مغرور سے
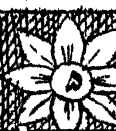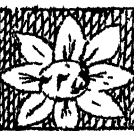
دل لگانا عذاب ہوتا ہے — آدمی کیا خراب ہوتا ہے
خانۂ دل ترے تصور سے — لامکان کا جواب ہوتا ہے
دور ہی اونکے بزم عالی مین — نالہ نایاب ہوتا ہے
ہولی ہوتی ہی جبکہ بربادی — عشق خانہ خراب ہوتا ہے
جلوۂ روے یار کے آگے — شپرہ آفتاب ہوتا ہے
مے پرستون کی دن جو پھرتے ہین — دور دور شراب ہوتا ہے

کیا مرا سا نقشہ دیکھا گردش مین
آسمان کیون خراب ہوتا ہے

خوب معلوم ہے حال دل ناشاد مجھے
رہنے دینگے نہ قفس مین مری فریاد مجھے
اک پریزاد کی غم نے یہ کیا ہی لاغر
ہای کیا بھول گئے یار عدم مین جا کر

دیکھ جذبے مین نہ لا او ستم ایجاد مجھے
مار ڈالیگا گلا گھونٹ کی صیاد مجھے
ڈھونڈھتا ہی نہین پایا مرا ہمزاد مجھے
کیا تماشا ہی کسی نے نہ کیا یاد مجھے

اور تو کیا ہی ابھی خط غلامی لکھدون
کھینچ دے تو نے یار کی تصویر جو بہزاد مجھے

کوئی صورت نہین بچنے کی وہ آفت آئے
مر گئے ہم جو مجھے یاد وہ قامت آئے
یار کو حسن ملا بغض و حسد غیرون کو
ہم وہ بیکس تھی اوسی قلق ہی ملا مجھے

کس قیامت کی بلائی شب فرقت آئی
ناز کرتی ہوئی مرقد پہ قیامت آئی
قسمتون سی مرے حصے مین محبت آئی
ایک ہچکی سی جو ہمکو دم رحلت آئی

بات رکھ لے دل ناکام سے مرتے مرتے
تا لب گور زبان پہ نہ شکایت آئی

ولہ

پس از فنا مجھے موج ہوا کمند ہوئی
جو آج دیکھتا ہی تو وہ کل نہ دیکھیگا
نہ جای امن مری دلکو سمجھے لشکر غم
ہمیشہ جبر پہ بندیکا اختیار رہا
ساغر لب خشک سے لگا دے
بوسہ دو ہمین بغیر مانگے

اٹھی خاک یار کی کوٹھی تلک بلند ہوئی
کھلینگے حشر کو غافل جو آنکھ بند ہوئی
شکست کہائینگے جو فوج قلعہ بند ہوئی
نہ کی وہ بات طبیعت کو جو پسند ہوئی
للہ شراب ساقیا دے
اتنی ہمت تجھے خدا دے

ایسا حوب مزاج کا طریقہ سے واہ ۔۔۔ ایضاً گر خضر کیے رہزن گم کردہ راہ
ای بندہ نواز ہے تلون کیسا ۔۔۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

قطعہ تاریخ کتاب پنجہ مہر تالیف مرزا حاتم علی مہر

پنجۂ مہر جو از مہر سرشتہ ۔۔۔ بہ بیانش دل من شیدا گشت
حبذا نسخہ کہ از ہر لفظش ۔۔۔ حسن معنی بصفا پیدا گشت
عیسوی گفت صبا تاریخش ۔۔۔ پنجۂ مہر ید بیضا گشت

[illegible]

قطعہ تاریخ مسجد

کرد حافظ علی بنا مسجد ۔۔۔ معبد خوب شد پے عباد
فکر تاریخ چون صبا کردم ۔۔۔ گفت دل خانۂ خدا آباد

[illegible]

قطعہ تاریخ انتقال والدہ شیخ محمد حسن نظم

ام مہدی حسن نظم چو مرد ۔۔۔ ساکن گلشن فردوس شدہ
از سر آہ صبا بنوشتم ۔۔۔ موسند زینت فردوس شدہ

[illegible]

قطعہ تاریخ امام باڑہ نبی جان طوائف

عزا خانہ شہ ہر دو سرا کا ۔۔۔ بنا ہی جو کہ ہین با عز و اجلال
ہوئی ہین اسکے نبی جان بانی ۔۔۔ رہی ہمت خوشا طالع خوشا حال
صبا نے نظم کی بنی کی تاریخ ۔۔۔ زیارت گاہ دیدہ بنی تھی امسال

[illegible]

قطعات تاریخ وفات افصح الفصحا جناب میر وزیر علی صبا

قطعہ تاریخ طبع زاد شیخ فضل احمد صاحب متخلص بہ عیفٔ

صبا چون از جہان رخت سفر بست ۔۔۔ شد از باد اجل برباد خاکش
خداوندا بفیض رحمت تو ۔۔۔ نگردد در قیامت ہیچ باکش

چو از جهان بگفتن برون صبا یه | ببندی آه از کرم و امان پاکش
اگر که یه دبل از ابر تو باره | برآید بادهٔ الحسرة ز ناکش
بروح ... تاریخ وصالش | نوشته از خون دل کیف جهانکش
خداوندا بیاسرزیست صبا را | بدا می خلد سازی روح پاکش

ایضاً

چون صبا از بقای نار اجل | نقل کرده ز گلشن ایجاد
بهر تاریخ رحلتش اسے کیف | بود در جستجو دل ناشاد
آمد از آسمان چنین آواز | بر زمین تاج شاعری افتاد

از شیخ امداد علی صاحب متخلص به بجر

کامل شعر و سخن عالم اسرار کلام | بلبل باغ مضامین شگفته بنیاد
دوست یکرنگ و وفاکیش کثیر الاحباب | صاحب صبح و خوش اطوار جوان یکتا
بود همسفر خلد برین پا بر کاب | تا اسپ بگسسته عنان بر سر خاک
مهلت یک شبه از قابض ارواح نیافت | رفت از دار فنا خسته و ناکام و ناشاد
بجر از این مصرع جانسوز گل سال | چمن هستی موهوم صبا شد برباد

از خواجه عزیز الدین صاحب متخلص بعزیز

دو شنبه یاد بگوشم آمد گفتم | تا کمان بلبل دل نوحه کنان گردد
ست از مرگ صبا این صدا گشته عزیز | از چمن سبزه و گل از شبنم و از باغ صبا

از میر ولد حسن صاحب متخلص به شوق

جب گری گھوڑے سے وزیر علی | کان سے منہ سے خون بہنے لگا
حکما سے کہا یہ جا کر حال | بولے وہ فصد لو تو ہوگی شفا

پسندید گلزار خلد برین — صبا شاعرے منتخب لاجواب
چو شد سوے صبا بوستان برین — بگو ای صبا شد گلستان خراب

از شاه میرزا صاحب متخلص به کاشف

صبا خوش فکر و خوش گو نیک خو بود — که شاهنشه ورد در دهر کم شد
سلیم الطبع و خوش خلق و خوش اطوار — ز دست چرخ کجرو سر الم شد
چو سبزه گشت پامال از غمش آه — برنگ غنچه خون هر دل بغم شد
چو بلبل گشته نالان جمله عالم — چو شبنم دیدهٔ احباب نم شد
ندای **کاشف** چنین سال وفاتش — **صبا** تازم به بستان ارم شد

از محمد شمس الدین حسین صاحب متخلص به شمس

صبا آن عندلیب گلشن هند — چو قصد گلشن دار البقا کرد
دل بلبل بسوز رنج او سوخت — ز جوش نالهاش محشر بپا کرد
لباس ماتمی پوشیده نخل — ز پیچ و تاب سنبل طره وا کرد
نشسته غنچه سر افگنده از درد — چو تاریخش طلب طبع رسا کرد
شنیدم ناگهان از بلبل این — صبا در گلشن فردوس جا کرد

از مولوی محمد بخش صاحب متخلص به شهید

صبا از گلشن دنیا صد افسوس — چو دیدی گل برفت و چون صبا رفت
سوے ملک بقا از ملک فانی — ز اسپ افتاد و بر اسپ قضا رفت
شهید از باغ دنیا جانب خلد — عجائب عندلیب خوش نوا رفت
چنان این حادثه رو داد ای وای — که سالے در حساب از هوش ما رفت
پی تاریخ پرسیدم ز هر گل — صبا از گلشن دنیا کجا رفت

از میر هادی علیخان صاحب متخلص بمفتون

داغ فرقت داد چون گردید از مرکب جدا	گرد عزم گلشن جنت صبا مثل صبا
بر مزارش نغمه سالش بود بعد از فاتحه	یا ختم ایام باقی های ثابت آشنا

۱۲۶۲

خاتمة الطبع

پس از ترانه سنجی عندلیب خامه بر اجین حمد محمودی که اوراق چاربیت اربع عناصر با وجود تخالف طبعی و تباین ظاهری در یک شیرازه بسته و اجزای پریشان عنصری را برشته امر کن منسلک ساخته خلعت توافق و جمعیت عطا فرمود و لسان انسان ضعیف البنیان بحسن کلام ناطق ساخته قوت ممیزه بلاغت و فصاحت و بعث نمود و جود مصنوعات بر کمال قدرتش گواه و ان الامر کله لله بسلطنت قاهره اش انتباه و درود نامحدود سزاوار آن نور حدیقه فصاحت بلاغت که مطلع قصیده نبوتش در صفحه عالم جلوه ظهور یافته و از نور ایمان باطن بنیاد اثبات المعبود اللهم صل علی محمد و آله و اصحابه اجمعین اما بعد بر رای اهل انجلای شائقان نظم سخن و طالبان مضامین نو و کهن بشارتیست که درین ایام فرخنده فرجام کلام معجز نظام سر خیل نظام و سر منشای فصحای عصر قلزم مضامین آبدار رنگین بیانی بحر مواج فقرات شیرین کلامی افصح الفصحا ابلغ البلغا جناب میر وزیر علی صاحب متخلص به صبا گل سر سبد گلشن لکهنو مسمی به غنچه آرزو که در سنه ۱۲۷۲ هجری باهتمام اضعف العباد احقر الافراد از حلی علم و هنر عاری محمد یعقوب انصاری از حلیه طبع آراسته شده بود حالا باز بخواستگاری شائقان بطرز مرغوب انداز خوش اسلوب ماه صفر المظفر سنه ۱۲۹۶ هجریه مطبع کارنامه زینت طبع یافته مطبوع طبایع خاص و عام گردید

قطعه تاریخ ترتیب دیوان

کیا تر و تازه و خوش رنگ هی دیوان صبا کا	جسکا هر شعر هے معنی کی سبب جان سخن
بلبل طبع نے ای نطق عجب موسم مین	لکهی تاریخ تمامی کی گلستان سخن

گفت فرماکش تاریخ پی خاتمہ اش — طبع من گفت زہی باغ ہی رنگین مضمون

ایضاً ہجری و مسیحی

جناب مولوی یعقوب ذی جاہ — بہ اوقات سعید و حین تامید

نمودہ طبع دیوان صبا را — بحسن صحت و از دید و دادید

ہر آنکس دید آن اوراق رنگین — برنگ غنچۂ صد برگ خندید

خیال سال ہجری چون زکی کرد — فروغ عقل اول نکتہ فہمید

خیال عیسوی سالش چو آمد — فروغ با شرف تاریخ گردید

کلام بلاغت منشور جناب پیر وزیر صاحب متخلص نور

نور جو دائرہ ہے دیوان کا — می گلگون کا ہے ایاغ یہی

بلبل نے اسنے سال طبع کہا — ہے صبا کا لطیف باغ یہی

ایضاً

گلشن فکر میں کلام صبا — گل گلزار شادمانی ہے

ہر غزل کا بہاریہ مصرع — ثمر سرو بوستانی ہے

نور نے طبع کی کہی تاریخ — کیا چھپا غنچۂ معانی ہے

نتیجہ فکر رسا جناب مولوی محمد فصیح اللہ صاحب متخلص وفا

چھپا کلام صبا کا دوبارہ از سر نو — کہ جسکا مثل زمانے میں اے وفا کم ہے

خیال تھا جب مجھے تاریخ کا کہ ہاتف نے — کہا کلام صبا دلپذیر عالم ہے

قطعہ تاریخ منظومہ جناب وارث علیخانصاحب متخلص فہم

گل ہے ہر ایک لفظ غزل ہے اک چمن — پھولوں کا ہر ورق یہ ہے تختہ کہا

دیوان کا یہ فہم نے رنگین سن لکھا — مطبوع لاجواب ریاض صبا ہوا

نتیجہ فکر سلیم جناب منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم

ہوا منطبع پھر کلام صبا — بہ رنگ گل تر مرا دل کھلا
دم فکر تاریخ دل سے کہا — کہ وہ غنچۂ آرزو اب چھپا
۱۲۸۶

ایضاً ۱۲۸۶ھ

چھپا جب یہ دیوان دل نے کہا — ابھی غنچۂ آرزو پھر چھپا
وہیں منشی نے بھی اسکی تاریخ سال — لکھے کیسا دلچسپ باغ صبا
۱۲۸۶

نظم مرغوب جناب منشی محمد فاخر حسین صاحب فاخر

۱۲۸۶ھ

چھپا دیوان پھر ان خوبیوں سے — صفائی پر نظر کو آگیا غش
لکھو تاریخ سال طبع فاخر — اداے جلوہ تھا گرد آتش

کلام دلپسند جناب حکیم محمد عبد الرزاق صاحب خالص

۱۲۸۶ھ

دیوان صبا گشتہ مطبوع بصد خوبی — کاتب دم تحریرش گویا کہ گہر سفتہ
در فکر سن طبعش بودم کہ ہمین خالص — این نسخہ زیبا شد مطبوع جہان گفتہ

نظم مطبوع اہل کمال جناب حکیم مرزا محمد علی بیگ صاحب عاقل دہلوی

۱۲۸۶ھ

واہ واہ کیا خوب کیا اچھا چھپا — یہ کلام شاعر شیرین مقال
کہا ہے عاقل مصرعۂ تاریخ طبع — واہ چھپا یا خوب دیوان بے مثال

نتیجہ فکر عفیف جناب شیخ محمد عبد اللطیف صاحب خلوص

۱۲۸۶ھ

بدیوان صبا از طبع افزوده جہان رونق — کہ ہر فرد بیتش آنرا بجان و دل پسندیده
خلوص از پے سال طبع آن گفتہ بمن ہاتف — کہ با جان صبا گوئی چہ خوش مطبوع گردیده

قطعہ تاریخ طبع دیوان سنہ ۱۸۶۹ع

چو دیوان سید وزیر علی — شده طبع در مطبع لکھنؤ
پئے سن طبعش صلاے کرم — بہر شش جہت شد روان سو بسو

هو القوی
شائقان عالی قدر قدردان
و جملگان عطوفت توامان گذارش
کلام نظم سطور طبائع سخن سنجان نیک ... غنچہ آرزو
افصح الفصحا جناب میر وزیر علی متخلص صبا